تشریح

کلمۂ طیبہ

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

Marfat.com

Marfat.com

تشریح

کلمۂ طیّبہ

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ پبلشرز

C-8 (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور
فون: 042-7248657
موبائل: 0300-4505466 - 0300-9467047
Email: zaviapublishers@yahoo.com

Marfat.com

۲۹۷۶۳
833
۹۷۲۳۰

زاویہ پبلشرز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بار اوّل ____ 2005
____ ۱۰۰۰
ہدیہ ____ 70 روپے

زیرِ اہتمام
نجابت علی تارڑ

لیگل ایڈوائزر
رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

ملنے کے پتے

- ☆ دار الاخلاص۔ ۳۔۴ صدف پلازہ محلہ جنگی قصہ خوانہ بازار۔ پشاور شہر 091-2567539
- ☆ مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مصطفی سرکلر روڈ گوجرانوالہ 0431-237699
- ☆ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320
- ☆ مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ۔ بھیرہ شریف 04521-911763
- ☆ مکتبۂ فیضانِ مشتاق نزد بسم اللہ مسجد کھارادر۔ کراچی فون: 0333-3121792
- ☆ منہاج القرآن اسلامک سیل سنٹر ضیاء مارکیٹ۔ سرگودھا 0451-721630
- ☆ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد 0221-780547
- ☆ عطّار اسلامی کتب خانہ بازار کلاں نزد دو دروازہ سیالکوٹ
- ☆ مکتبہ ضیاء العلوم دوکان نمبر 1345 مین صدر بازار راولپنڈی 051-5585695

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	کلمہ یا کلمہ طیبہ کیا ہے؟	13
۲	کلمہ طیبہ اور قرآن مجید	13
۳	ایمان کی تعریف	14
۴	اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب	16
۵	سرکارِ اعظم ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب	16
۶	ملائکہ پر ایمان لانے کا مطلب	17
۷	آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب	17
۸	آخرت پر ایمان لانے کا مطلب	18
۹	ایمان کی تفصیل	18
۱۰	لَا کے معنیٰ	20
۱۱	لفظِ اِلٰہ کے معنیٰ	20
۱۲	لفظِ اِلٰہ کی لغوی تحقیق	21
۱۳	لفظِ اِلٰہ کی تحقیق	21
۱۴	اِلٰہ حاجت روا ہے مگر ہر حاجت روا اِلٰہ نہیں	23
۱۵	ایک غلطی کا ازالہ	23
۱۶	ایک اعتراض اور اس کا جواب	23
۱۷	مافوق الاسباب کے معنیٰ	24
۱۸	مسلمان مزارات پر کیوں جاتے ہیں؟	26

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰	الوہیت	27
۲۱	عبادت اور استعانت میں فرق	27
۲۲	توحید کے معنیٰ	29
۲۳	توحید اور شرک میں فرق	29
۲۴	لفظِ ﴿اللہ﴾ کی تحقیق	30
۲۵	لفظِ ﴿اللہ﴾ کی اسمی اہمیت	32
۲۶	لفظِ ﴿اللہ﴾ کی شانِ علمیت	34
۲۷	لفظِ ﴿اللہ﴾ کی ترکیب اور اس کی معنوی حکمت	35
۲۸	مذاہبِ عالم اور تصورِ اسمِ ذات	35
۲۹	وجودِ باری تعالیٰ	37
۳۰	لفظِ ﴿محمد﴾ ﷺ کے معنیٰ	40
۳۱	اسماء النبی ﷺ	43
۳۲	رسول اللہ کا مطلب	50
۳۳	رسول کون ہوتا ہے؟	50
۳۴	شانِ رسالت میں گستاخی اور شرعی احکام	53
۳۵	کلمہ کی فضیلت	65
۳۶	کلمہ پڑھنے کے بعد کیا حکم ہے	69
۳۷	اسلام اور تقابلِ ادیان	71
۳۸	مذہب کی تعریف	71
۳۹	مذہب کے اثرات	74
۴۰	یہودیوں کے بنیادی عقائد اور اسلام	77

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
84	موجودہ عیسائیوں کے بنیادی عقائد اور اسلام	۴۱
86	انجیل اور اناجیل کی حقیقت	۴۲
98	تین خداؤں کا عقیدہ کیسے رائج ہوا	۴۳
115	ہندو دھرم اور دینِ اسلام	۴۴
127	ہندو دھرم کے پیشواؤں کی رائے	۴۵
129	اسلام ہی حق مذہب ہے	۴۶
132	اسلامی عقائد کے خلاف باتیں	۴۷
132	ایمان باللہ کے خلاف عقائد	۴۸
135	ایمان بالرّسول کے خلاف عقائد	۴۹
139	ایمان بالصّحابہ واہلبیت کے خلاف عقائد	۵۰
141	اولیاء اللہ پر ایمان کے خلاف عقائد	۵۱
142	کلمہ پڑھ کر بندہ کن چیزوں کا پابند ہو جاتا ہے	۵۲

Marfat.com

تقریظ

چار ہزار کتب ورسائل لکھنے والے برصغیر کے سب سے بڑے مصنف
مفسرِ قرآن شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہٗ العالی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فقیر نے عزیز مکرّم مولانا محمد شہزاد قادری ترابی زیدہ مجدہٗ کی تصنیف ﴿کلمہ طیبّہ (تشریح)﴾ کے بعض مقامات دیکھے ہیں خوب ہیں الحمدللہ خوب ہیں۔ دورِ حاضر میں نوجوان علماء وفضلاء کی تحریر کی طرف کم توجہ ہے حالانکہ یہ شعبہ اہلِ علم کا بہتر شعبہ ہے اورصدقہ جاریہ کا بہترین تحفہ۔ عزیز موصوف الصدر اپنے معاصرین سے بازی لے گئے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذلک۔

اس وقت عزیز مکرم مولانا محمد شہزاد قادری ترابی صاحب کی تیس (30) تصانیف معرضِ وجود میں آچکی ہیں بلکہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکی ہیں اور یہ بھی موصوف کی سعادت کی دلیل ہے کہ اُن کی تصانیف بار بار شائع ہورہی ہیں ورنہ بہت سے مؤلفین کے رسائل وکتب ایک دو دفعہ کی اشاعت کے بعد دم توڑ دیتی ہیں لیکن ان کا سلسلہ روز بروز افزوں ہے۔ الحمدللہ موصوف کی مساعی مشکور فرمائے اور ناظرین کے لئے مشعلِ راہِ حق بنائے۔

آمین، ثم آمین

بجاہِ حبیبہ الکریم الامین ﷺ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

Marfat.com

تقریظ

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت مفتیٔ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اکبر الحق شاہ صاحب قادری رضوی مدظلہٗ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! کتاب مستطاب گنجینۂ انتخاب بعنوان ﴿کلمہ طیبہ (تشریح)﴾ چند مقامات سے دیکھی کلمہ طیبہ کے اجزائے ترکیبی اس کی اسلامی اور ایمانی توضیح پر مبنی یہ کوشش اورسعی ایک مجاہدِ اہلسنّت حضرت مولانا محمد شہزاد قادری ترابی سلمہٗ کی ہے جو یقیناً عوام کے علاوہ اہلِ علم وفضل کے لئے بھی یکساں افادیت کی حامل ہے۔

اللہ پاک ﷻ کی بارگاہِ حمدیت میں دُعا ہے کہ وہ اپنے پیارے ومکرّم رسولِ اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے وطفیل مصنف مولانا محمد شہزاد قادری ترابی زیدہ مجدہٗ اور جملہ معاونین کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆

Marfat.com

تقریظ

خطیبِ ملّت ،فخرِ اہلسنّت ،کوکبِ دوراں صاجبزادہ ڈاکٹر علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب مدظلہ العالی

باسمہ وبحمدہ تعالی

محبّ محترم فاضل مکرم مولانا محمد شہزاد قادری ترابی نے نوجوانی ہی میں سعادتوں سے اپنا ناتا جوڑ لیا ہے اور اپنے حصّے میں آنے والے فیضان کو پھیلانا اپنی زندگی بنالیا ہے۔ اپنی شناخت، علم وعمل کے حوالے سے انہیں مرغوب ہے اسی کے لئے وہ مستعد اور مشغول رہتے ہیں۔ تحریر و تحقیق سے ان کے شغف کی گواہ ان کی وہ مطبوعات ہیں جن میں ،صراط الابرار، بیانِ حق ،صحابہ کرام کی حقانیت ،مظلوم کے آنسو، سنّت مصطفیٰ اور جدید سائنس، شریعتِ محمدی کے ہزار مسائل ، قادیانیت یعنی شیطانیت ، کڑوا سچ، گناہ اور سائنس، تحریک آزادی اور علماء کا کردار، دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں ، دکھ درد اور بیماریوں کا علاج ، چہل ربنّا ، منزل، درود وسلام پڑھنے والے ایک سائے تلے، خاصانِ خدا اور کلمۃ الحق ، اور فرائض ،سنن اور نوافل کا ثبوت ،شامل ہیں۔ جو گزشتہ چند برسوں میں منظر عام پر آئی ہیں ، انہی تحریروں سے ان کا تعارف ہوا۔ مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت (بریلوی) سے ان کی پختہ وابستگی اور اس کی تبلیغ و ترویج کے لئے ان کا جذبہ اور ولولہ قابل قدر ہے۔ اللہ کریم عزّوجلّ اس میں برکت اور استقامت عطا فرمائے ، آمین۔

بیرونِ ملک سفر میں سوال وجواب کی ایک نشست میں ایک نوجوان نے پوچھا تھا

Marfat.com

کہ ''کلمہ طیبہ'' کی تشریح اور مفہوم کے حوالے سے کیا آپ کی کوئی کتاب ہے؟

عقائد کے باب میں علامہ توریشی، حضرت شیخ محقق، حضرت صدر الافاضل، حکیم الامت مفتی احمد یار خان، حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی، مولانا محمد خلیل خاں برکاتی کی کتابوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ سب کتابیں اسلامی عقائد کی تعلیم و تفہیم میں عمدہ ہیں لیکن سائل نے صرف کلمہ طیبہ کے مفہوم کی بابت پوچھا تھا۔ اس دن ارادہ کیا کہ ان شاء اللہ جلد ہی اس حوالے سے ایک مختصر مگر جامع کتاب مرتب کروں گا۔ مجھے مسلسل اسفار اور مشاغل کی بھرمار میں اپنے زیر ترتیب مسودوں کی تکمیل کی مہلت ہی نہیں مل رہی، نئے لکھاریوں کو ترغیب دیتا رہا اور اپنے تعاون کا یقین دلاتا رہا۔ مولانا محمد شہزاد صاحب نے سبقت کی اور میرے ذہن میں بسا خاکہ پوچھا۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ بہت کچھ جمع کر لائے۔ یہ ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ نرم لہجے اور دھیمی آواز میں گفتگو کرنے والے اس فاضل نوجوان کی اس محنت پر خوشی ہوئی۔ انہیں تصحیح و ترمیم کے لئے میرے مشورے پسند آئے۔ بالآخر وہ ایک کتاب تیار کر لائے وہ کہاں تک اس میں کامیاب رہے اس کا صحیح اندازہ اس کتاب کے مطالعے سے ہوگا۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کر سکا لیکن امید ہے کہ وہ حتی المقدور ایک کتاب تیار کر سکے ہیں۔

اللہ کریم ﷻ ان کی محنت کو بارآور بنائے اور یہ کتاب شرفِ قبولیت پائے،

آمین

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

Marfat.com

انتساب

میری یہ کتاب فخرِ کائنات، محسنِ انسانیت، شہنشاہِ اعظم، سرکارِ اعظم، نورِ مجسّم، رحمتِ عالم ﷺ کے نام،

اور اپنے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نام،

اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے نام،

اور اپنے پیرومرشد کے نام،

اور اپنی پیاری ماں کے نام

خادمِ اہلسنّت

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اپیل"

اس کتاب میں مکمل کوشش کی گئی ہے کہ کسی مسئلہ میں غلطی نہ ہو لیکن بتقضائے بشریت اگر کسی عبارت یا مسئلے میں غلطی ہوگئی ہو تو مؤلف محمد شہزاد قادری ترابی کو مطلع کریں۔

پتہ:...... مولانا محمد شہزاد قادری ترابی (موبائل نمبر: 0300-2947612)

مکتبہ فیضانِ اشرف نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

Marfat.com

عرضِ مؤلف

نحمدهٗ ونصلی علی رسولہٖ الکریم

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا اور اپنے محبوب سرکارِ اعظم ﷺ کے دامن سے وابستہ فرمایا، کلمہ طیبہ ایمان کی بنیاد ہے، کلمہ طیبہ سے لوگوں کو مستفید کروانے کے لئے محبوبِ اعظم ﷺ نے بڑی تکالیفیں جھیلیں، ہر صعوبت برداشت کی، شعبِ ابی طالب کی دشوار گزار گھاٹیوں میں رہے تاکہ اس کلمے کی بالادستی ہو یہی وہ کلمہ ہے جسے عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے تر زبان سے اگر کوئی پڑھے تو فلاح پا جاتا ہے۔

ہم الحمدللہ مسلمان ہیں رات دن اس کلمے کا ورد رکھتے ہیں مگر کبھی ہم نے کلمہ طیبہ کے کسی حرف کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی کلمہ طیبہ کے ہر ہر لفظ میں علوم کے دریا سموئے ہوئے ہیں اس کے ہر لفظ میں اسلامی عقائد موجود ہیں، ہر سوال کا جواب موجود ہے، تمام معبودانِ باطل کی نفی اور اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا اقرار موجود ہے، سرکارِ اعظم ﷺ کی ذات کو اللہ تعالیٰ کے بعد اپنا کچھ ماننے کا عقیدہ موجود ہے، اسلام کی حقانیت کی ٹھوس دلیل اس میں موجود ہے الغرض کہ کلمہ طیبہ علوم کا سرچشمہ ہے۔

چنانچہ علماءِ کرام کے مشورے پر فقیر نے کوشش کی کہ اس کتاب میں کلمہ طیبہ کی تعریف، اس کے ہر ہر لفظ کی تشریح اس کی فضیلت، اس کو پڑھنے کے بعد بندہ کن

Marfat.com

چیزوں کا پابند ہو جاتا ہے، اس سے ثابت اسلامی عقائد، تقابلِ ادیان، اسلام کی حقانیت اور وہ لوگ جو کلمہ طیبہ پڑھ کر بھی اسلامی عقائد کے خلاف بات کرتے اور لکھتے ہیں یہ تمام عنوانات اس میں یکجا کر دیئے گئے ہیں۔

اس کتاب کو تالیف کرنے کا مشورہ فقیر کو خطیبِ ملّت صاحبزادہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب نے دیا تھا، حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میں ہر طرح سے کوشش کرتا ہوں کہ تقاریر کم کروں کیونکہ یہ میرا کام نہیں ہے میرا بنیادی کام تحریر ہے تقاریر اور جلسوں کی وجہ سے مجھے اتنا وقت نہیں ملتا کہ میں کچھ تحریر کا کام انجام دے سکوں میرے ذہن میں اس حوالے سے بہت سے عنوانات ہیں خاص طور پر ایک عنوان ''کلمہ طیّبہ'' ہے۔ میری خواہش ہے کہ ہماری ''کلمہ طیبہ'' کی تشریح پر ایک کتاب ہو کیونکہ کلمہ طیبہ ہماری بنیاد ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ کام آپ سرانجام دیں۔ مجھ سے جتنا ہو سکے گا اس کتاب کے سلسلے میں آپ کی مدد کروں گا۔

جب اس کتاب کو تالیف کرنے کا ارادہ کیا تو ذہن میں یہ تھا کہ پچاس صفحات میں اس عنوان کو مکمل کر لیں گے میں نے پچاس صفحات تحریر کئے اور قبلہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب کے پاس جب دکھانے کے لئے پہنچا تو آپ نے کئی مشورے اس کتاب کو مزید بڑھانے کے لئے دیئے۔

لہٰذا آپ کے مشورے کے مطابق عنوانات بڑھائے گئے اور تقریباً سو صفحات تحریر کر کے فقیر دوبارہ قبلہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مزید عنوانات بڑھانے کی تجویز دیتے ہوئے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ کتاب اپنے عنوان کے اعتبار سے منفرد کتاب ہو اگر ہم کسی کو یہ کتاب خریدنے کا

Marfat.com

مشورہ دیں تو وہ اس کتاب کو خرید کر مکمل فیضیاب ہو اور اس کے دل میں کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

بالآخر ایک سو چھتیس صفحات پر اس کتاب کو مکمل کیا گیا۔ قبلہ کوکب نورانی صاحب سلمہٗ نے اس کتاب کی تالیف میں فقیر کے ساتھ بھر پور تعاون فرمایا، آپ کا تعاون صرف اس کتاب تک ہی نہیں بلکہ جب بھی کسی مضمون یا کوئی کام ہوتا ہے آپ ہمارے ساتھ بھر پور تعاون فرماتے ہیں یہاں تک کہ بعض مواقعوں پر فون کر کے بلواتے ہیں کہ آپ کا کام ہو چکا ہے میرے پاس آکر لے جائیں یہ سب علامہ صاحب کی شفقت و مہربانی ہے۔

اس کے علاوہ اس کتاب کی تالیف میں حضرت علامہ مولانا محمد مختار اشرفی صاحب نے بھی فقیر کے ساتھ بھر پور تعاون کیا اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں علامہ محمد فرحان عطاری نے بھی تعاون کیا۔

میں تمام علماء کرام کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں خصوصاً خطیبِ ملّت حضرت علامہ مولانا محمد کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب مدظلہٗ العالی کا مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے خصوصی شفقت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام علماءِ کرام کے علم، عمل، عمر، اولاد اور روزگار میں خیر و برکت فرمائے اور اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور فقیر کے لئے اس کتاب کو ذریعہ نجات بنائے آمین، ثم آمین۔

فقط والسلام:

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

Marfat.com

کلمہ یا کلمہ طیبّہ کیا ہے؟

کلمہ کے لغوی معنیٰ قول، بات، وہ بامعنیٰ لفظ جو انسان کے منہ سے نکلے۔

(المنجد ص695 انتشارات اسلام، مطبوعہ تہران)

مسلمانوں کی اصطلاح میں ﴿کلمۃ التوحید﴾ کے لئے بولا جاتا ہے جو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے پہلا بنیادی رکن (یعنی ایمان) ہے۔ یعنی شہادتِ اسلام کے لئے، گویا اسلام کا عقیدہ اِسی بنیاد پر قائم ہے، کیونکہ دوسرے چار ارکان کا تعلق عبادات سے ہے، اور ایمان یا بنیادی عقیدہ کے بغیر عبادات کی کوئی بُنیاد نہیں ہے۔

کلمہ طیبّہ اور قرآن مجید

کلمہ کے جواز واثبات کے سلسلہ میں سب سے پہلی بحث اس کے مادہ کی آتی ہے

کلمہ طیبّہ کے دونوں اجزاء قرآنِ کریم کی دو آیتیں ہیں، چنانچہ پہلا جزء سورہ صافات میں وارد ہوا۔

القرآن:......اِنھم کانوا اذا قیل لھم لاالٰہ الا اللّٰہ یستکبرون٥

ترجمہ: بیشک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سِوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے تھے۔

(سورہ الصافات، آیت 35)

کلمہ کا دوسرا اجزو سورہ فتح میں وارد ہے۔

القرآن:......مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ٥

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ (سورہ فتح پارہ 26 آیت نمبر 29)

آیاتِ بالا سے واضح ہے کہ کلمہ طیبہ اپنے مادہ کے لحاظ سے تو صراحتہً قرآن میں موجود

Marfat.com

ہے اور قرآن اس کے حق میں محض ماخذ ہی نہیں بلکہ نصِ صریح ہے۔

نص کی تعریف: ایسا کلام جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو۔ (المنجد ص 811، انتشارات اسلام مطبوعہ تہران)

ایمان کی تعریف

ایمان لغت میں تصدیق کرنا، اعتماد و بھروسہ کرنا، تابعدار و مطیع ہونا۔

(المنجد ص 18، انتشارات اسلام، مطبوعہ تہران)

اور دین کی خاص اصطلاح میں خبرِ رسول ﷺ کو بغیر مشاہدہ کے محض رسول ﷺ کے اعتماد پر یقینی طور پر مان لینے کا نام ایمان ہے۔ (یعنی اُن چیزوں کا دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا جو دینِ محمدی ﷺ سے ہیں۔) مثلاً توحید و نبوت وغیرہ وغیرہ۔ (سورہ بقرہ تفسیر بیضاوی شریف)

دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے لازمی ہے کہ تمام ضروریات دین اسلامی قطعی عقائد و اعمال پر ایمان لایا جائے۔ لفظِ ایمان امن سے بنا ہے یعنی ایمان دار آدمی سے دوسروں کو ذرہ بھر بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

اصطلاحِ شریعت میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو زبان سے دُرست ادا کرنا اور اس کے معنیٰ و مطلب پر صدقِ دل کے ساتھ یقین کرنے اور خود کو اس کا پابند ماننا ایمان کہلاتا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

القرآن:...... وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون ٥

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو۔ (سورہ انبیاء، پارہ 17، آیت 25)

Marfat.com

دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

القرآن:......فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝

ترجمہ: تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ (سورہ محمد، پارہ 26، آیت 19)

آج سے تقریباً 1400 سال قبل جب عرب کی سرزمین سے خورشیدِ توحید حضور سیدنا محمد ﷺ کی بعثت کے روپ میں طلوع ہوا۔ جس نے اس جہانِ فانی کو اسلام کی نئی روشنیوں سے روشناس کرایا اور اسلام کی روشنی حاصل کرنے کے لئے پانچ چیزوں کو لازمی قرار دیا کہ ان کے بغیر اسلام کی تکمیل نہیں ہوتی۔ (از کتاب: مواعظِ رضویہ)

چنانچہ ارشاد ہوا:

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ محمداً رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَ الْحَجِّ، وَ صَوْمِ رَمَضَانَ.

ترجمہ: بنیادِ اسلام پانچ اشیاء پر ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بحوالہ: صحیح بخاری حدیث نمبر 1 کتاب الایمان ص 6 مطبوعہ: قدیمہ کتب خانہ)

جب عبدالقیس کا وفد سرکارِ اعظم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

حدیث شریف:......کیا تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد کے ساتھ ایمان کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔ فرمایا گواہی دینا اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اور بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (بحوالہ: مشکوٰۃ شریف)

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ توحیدِ باری تعالیٰ اور ساتھ ہی سرکارِ اعظم ﷺ کی رسالت کے ماننے کا نام ایمان ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب درج ذیل امور کا دِلی تصدیق کے ساتھ ماننا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ واحد ہے، اُس کی ذات وصفات میں افعال واحکام میں اور اسماء میں اس کا کوئی ہمسر نہیں، کائنات کی بقاء کے لئے اس کے وجود کا ماننا ضروری ہے اگر وہ نہ ہوتا تو یہ کائنات ہی نہ ہوتی، اس کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا۔ وہ اُس وقت بھی تھا جب دنیا میں ہر طرف پانی ہی پانی تھا، سورج، چاند، ستارے اور ارض وسماء کے ظہور سے پہلے بھی وہ موجود تھا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ معبودیت صرف اُسی کو زیب دیتی ہے، اُس کو کسی کی حاجت نہیں بلکہ وہ سب کا حاجت روا ہے، اُس کی ذات بیشمار اوصاف حمیدہ کی حامل ہے، اس کے کمالات ایسے ہیں کہ عقل جن کا احاطہ نہیں کر سکتی، وہ لوگوں کی طرح نہیں کہ اس کا کوئی خاندان ہو۔ اُس کا بھائی، بیٹا، بیٹی بہن، بیوی اور ماں نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا بھائی، باپ، بیٹا ہے۔ وہ حیّ القیوم ہے کارخانۂ عالَم کو زندہ اور قائم رکھنے والا ہے، اس کی ذات وصفات میں کوئی عیب نہیں، وہ پاک ہے، نہ اُسے اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند کی حاجت محسوس ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا اُمور پر دلی تصدیق کے ساتھ یقین کر لینا اور بلا شک وشبہ مان لینا خداوند کریم پر ایمان لانا کہلاتا ہے۔ (از کتاب: مواعظ رضویہ)

سرکارِ اعظم ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی فلاح وبہبود کے لئے دین کو سنوارنے کے لئے انسان کو آدابِ خداگاہی سکھانے کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت کے لئے انہیں بھیجا

Marfat.com

1400 سال قبل ہدایتِ دنیا کی تکمیلِ کامل ہوگئی لہٰذا اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر سچّے اور برحق ہیں اِن میں سے کوئی بھی پیغمبر اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بھائی نہیں تمام پیغمبر قابلِ تعظیم ہیں مگر جو فضیلت شہنشاہِ کائنات حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوئی وہ کسی دوسرے کے حصّے میں نہیں آئی۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک خاص طبقے علاقے، زمانے کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے مگر سرکارِ اعظم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات انسان، جن، ملائکہ، حیوانات، نباتات غرض یہ کہ کائنات کی ہر شئے کی طرف مبعوث فرمائے گئے تاکہ کوئی بھی مخلوق رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت سے محروم نہ رہے ساری دُنیا کے انسانوں پر لازم ہے کہ وہ اطاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں سرکارِ اعظم ﷺ تمام عالم کے لئے رسول اور رحمت بن کر تشریف لائے۔ (از کتاب: مواعظ رضویہ)

ملائکہ پر ایمان لانے کا مطلب

فرشتوں پر ایمان دراصل ایمان باللہ کا جُز ہے اور اس کا لازمی حصّہ بھی۔ اس عقیدے کا مقصد صرف یہی نہیں کہ ملائکہ کے وجود کو تسلیم کر لیا جائے بلکہ اس نظامِ کائنات میں ان کی صحیح اور دُرست حیثیت کو سمجھ لیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان خالص توحید پر قائم ہو۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں ہیں اور نہ ہی اس کی ذات میں شریک ہیں۔ (از کتاب: مواعظ رضویہ)

آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب

اسلام کی اصطلاح میں کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رہنمائی و ہدایت کے لئے رسول پر نازل کرتا ہے۔ اور جسے پہنچانے اور سمجھانے اور اس کے احکام کی عملی تربیت کے لئے ہی رسول بھیجے جاتے ہیں۔

Marfat.com

ایک مسلمان کو اگرچہ عقیدے کے طور پر تمام کتب آسمانی پر ایمان لانے کی ہدایت وتلقین کی گئی ہے لیکن عمل کے لئے اسے صرف قرآنِ مجید کا مکلّف بنایا گیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس جو صحیفے آئے وہ اُن کے دور کے لئے تھے اور سرکارِ اعظم ﷺ پر جو کتاب نازل ہوئی اُس میں ان کتابوں کی بنیادی تعلیمات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کردی گئیں۔ قرآن مجید دوسری آسمانی کتابوں کا "مھیمن" ہے یعنی محفوظ کرنے والا۔ یہ پوری طرح محفوظ ومامون ہے ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف وتبدیلی سے پاک ہے۔ (از کتاب: مواعظ رضویہ)

آخرت پر ایمان لانے کا مطلب

عقیدۂ آخرت اسلام کا اہم رکن ہے اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا اس دنیا کے بعد والی دوسری زندگی کا نام آخرت ہے عقیدۂ آخرت کا مطلب ہے کہ انسان اس پر یقین رکھے کہ خود انسان کی اپنی زندگی کی طرح اس دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں کی بھی ایک عمرِ طبعی ہے۔ اسے یوں سمجھ لیں کہ پورے نظامِ عالم کی ایک عمر ہے جس کے تمام ہونے پر یہ سارا کارخانہ دنیا درہم برہم ہوجائے گا، اور ایک دوسرا نظام اس کی جگہ لے لے گا، اور ایک زبردست عدالت کا قیام عمل میں آجائے گا جس میں ہر ہر چیز، ہر ہر عمل کا حساب ہوگا اس روز تمام انسانوں کو روز آفرینش سے لے کر اس روز تک دوبارہ زندہ کیا جائے گا اسی طرح جسمانی زندگی ملے گی پھر سب کے سب محشر میں جمع کئے جائیں گے رب العالمین جل جلالہ (جو مالک یوم الدین) ہے کے سامنے حاضری ہوگی اور پھر وہاں تمام انسانوں کے تمام اعمال وافعال کو جانچا جائیگا اور تمام ترحق وانصاف کے مطابق ہر کسی کو اس کے مقدمے کا فیصلہ سُنایا جائے گا۔ اچھے اعمال کی جزا اور بُرے اعمال کی سزا دی جائیگی۔

ایمان کی تفصیل

اللہ تعالیٰ، اُس کی صفاتِ عالیہ، اُس کے پیغمبروں پر، اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لانا،

Marfat.com

آسمانی کتابوں پر، تمام فرشتوں پر، آخرت کے دن پر، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

القرآن: ترجمہ:...... کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ مُونہہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھُڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنھوں نے اپنی بات سچّی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔ (سورہ بقرہ، آیت 177، پارہ 2)

حدیث شریف: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی مجھے بتائیے ایمان کیا ہے؟ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان (کی تفصیل) یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ، آخرت کے دن، فرشتوں، اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور نبیوں پر ایمان لاؤ۔ مرنے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لاؤ۔ جنت، دوزخ، حساب اور اعمال کے ترازو پر ایمان لاؤ۔ اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی! جب میں ان تمام باتوں پر ایمان لے آیا تو (کیا) میں ایمان والا ہوگیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ جب تم ان چیزوں پر ایمان لے آئے تو تم ایمان والے بن گئے۔

(بحوالہ مُسند احمد)

حدیث شریف: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے (۱) اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں اور میں محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اس نے حق دے کر بھیجا ہے۔ (۲) مرنے پر ایمان لائے (۳) مرنے کے بعد

Marfat.com

دوبارہ اُٹھائے جانے پر ایمان لائے (۴) تقدیر پر ایمان لائے۔ (بحوالہ، ترمذی شریف)

اب ہم کلمہ طیبہ کے ہر ہر کلمہ کی تشریح اور تفسیر بیان کریں گے تاکہ پورا کلمہ سمجھ میں آجائے۔ (از کتاب: مواعظ رضویہ)۔

لا...... لا بمعنیٰ نفی کے ہیں لفظِ **لا** نفی کے لئے آتا ہے کلمہ طیّبہ نفی سے شروع ہو کر اثبات پر ختم ہوتا ہے مطلب یہ کہ پہلے سارے باطل معبودوں کی نفی کر کے پھر معبود حقیقی کا اقرار واعتراف اور آخر میں اپنے رسول (ﷺ) کی رسالت کے اقرار کا نام کلمہ طیّبہ ہے۔ لفظِ **لا** میں تمام باطل خداؤں کا انکار موجود ہے اور صرف ایک خالقِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھنا مُراد ہے۔

حرفِ نفی کو پہلے بیان کر کے جو سمجھایا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

اِلٰہ...... کا لغوی معنیٰ معبود کے ہیں کلمہ طیّبہ کے شروع میں **اِلٰہ** کا لفظ **لا** کے بعد بیان کیا گیا ہے، قرآن مجید کی متعدد آیاتِ مبارکہ میں لفظِ **اِلٰـــہ** کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جن کی مثالیں درجِ ذیل ہیں:

القرآن:...... **لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○**

ترجمہ:...... اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بڑی رحمت والا مہربان۔ (سورہ بقرہ، پارہ 2، آیت 163)

تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کا شانِ نزول یوں بیان کیا گیا ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ سے کفار نے کہا کہ آپ اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمائیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اُنہیں بتایا گیا کہ معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزی (یعنی اجزاء میں منتشر نہیں ہوتا) ہوتا ہے نہ منقسم نہ اس کے لئے مثل نہ نظیر۔

القرآن:...... **اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط**

Marfat.com

ترجمہ:......اللہ تو ایک ہی خدا ہے۔(سورہ نساء، پارہ 6، آیت 171)

القرآن:...... وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

ترجمہ:......اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔(سورہ ص، پارہ 23 آیت 65)

القرآن:......اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

ترجمہ:......یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کو پاکی اُن کے شرک سے۔

(سورہ الطور، پارہ 27، آیت 43)

ان تمام آیات سے آپ لفظِ اِلٰـہ کا مطلب اور مقصد سمجھ گئے ہوں گے عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی۔

لفظِ اِلٰہ کی لغوی تحقیق

الالٰہ:......معبود (جس کی عبادت کی جائے) (المنجد ص 16، انتشارات اسلام، مطبوعہ: تہران)

لفظ اِلٰہ جس کا پہلا حرف مکسور (جس کے نیچے زیر ہو) ہے اِلٰہٌ کو پڑھنے کا طریقہ فِعَالٌ کے وزن پر ہے اس کا معنیٰ مفعول یعنی مَاْلُوْہٌ (معبود) ہے۔

اِلٰہ پرستیدہ (پرستش کیا ہوا، عبادت کیا گیا) کو کہتے ہیں یہ بمعنی مَاْ لُوْہ (معبود) ہے اور ہر پرستش کیا ہوا اپنے پوجنے والوں کے نزدیک اِلٰہ ہے۔(قاموس)

اِلٰـہ کا اطلاق بنیادی طور پر ہر معبود پر ہوتا رہا ہے پھر معبود برحق کے لئے اس کا استعمال غالب ہو گیا اور اس کا مادہ اشتقاق اَلَہَ وِ اِلٰهَةً اور اُلُوْ هَةً اور اُلُوْ هِيَّةً ہے اَلَہَ بمعنی عَبَدَ (عبادت کی) ہے اسی سے تَاَ لَّہُ معبود بن جانا اور اِسْتَالَہُ معبود سے مشابہ ہونا ہے۔(بیضاوی شریف)

لفظ ''اِلٰہ'' کے مادہ کی تحقیق

اَلْاِلٰہ کا معنی معبود ہے۔(المنجد ص 16، انتشارات اسلام، مطبوعہ: تہران)

لفظ اِلٰـہ کا مادہ ''ا ل ہ'' ہے مگر ایک تحقیق کے مطابق اس کا مادہ ''و ل ہ'' ہے جسے ''وِلَاہٌ''

Marfat.com

پڑھا جاتا ہے پھر واؤ کو ھمزہ سے بدل دیا تو اِلٰہٌ ہوگیا۔

علامہ بیضاوی علیہ الرحمۃ نے پانچ اقوال اس کے ماخذ و مادۂ اشتقاق کے حوالے سے شمار کروائے ہیں۔

1)......اَلَہَ ، اِلٰھَۃً ، اُلُوْھَۃً ، اُلُوْھِیَۃً بمعنیٰ ''عَبَدَ'' (عبادت کی) ہے۔

(بحوالہ: المنجد ص16، انتشارات اسلام، مطبوعہ: تہران)

2)......اَلِھْتُ اِلٰی فُلَانٍ یعنی ''میں نے اس سے سکون حاصل کیا'' اس لئے کہ قلوب اس کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔ (بحوالہ: تفسیر بیضاوی بحث بسم اللہ)

3)...... اَلَہَ اِذَافَزِعَ مِنْ اَمْرٍ نَزَلَ اِلَیْہِ . و آلَھَہٗ غَیْرُہٗ اَجَارَہٗ یعنی کسی تکلیف کے نزول سے گھبرایا اور دوسرے نے اس کو پناہ دی چونکہ تکلیف میں جو شخص ہو وہ اپنے معبود کی پناہ ڈھونڈھنے جاتا ہے تو اس کا معبود اس کو پناہ دیتا ہے۔ (تفسیر بیضاوی فی بحث بسم اللہ، پارہ الٓم قبل الفاتحہ)

4)...... اَلَہَ الْفَصِیْلُ یعنی اونٹنی کا بچھڑا ہوا بچہ جب ماں کو پاتے ہی اس سے لپٹتا ہے اس وقت یہ جملہ کہا جاتا ہے چونکہ عبادت کرنے والے تکالیف میں گریہ وزاری کے ساتھ اس کی طرف دوڑتے ہیں۔ (تفسیر بیضاوی فی بحث بسم اللہ، پارہ الٓم قبل الفاتحہ)

5)......الہ کا معنیٰ ''حیران ہوا'' ہے کیوں کہ عقل اُس کی معرفۃ میں جس کی عبادت کرتی حیران و سرگشتہ ہوتی ہے۔ (از کتاب: اسلام کا تصور اِلٰہ، مصنف: علامہ محمد مدنی میاں اشرفی)

(المنجد ص16، انتشارات اسلام، مطبوعہ: تہران)

ایک غلطی کا ازالہ:......

لفظ اِلٰہ کے ماخذ میں ایک غلطی جو اکثر اسکالرز کرتے ہیں کہ وہ لاہٗ کو اِلٰہ کا ماخذ مانتے ہیں جب کہ لاہٗ کا ماخذ و مادہ ''ل ی ہ'' ہے جس کے معنیٰ پوشیدگی اور چھپنا ہے اس پر نظر کی شدید ضرورت ہے۔

٦٧٢٣٠

Marfat.com

اِلٰہ حاجت روا ہے مگر ہر حاجت روا اِلٰہ نہیں:.......

ہر لفظ کا ایک معنیٰ حقیقی ہوتا ہے ایک معنیٰ مجازی ہوتا ہے جب تک حقیقی معنیٰ مُشکل نہ ہو جائے جب تک مجازی معنیٰ کی طرف رُخ نہ کریں گے یعنی کوئی اگر ایسی صورت سامنے آجائے کہ حقیقتِ لغوی یا عُرفی مُراد نہ لی جاسکے یا اس کے خلاف مُراد لینے پر کوئی قرینہ دلالت کرے اس وقت مجازی معنیٰ مُراد لیا جائے گا اور مجازی معنیٰ کو حقیقی معنیٰ قرار نہیں دیا جائے گا۔ یعنی اِلٰہ بول کر حاجت روا یا پناہ دہندہ یا اختیارات وطاقتوں کا مالک یا ساری خلق کا مشتاق الیہ (جس کی طرف مخلوق کا رجحان ہو) سمجھنا اُسی طرح غلط ہے جس طرح حاجت روا بول کر یا پناہ دہندہ بول کر یا مشتاق الیہ بول کر اِلٰہ مُراد لینا غلط ہے۔

ہاں یہ بات الگ ہے کہ جو اِلٰـــہ ہو گا وہ حاجت روا بھی ہو گا اور اختیارات وتوانائیوں کا مالک بھی ہو گا ساری مخلوق کا مشتاق الیہ بھی ہو گا لیکن یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں کہ جس کو ہم حاجت روا کہیں یا پناہ دہندہ کہیں وہ اِلٰہ ہی ہو گا۔

ایک غلطی کا ازالہ:......

لفظِ اِلٰـــہ کے ماخذ میں ایک غلطی جو اکثر اسکالرز کرتے ہیں وہ یہ کہ لَاہٌ کو اِلٰـــہ کا ماخذ مانتے ہیں جبکہ لَاہٌ کا ماخذ ومادہ (ل ی ہ) ہے جس کا معنی پوشیدگی اور چُھپنا ہے یہ شدید غلطی ہے۔ اس پر نظر کی ضرورت ہے۔

ایک اعتراض اور اُس کا جواب:......

ایک اعتراض عام طور پر یہ کیا جاتا ہے، عبادت کا تصور اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب کوئی حاجت پیش آئے اور حاجت روا کو ڈھونڈا جائے یا سکون کے لئے سکون بخش ہو یا پناہ طلب کرنے پر پناہ دہندہ (پناہ دینے والا) ملے اسی کو اِلٰـــہ مانا جاتا ہے اور یہ سب باتیں مافوق الاسباب ہوں یعنی حاجت روا کی حاجت روائی کا معاملہ محتاج کے علم وحواس سے باہر ہو تو اس

Marfat.com

وقت اس کو اِلٰــہ کہیں گے اور جو معاملات ''ماتحت الاسباب'' ہوں یعنی حاجت روا کی حاجت روائی کا سارا معاملہ محتاج کے علم وحواس کے اندر ہو تو اس وقت اِلٰہ نہیں مانا جائے گا۔ تو اگر کوئی شخص اس نظریئے کے تحت کسی فرد کے اندر حاجت روائی، (حاجت کا پورا کرنا) پناہ دہندگی، (پناہ دینا) سکون بخشی (سکون بخشنا) یا اختیار اور طاقتوں کا مالک اور تمام انسانوں کا مشتاق الیہ (اس کی طرف مائل ہونے کا) ہونے کا اعتقاد رکھے گویا یہ نظریہ اس کی عبادت کی طرف اُبھارتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے یہ صرف ایک امکانی (ممکنہ) صورت ہوسکتی ہے بلکہ واقعۃً یوں ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو حاجت روا یا مشکل کُشا یا پناہ دہندہ (دینے والا) وغیرہ سمجھتا ہے بلکہ یقین رکھتا ہے تو بھی اس کے دل میں اس کی عبادت کا نہ کوئی جذبہ اُبھرتا ہے نہ وہ اس کو معبود مانتا ہے۔

الحاصل جیسا کہ پہلے ذکر کیا کہ ''حاجت روائی'' لازم الوہیت ہے نہ کہ الوہیت لازم حاجت روائی۔ یعنی اللہ حاجتیں پوری کرنے والا ہے مگر ہر وہ جو حاجت پوری کرنے والا ہے اللہ نہیں ہے یعنی کوئی بھی شخص حاجت پوری کردے اس کو اللہ نہیں کہیں گے۔ ہاں مگر اللہ تعالیٰ بالذات حاجتیں پوری فرماتا ہے جب کہ دوسرے اللہ کی عطا سے حاجت پوری کرتے ہیں۔

یہاں اعتراض سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک مَافوق الاسباب اور دوسری ماتحت الاسباب۔ اَب اس کا معنیٰ بیان کیا جاتا ہے۔

مافوق الاسباب

مافوق الاسباب کے معنیٰ حاجت روا کی حاجت روائی کا سارا معاملہ محتاج کے علم وحواس سے باہر ہو اور ماتحت الاسباب سے مُراد حاجت روا کی حاجت روائی کا معاملہ محتاج کے علم وحواس کے اندر ہو۔

مافوق الاسباب کو مافوق الادراک بھی کہا گیا (جو سمجھ سے باہر ہو) ماتحت الاسباب کو ماتحت الادراک بھی کہا گیا (جو سمجھ کے اندر ہو)۔

Marfat.com

قرآن مجید میں جہاں جہاں پر اللہ تعالیٰ کی مدد کے متعلق آیا ہے وہاں پر کہیں بھی اس کی تخصیص نہیں کی گئی کہ یہ مافوق الاسباب ہے یا ماتحت الاسباب ہے۔ یعنی یہ سمجھ کے اندر ہے یا سمجھ کے باہر ہے۔

قرآن مجید نے بعض ایسی شخصیتوں کے حاجت روا ہونے کی وضاحت کی ہے جو اپنے محتاج کے نزدیک مافوق الادراک (جو سمجھ کے باہر ہوں) توانائیوں کے مالک تھے تو پھر الٰہی توانائیوں اور غیر الٰہی توانائیوں کے درمیان فوق الادراک یا تحت الادراک کی تحقیق صحیح نہیں ہے۔ بلکہ آسان واضح اور مناسب صورت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی حاجت روا ہے اس کی توانائیاں ذاتی ہیں کسی کی مرہونِ منّت نہیں ہیں جبکہ ماسوا اللہ کی حاجت روائی درحقیقت اسی ہی حاجت روائی ہے اس لئے سب اہل اللہ اُسی ہی کی عطا کردہ توانائیوں سے حاجت روائی کرتے ہیں ہاں ذرائع مختلف ہیں یعنی مخلوق کی حاجت روائی چاہے وہ فوق الادراک ہو (سمجھ سے باہر ہو) یا تحت الادراک (سمجھ کے اندر ہو) ہو سب کی سب عطائی توانائیوں کی مرہونِ منّت ہے۔

اب بغیر کسی تمہید کے ہم عرض کر دیتے ہیں کہ انبیاء کرام واولیاء کرام کی حاجت روائی کا سارا عمل چاہے ہماری سمجھ کے اندر ہو یا باہر خود اسباب اور علتوں کے تحت ہے اِن کی حاجت روائی کا کوئی معاملہ فوق الاسباب (سمجھ کے باہر) نہیں ہے کیونکہ دنیا عالمِ اسباب ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے جس کے ذریعے سے ہو رہا ہے سب کچھ تحت الاسباب ہے اور سب کا خالق ومختار رَبُّ الاسباب ہے تو ہم جن صفات کو انبیاء کرام واولیاء کرام کے لئے ثابت مانتے ہیں اُن کا اُن میں نہ ماننا یا اس پر شرک کا فتویٰ لگانا یہ خود ذات وصفاتِ الٰہیہ کو سمجھنے سے قاصر (دور) رہنے کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

مسلمان مزارات پر کیوں جاتے ہیں:.......

مسلمان، اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی مالک مانتے ہیں اور سرکارِ اعظم ﷺ کو رسولِ برحق مانتے ہیں۔ مزارات پر اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کا ولی یعنی دوست سمجھ کر جاتے ہیں وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم تو گنہگار ہیں اس نیک بندے کے وسیلے سے ہماری دعائیں قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے وسیلے سے دُعا کو جلد قبول فرماتا ہے۔

ہندوؤں کا بُت پر چڑھاوے چڑھانا:.......

ہندوؤں نے بُت کے نام رکھے ہوئے ہیں وہ مندر میں جا کر اُس بُت کا نام لے کر جانوروں اور دیگر چیزوں کی بلی چڑھاتے ہیں۔

مسلمانوں کا نذر و نیاز کرنا:.......

مسلمان، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور نذر و نیاز یہ تو اصل میں ایصالِ ثواب ہے مسلمان جانور کو ذبح کرنے سے پہلے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں پھر اس کا ثواب اولیاء اللہ کو ایصال کر دیا جاتا ہے اس میں کیا شرک ہے؟ ہم (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو خدا سمجھ کر ان کا نام لے کر جانور ذبح نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ایصالِ ثواب کے لئے کرتے ہیں۔

ہندوؤں نے تو اپنے ہاتھوں سے سنگ تراش تراش کر بُت بنائے پھر اس کو سنوارا پھر اُس کے الگ الگ نام رکھے اور پوجا شروع کر دی۔ مگر اولیاء کرام کو جو بھی مقام ملا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مِلا ہے۔ حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ غوث اعظم۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ معین الدین۔ سیّد علی ہجویری رضی اللہ عنہ داتا گنج بخش، اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں۔ اسی طرح ہر ولی کو رُتبہ، عظمت اور بلندی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور ان کو مددگار بھی بنایا ہے۔ (از کتاب: صراط ۱۱۱ برا۔)

Marfat.com

الوہیت:......

استحقاق عبادت (عبادت کا مستحق ہونا) یا وجوب کو الوہیت کہتے ہیں جو ذات مستحق عبادت ہو گی، اس کا واجب الوجود ہونا ضروری ہے اسی طرح واجب الوجود کے لئے مستحق عبادت ہونا ضروری ہے۔

مشرکین کی بیوقوفی ہے کہ وہ اپنے بتوں اور معبودوں کو ممکن الوجود مان کر معبود اور مستحق عبادت سمجھتے ہیں۔ (از کتاب: اشرف الرّسائل، مصنفہ، علامہ غلام علی اوکاڑوی)

عبادت:......

غایت تعظیم اور انتہاءِ تذلل کو عبادت کہتے ہیں جس کی اصل یہ ہے کہ عبادت کرنے والا جس کی عبادت کرتا ہے اس کے لئے ذاتی اور مستقل صفت مانتا ہے جس میں کسی کی قدرت ومشیّت کو کسی قسم کا کوئی دخل نہ ہو۔

اصل عبادت اسی اعتقاد کو کہتے ہیں اس اعتقاد کے ساتھ کسی کی اطاعت ومحبت یا اس کے لئے کوئی عمل کرنا اس کی عبادت ہے۔ بغیر عمل کے کسی کے لئے صرف اعتقاد کا ہونا بھی عبادت قرار پائے گا۔

استعانت:......

الوہیّت اور عبادت کے معنیٰ واضح ہونے کے بعد استعانت (مدد) کا معنیٰ خود بخود سمجھ میں آجائے گا اور وہ یہ کہ کسی کے لئے عون کی ایسی صفت مستقلہ مان کر جو مقہوریت اور مغلوبیت سے بالا تر ہو اس سے طلب عون کو استعانت (حقیقہ) کہا جاتا ہے ایسی استعانت صرف معبود حقیقی کی شان کے لائق ہے۔ لہٰذا مستعان وہی ہو سکتا ہے اس کے غیر سے استعانت دراصل اس کی الوہیت ومعبودیت کے اعتقاد کے منافی ہے۔

فائدہ:...... چونکہ الوہیت اور معبودیت استقلال ذاتی کے بغیر متصور نہیں اس لئے کسی کو

Marfat.com

مجازی معبود اِلٰـــہ نہیں کہہ سکتے بخلاف استعانت، محبت اور اطاعت وغیرہ کے کہ یہاں مستعان مجازی اور محبوب مجازی کہہ سکتے ہیں کیونکہ مظاہر کائنات میں خالقِ حقیقی نے یہ اوصاف پیدا کئے ہیں اور جو چیز پیدا کی ہوئی ہو اس میں استقلال ذاتی ممکن نہیں۔ جس طرح استقلال ذاتی میں حدوث و امکان کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا اِلٰہ اور معبود کو مجازی کہنا بالکل ایسا ہوگا جیسے واجب الوجود کو حادث کہہ دیا جائے۔ (معاذ اللہ)

(از کتاب: اشرف الرسائل، مصنفہ، علامہ غلام علی اوکاڑوی)

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

القرآن:......فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرًا ۝ (سورۃ تحریم، آیت نمبر 4، پارہ 28)

ترجمہ:...... بیشک اللہ اِن کا مددگار ہے اور جبریل (علیہ السلام) اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

القرآن:......اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ. (سورہ مائدہ، آیت نمبر 55، پارہ 6)

ترجمہ:......تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول۔ (کنز الایمان)

القرآن:......مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ. (سورہ صف، آیت نمبر 14، پارہ 28)

ترجمہ:......کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ (کنز الایمان)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی میں ''ایاک نعبدو ایاک نستعین''یعنی، ہم تجھی کو پوجیں اور تیری عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ والی آیت کے تحت فرماتے ہیں، غیر اللہ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر جان کر ان سے مانگنا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا کہلائے گا۔ (بحوالہ تفسیر عزیزی)

معلوم ہوا کہ اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر جان کر ان سے مدد مانگنا جائز ہے

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد کرتے ہیں۔

توحید کا معنیٰ:......

توحید کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو اس کی ذات اور صفات میں شریک سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ تعالیٰ ہے ویسا ہم کسی کو نہ مانیں اگر کوئی اللہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تصور کرتا ہے تو وہ ذات میں شرک کرتا ہے۔ علیم، سمیع، بصیر وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اگر ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائیں تو وہ مشرک ہوگا۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع، بصیر وغیرہ ہونا ہے اس طرح سے سمیع بصیر ہونا کسی اور ذات میں مانا جائے تو یہ شرک ہوگا۔

توحید اور شرک میں فرق:......

ہمیں توحید کا معنیٰ معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے ساتھ ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ "علم" اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اگر ہم کسی دوسرے کے لئے علم ثابت کر دیں تو کیا شرک ہوگا؟ سمیع وبصیر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اگر ہم کسی دوسرے کے لئے سننے اور دیکھنے کی صفات ثابت کر دیں تو کیا یہ بھی شرک ہوگا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ حیات ثابت ہے۔ اگر ہم کسی دوسرے کو حیات کی صفت کا حامل کہیں تو کیا ہم مشرک ہوں گے؟ (از کتاب: مقالاتِ کاظمی)

اس کا جواب نیچے بیان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حیات اور انسانی حیات:......

اللہ تعالیٰ کی حیات پر تو سب کا ایمان ہے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صفتِ حیات دی ہے وہ سب اس صفت کے حامل ہیں پس ہم نے اپنے لئے بھی حیات کی صفت کو جانا اور اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے لئے بھی صفتِ حیات کو ماننا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حیات ہم اللہ تعالیٰ کے لئے مانتے ہیں، وہ حیات نہ ہم اپنے لئے مانتے ہیں نہ کسی اور کے لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی دینے والا ہے اللہ تعالیٰ کو کوئی حیات دینے والا نہیں۔ ہماری حیات عارضی ہے اس کی دی ہوئی ہے محدود اور فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حیات عارضی نہیں، عطائی نہیں اور محدود بھی نہیں۔

پس جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حیات، عارضی، عطائی اور محدود نہیں اور ہماری زندگی عطائی ہے اللہ تعالیٰ کی حیات باقی ہے اور ہماری فانی تو شرک ختم ہو گیا۔ یہی تصوّرات تمام مسائل میں پیش کرتے چلے جائیں بات واضح ہو جاتی ہے۔ (از کتاب: مقالاتِ کاظمی)

حدیث شریف:...... حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ منبر پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا بے شک میں تمہارا سہارا اور تم پر گواہ ہوں اللہ تعالیٰ کی قسم میں اپنے حوضِ کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کُنجیاں عطا کی گئیں ہیں۔ اور بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے، مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔ (بحوالہ: بخاری شریف)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اُمت محمدی ﷺ مُشرک نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اب مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانا حدیث شریف کا انکار ہے۔

لفظِ اللہ کی تحقیق

لفظِ اللہ کے بارے میں کہ اس کی اصل کیا ہے بہت سارے اقوال ہیں ان میں سے امام بیضاوی علیہ الرحمہ نے صرف چار کو اختیار کیا ہے۔

1)...... لفظ ﴿اللہ﴾ کی اصل الہ ہے، ہمزہ کو حذف کر دیا ال اس کے عوض لائے اور لام کا لام میں ادغام کر دیا ﴿اللہ﴾ ہو گیا۔

Marfat.com

2)......لفظ ﴿اللہ﴾ کی اصل لاہ ہے شروع میں الف لام لاکر لام کالام میں ادغام کردیا ''اللہ'' ہوگیا۔

3)......لفظ ﴿اللہ﴾ کی اصل لاہا ہے یہ سریانی لفظ ہے اس کو جب معرب کیا تو آخری الف کو حذف کردیا اور پھر شروع میں الف لام لاکر لام کولام میں مدغم کردیا۔

4)......لفظ ﴿اللہ﴾ کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ ذات مخصوصہ کا علم ہے اور یہ کسی سے مشتق و ماخوذ نہیں۔

لفظِ اللہ کے یہ اصولِ مذکورہ جن سے بر بنائے اقوال مختلفہ لفظِ ﴿اللہ﴾ مشتق و ماخوذ ہے یعنی اِلٰہ لا ۂ لاہا ان کو لفظ ﴿اللہ﴾ کا ''اصول اعلالی'' کہا جائے گا لیکن اس قول کی بناء پر کہ لفظِ اللہ اِلٰہٌ سے ماخوذ ہے۔اس سلسلے میں شواہد لغات وغیرہ ملاحظہ ہوں:

1)......لاۂ خدائے تعالیٰ لیہ بالفتح در پردہ رفتن۔(منتخب اللغات)(بحوالہ: اسلام کا تصور اِلٰہ، مصنفہ شیخ الاسلام مدنی میاں، ص 42 مطبوعہ شیخ الاسلام اکیڈمی بہار، انڈیا)

2)......لَیہ پوشیدہ شدن وجوّز سیبویہ اَنْ یَکُوْنَ لاۂُ اَصْلُ اِسمِ اللہِ تعالیٰ۔(صراح)(ایضاً)

3)......ل ی ہ (لاہ) اصل است مر جلالہ را نزد سیبویہ۔(منتہی الارب)(ایضاً)

4)......لاہَ یَلِیْہِ لَیہاً تَسَتَّرُ وجوّز سیبویہ اشتقاقُ الجلالۃِ مِنْہا۔(قاموس)(ایضاً)

صاحبِ مَراح الارواح فرماتے ہیں کہ اسمِ جلالت (لفظِ اللہ) اصل میں اَلْاِلٰہُ تھا۔اِلٰہ کا ہمزہ حذف کرکے من کا کسرہ (زیر) ماقبل (لام) کو دیا گیا اَلِلَاہُ ہوگیا پھر لام کا لام ادغام کردیا گیا اَللّٰہُ ہوگیا۔

اور ایک توجیہ یہ نقل فرمائی کہ اللہ کی اصل اِلٰہٌ ہے ہمزہ کو حذف کیا گیا پھر اس پر الف لام داخل کیا گیا اور لام کو لام میں مُدغَم کردیا اللّٰہُ ہوگیا۔(مداح الارواح، الباب الثالث فی المھموز)

ان تمام کتب لغات وتفسیر وغیرہ کی منقولہ بالا عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے لاہ لفظِ

Marfat.com

﴿اللہ﴾ کی اصل ہے نہ کہ اِلٰہ کی۔

لفظِ ﴿اللہ﴾ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے لفظِ ﴿اللہ﴾ اسمِ اعظم بھی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ دولفظوں کا مرکب ہے مگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں کہ لفظِ ﴿اللہ﴾ یہ ایک نام ہے دولفظوں کا مرکّب نہیں ہے لفظِ ﴿اللہ﴾ کو اِسمِ جلالت بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے۔

(از کتاب: اسلام کا تصور اِلٰہ، مصنفہ علامہ مدنی میاں)

لفظ ''اللہ'' کی اسمی اہمیت:......

بسم اللہ شریف میں استعمال ہونے والا دوسرا لفظ ''اللہ'' ہے جو ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے اسم ذات کہتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی سب ناموں کو اسمائے صفات۔ یہ لفظ باری تعالیٰ کی ان تمام صفات حسن وکمال کو حاوی ہے جن سے وہ متصف ہے۔ ذات اور صفات کا تعلق اجمالی طور پر پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کسی بھی ذات کا صحیح ادراک اس کی صفات کو جاننے ہی سے ممکن ہوتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تمام صفاتِ وکمالات کو جانا جائے۔ محض چند صفات کے حوالے سے کسی شخصیت کی جزوی اور نامکمل معرفت تو حاصل ہوسکتی ہے۔ اسکا جامع تعارف ممکن نہیں۔ اس ذات، شخصیت کی من حیث الکل نشاندہی کرتا ہے۔

اس کی دلالت محض شخصیت کے کسی خاص گوشے یا پہلو پر نہیں ہوتی۔ جب کہ اسمائے صفات میں سے ہر ایک اسم، ذات کی کسی نہ کسی ایک صفت کو ہی اجاگر کرسکتا ہے۔ مثلاً قدیر اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ علیم اس کی صفت علم پر، حی اس کی صفت حیات پر، کلیم اس کی صفت کلام پر، سمیع وبصیر اس کی صفات سمع وبصر پر، خالق اس کی صفتِ تخلیق پر، رب اس کی صفت ربوبیت پر اور رحمٰن ورحیم اس کی صفت رحمت پر، الغرض یہ سب اسماء

Marfat.com

ذات باری تعالیٰ کی مختلف صفات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو جمیع صفات الوہیت کا احاطہ کر سکے اور اس کو سنتے ہی اس حسن مطلق کا ایسا تصور ذہن میں آسکے، جو من کل الوجوہ مکمل ہو۔ ''اللہ'' ہی ایک ایسا نام ہے جس کی دلالت کُلّی طور پر اس واجب الوجود پر ہے جو جامع صفات وکمالات ہے۔ یہ ذات حق کی کسی ایک یا چند صفات کی نہیں بلکہ بیک وقت ذات اور اس کی تمام صفات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کیونکہ صفات ایک اعتبار سے گویا ذات کا حصّہ ہوتی ہیں، جب کہ ذات اپنی کسی بھی صفت کا حصّہ نہیں ہوتی۔ ذات کے دامن میں اس کی تمام صفات از خود موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے اسم ذات بھی جملہ صفات وکمالات کو پورے طور پر محیط ہوتا ہے۔

اسی سورت میں مزید فرمایا گیا:

ترجمہ: اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا۔ پھر تمہیں جلائے گا۔ (الروم: ۳۰/۴۰)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوا فرمایا۔ (السجدہ: 4/32)

علی ہذا القیاس ہر جگہ باری تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف لفظ اللہ کے حوالے سے ہی کرایا ہے۔ بلکہ ہمیشہ صفات وکمالات ربوبیت کا ذکر بھی اسی نام سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ قرآن کا یہ انداز بیان نہ صرف اس کے اسمِ ذات ہونے پر بلکہ اس کی اہمیت، جامعیت اور ہمہ گیریت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

یہ اسم ذات (اللہ) قرآن حکیم میں کم وبیش ستائیس سو ایک (۲۷۰۱) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اتنی کثرت سے کوئی دوسرا لفظ قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔ (از کتاب: لفظ ''اللہ'' کی تحقیق)

Marfat.com

لفظ اللہ کی شان علمیت:......

سیبویہ، خلیل اور دیگر فقہاء واصولیین میں سے امام شافعی، خطابی، اور امام غزالی وغیرہم کے قول کے مطابق لفظ ''اللہ'' اسم عَلَمِ غیر مشتق ہے۔ یعنی یہ لفظ صرف ذات باری تعالیٰ کے نام کے طور پر وضع کیا گیا ہے اور بلا شرکت غیر اسی پر دلالت کرتا ہے۔ نہ یہ خود کسی لفظ سے ماخوذ ہے اور نہ اس سے کوئی اور۔ گویا یہ لفظ خود بھی لفظی اور معنوی اعتبار سے توحید محض کی دلیل ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک تو اسے پوجو اور اس کی بندگی پر ثابت رہو۔ کیا اس کے نام کا کوئی دوسرا جانتے ہو۔ (سورۃ مریم۔۶۵)

اس آیت میں جس حقیقت کے بیان پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس خالقِ کائنات اور معبود برحق کی شان توحید کا یہ عالم ہے کہ کسی کو اس کے ساتھ اسمی شرکت بھی حاصل نہیں۔ اس کی وحدانیت اس قدر ظاہر و باہر ہے کہ مشرکین نے معبودان باطلہ کے لئے طرح طرح کے نام اور صفات وضع کر رکھی تھیں۔ لیکن آج تک کسی نے بھی اپنے کسی جھوٹے معبود کا نام ''اللہ'' نہیں رکھا لہٰذا یہ نام بھی اپنے وجود میں شروع سے آخر تک بے مثل اور بے نظیر رہا ہے۔

چنانچہ یہ اس لفظ کی اپنی موزونیت اور انفرادیت ہے کہ اس ہستیٔ مطلقہ کے لئے یہ لفظ بغیر کسی کی شراکت کے استعمال ہوتا رہا ہے۔ جب ہم اس لفظ کی شان علمیت پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس ذات والا صفات کے بیان کے لئے واقعی اس سے زیادہ موزوں لفظ اور کوئی نہ ہو سکتا تھا۔ لفظ اللہ کی تعریف علماء نے یوں کی ہے۔

هو اسمٌ علمٌ خاصٌ لِلّٰهِ تَعالٰی تفود به الباری سبحَانَهٗ وتعالٰی لَيْسَ بِمُشْتَق ولا يشر لهٗ فيهِ احدٌ. (تفسیر خازان ۱:۱۵)

Marfat.com

یہ اسم علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور باری تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے نہ یہ کسی سے مشتق ہے اور نہ اس میں کوئی اور شریک ہے۔ (تفسیر خازن، جلد 1 صفحہ 15)

هُوَ اِسْمٌ لِذَاتِ الوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعُ لِجَمِيْعِ صِفَاتِهِ الْكَمَالِيَّةِ

(اللہ نام ہے اس ذاتِ واجب الوجود کا جو اپنی تمام صفاتِ کمالیہ کو جمع کئے ہوئے ہے)

لفظ اللہ کی ترکیب اور اس کی معنوی حکمت:......

اس لفظ کا باری تعالیٰ کے اسم ذات کی حیثیت سے مستعمل ہونا کئی حکمتوں کی بنا پر ہے۔ ان میں سے ایک اس کی ترکیبِ لفظی میں پنہا ہے۔ اگر اس لفظ سے کوئی حرف حذف بھی کر دیا جائے تب بھی بقیہ حروف ذات باری تعالیٰ کی نشاندہی کے لئے اپنا معنی برقرار رکھیں گے۔ مثلاً اللہ کا پہلا حرف (الف) حذف کر لیں تو للہ باقی رہ جائے گا جس کا معنی ہے "اللہ کے لئے" اگر دوسرا حرف (لام) حذف کر لیں اور پہلی الف بحال رکھیں تو الہ باقی رہ جائے گا جس کا معنی ہے معبود۔ اگر پہلے دونوں حروف (الف اور لام) حذف کر لئے جائیں تو "لَہٗ" باقی رہ جائے گا۔ جو پھر اسی کی ذات کی نشاندہی کرتا ہے اور "ھو" (وہ) کے معنی میں بطور ضمیر استعمال ہوتا ہے۔ صوفیاء بالعموم اس کا ذکر کرواتے ہیں گویا "اللہ" ایک ایسا لفظ ہے جو من حیث الکل بھی اور اپنے ہر حرف اور جزو کے اعتبار سے بھی ذات حق پر معنوی دلالت کرتا ہے۔ اس نام کی ترکیب لفظی کے حسن کا یہ عالم ہے کہ اس کا کوئی حرف یا کوئی حصہ بھی بے معنی نظر نہیں آتا۔ گویا یہ لفظ بھی ذات باری تعالیٰ کی طرح ہر ہر اعتبار سے کامل ہے۔ کسی اسم کی اپنے مسمیٰ پر اس سے زیادہ دلالت کا اور کیا تصور ہو سکتا ہے۔ (از کتاب: لفظ "اللہ" کی تحقیق)

مذاہب عالم اور تصور اسم ذات:......

تاریخ عالم کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مختلف مذاہب میں خواہ توحید کا عقیدہ

Marfat.com

غالب رہا یا شرک کا، ذات باری تعالیٰ کی نسبت لوگوں کے اذہان میں کوئی نہ کوئی ایسا تصور ضرور موجود رہا ہے۔ جسے وہ تمام کائنات کا خالق و مالک سمجھتے تھے۔

اس ذات کی نشاندہی وہ اپنی اپنی مخصوص اصطلاحات کے ذریعے کرتے رہے۔ مثلاً ہندو دھرم میں ''پرمیشور'' کا لفظ عام دیوی دیوتا کے لئے نہیں بلکہ رب کائنات کے لئے بولا جاتا ہے۔ ''برہم'' بھی اسی ہستی کا نام ہے۔ اسی طرح ہندو یوگ میں روحانی منازل طے کرنے کے لئے ''اوم'' کا ورد بطور ذکر اسم ذات مروج ہے۔ بلکہ یجروید جو ہندو دھرم کی مقدس مذہبی کتاب ہے کے آخر میں بھی ''اوم'' کو ''برہم'' کا ذاتی نام لکھا گیا ہے۔ لیکن رگ وید ۴۔۱۸۔۶ میں جو منتر مذکور ہے۔ اس میں ندیوں کے اللہ، اللہ شبد پکارنے کا ذکر آتا ہے۔ جس سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ قدیم ہندو لٹریچر میں بھی ذات حق کے لئے لفظ ''اللہ'' بطور اسم ذات مستعمل تھا۔ مذہب زرتشت کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں بھی ''آہورمزدا'' کو خالق کائنات کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ المنعم، المکین، الکامل، القدس، الحکیم، الخبیر، الغنی، الطیب، القہار، الشافی، الخلاق، العلیم وغیرہا۔ یہ سب اس کے اسماء صفات ہیں اور اس کا اسم ذات ھرمز ہے۔ محمود العقاد اپنی کتاب ''اللہ'' میں جناب زرتشت کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ زرتشت نے پکارا۔

"یا ھرمز الرحیم صانع العالم المشھود، یاایھا القدس ....ای شئی ھو اقوی القوی جمیعاً فی الملک والملکوت، فقال ھومز ....انه ھو اسمی الذی یتجلی فی ارواح العلیین فھو اقوی القوی فی عالم الملکوت''

ایک اور مقام پر زرتشت کے حوالے سے منقول ہے:

ان ھومز خلق الدنیا فی ستة ادوار .... کہ ہرمز نے دنیا کو چھ ادوار میں پیدا کیا۔

یعنی باری تعالیٰ (یعنی آہورمزدا) کے لئے مذہب زرتشت میں ''ہرمز کا لفظ اسم ذات کے

طور پر منقول ہے۔مختلف سامی زبانوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں باری تعالیٰ کے اسم ذات کے طور پر جونام عام طور پر معروف رہا ہے۔اس کا مادہ الف، لام اور ہ پر مشتمل ہے۔عبرانی، سریانی، آرامی، کلدانی، حمیری اور عربی وغیرہ سب زبانوں میں یہی مادہ مختلف شکلوں میں پایا جاتا رہا ہے۔کلدانی اور سریانی میں الاھیا عبرانی میں الوہ اور عربی میں الہ جو''ال'' کے اضافے سے''اللہ'' قرار پا گیا۔الغرض ہر دور میں ہر طبقہ وملت کے افراد باری تعالیٰ کی ذات وصفات کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا جامع لفظ ضرور استعمال کرتے رہے ہیں جس کی دلالت ہمہ گیر ہو اور جس سے بلا شرکت غیر صرف ایک ہی ہستی کا سراغ مل سکے۔

وجود باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی اس کا ہونا ضروری اور نہ ہونا محال ہے وجود باری تعالیٰ کا انکار صریح کُفر ہے منکرین خدا کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اگر چہ وہ رسمی طور پر مسلمان کہلائیں۔

توحید:......

بیشک اللہ تعالیٰ واحد ہے۔یعنی وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے اور یہ وحدانیت پانچ قسموں پر بولی جاتی ہے۔

(1) وحدانیت فی الذات:......

اس سے مُراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کثرت کا انتفاء کیا جائے بایں معنیٰ کہ وحدانیت ذاتی انقسام اور تبعیض کو قبول نہیں کرتی اور امام الحرمین اپنے ارشاد میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ واحد ہے اور موحدین کی اصطلاح میں واحد اس شئے کو کہا جاتا ہے جو منقسم نہ ہو۔

Marfat.com

(2) وحدانیت فی الصفات:.......

اس سے مُراد یہ ہے کہ اس کی کسی صفت میں اس کا کوئی نظیر، شبیہ یا مثل نہیں یہ محال ہے کہ اس کی عین صفت یا اس کی صفت کی مثل اس کے غیر کے لئے ہے اسی طرح مخلوق کی کوئی صفت یا مخلوق جیسی کوئی صفت بعینہ اس کی ذات میں نہیں پائی جاتی کیونکہ مخلوق کی صفات حادث ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات بھی قدیم ہے اور اس کی صفات بھی قدیم ہیں۔

(3) وحدانیت فی الاسماء:.......

اس سے مُراد بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص اسماء میں سے کسی اسم میں کوئی اس کا مشابہ اور مماثل نہیں ہوسکتا اگر چہ اس کے بعض اسماء کا اطلاق اس کی مخلوق پر بھی ہوا ہے جیسا سمیع اور بصیر، رؤف اور رحیم، اور شہید وغیرہ لیکن ان اسماء کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کے حق میں اور ہے اور مخلوق کے حق میں اور ایسی اسمی مشارکت صرف لفظی ہے معنیٰ مماثلت نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ بذات خود سمیع ہے اور سمیع بصیر اس کی ذاتی صفات ہیں اور قدیم ہیں اور مخلوق میں یہ اسماء معنیٰ حدوث میں ہیں اور محدود ہیں۔

(4) وحدانیت فی الافعال:.......

اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام کائنات کی ایجاد و اختراع میں اس کے منفرد ہونے کا وجوب اور ممکنات میں کسی ممکن کی تاثیر ذاتی کا امتناع۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کے سوا، جملہ عالم میں کوئی موثر حقیقی حادث ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں اس کی صفت تخلیق میں ہرگز کوئی شریک نہیں نہ طبیعت نہ کوئی ستارہ اور نہ کوئی قوت اور نہ کوئی سبب مطلقاً۔

(5) وحدانیت فی الاحکام:.......

وحدانیت فی الاحکام ایسی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا

Marfat.com

نہیں، حکم، امر اور نہی ہے اور وہ ایک ہے لیکن احوال مکلفین کے تعلق کے اعتبار سے کثیر ہے اس کا حکم قدیم ہے لیکن وہ مخلوق میں اس کا ظہور ہوا نہ کہ حدوث اللہ تعالیٰ نے ہی کتابیں اُتاری اور شریعت مقرر فرمائیں اور نبیوں کو مبعوث فرمایا جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کرتے تھے اور اس کے حکم کے ساتھ حکم دیتے تھے پس حقیقت میں تمام احکام اللہ تعالیٰ کے قولِ حق کی طرف راجع ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے توحید کا معنیٰ اس طرح واضح فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ واحد ہے۔یعنی، اپنی ذات میں نہ عدد کے طریقے سے، اس لئے کہ اگر وحدت عددی مُراد ہوتو یہ وہم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی ہو لیکن اس طریقے سے واحد ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں نہ سرمدیت کی نعمت میں اور نہ اس کی ذات میں اور نہ اس صفات میں نہ اس کا کوئی نظیر ہے نہ اس کا کوئی شبیہ ہے گویا کہ یہ معنیٰ سورہ اخلاص سے بطریق اختصاص مستفاد ہے ''قل ھو اللہ احد ''یعنی، وہ اپنی ذات میں اور صفات میں واحد اور مفرد ہے۔ اللہ الصمد ،یعنی، وہ ہر ایک سے بے نیاز ہے اور ہر چیز اس کی محتاج ہے۔ لم یلد، ولم یولد ،یعنی، نہ حادث ہے نہ حوادث کا محمل۔ ولم یکن لہ کفوا احد ،یعنی، اس کا کوئی مماثل مجالس اور مشابہ نہیں اور اس میں کفارِ مکہ پر رَدّ ہے جو کہتے تھے'' الملائکۃ بنات اللہ ''فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں، اسی طرح یہود پر رَدّ ہے جنہوں نے یہ کہا کہ، عُزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ اور نصاریٰ پر رَدّ ہے جنہوں نے کہا، مسیح اللہ کا بیٹا ہے اور اس کی ماں اللہ تعالیٰ کی بیوی ہے۔ الحاصل عالَم کا بنانے والا ایک ہے اس لئے کہ واجب الوجود کا مفہوم صرف ایک ذات پر صادق آتا ہے جو کہ صفات متعددہ سے متصف ہو۔

(از کتاب: اشرف الرسائل ،مصنفہ: علامہ غلام علی اوکاڑوی)

کما یستفاد من قولہ تعالیٰ لو کان فیھما اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۔ اگر آسمان اور زمین اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے سوا چند معبود ہوتے تو وہ دونوں اپنے نظام سے نکل جاتے۔(شرح فقہ اکبر للقاری، صفحہ 12)

مُحَمَّدٌ

لفظِ ﴿مُحَمَّدٌ﴾ کے دو معنیٰ ہیں:

(1)......سب سے زیادہ تعریف کیا گیا۔ (2)...... بے عیب ذات۔

(1)سب سے زیادہ تعریف کیا گیا:......

اِس سے مُراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ تعریف وتوصیف اور تعظیم کا حق جس ذات کا ہے وہ صرف اور صرف سرکارِ اعظم ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے کلمہ طیبہ نے کچھ لوگوں کے اس عقیدے کو باطل قرار دے دیا جو سرکارِ اعظم ﷺ کی تعریف و تعظیم کو اللہ تعالیٰ سے بڑھانا کہتے ہیں وہ لوگ اگر لفظِ ﴿مُحَمَّدٌ﴾ کا صحیح معنیٰ اور مفہوم سمجھ لیں تو اُن کی یہ خام خیالی دور ہو جائے گی۔

القرآن:......قال اللّٰہ عزوجل محمد رسول اللّٰہ .(پارہ 26،سورہ فتح،آیت 29)

ترجمہ:......محمد اللہ کے رسول ہیں۔

القرآن:......ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد .(پارہ 28،سورہ صف)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاتم النبیین ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:''اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کی تصدیق کرتا ہوا اور اس رسول کی بشارت سُناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اِن کا نام احمد ہے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء ﷺ کے دو نام ''احمد'' اور ''محمد'' ذکر فرمائے۔ یہ دونوں نام ''حمد'' (ح م د) سے مشتق ہیں اور مبالغہ اور فضیلت کے معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔

Marfat.com

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''کتاب الشفاء'' میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کا اسم مبارک ''محمد'' اور ''احمد'' فرمایا ہے۔ یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے کہ آپ کے اسماء مقدسہ میں مدح وثناء بھی موجود ہے۔ اس طرح اسماء الٰہی کے بیان کرنے مین عظیم شکر گذاری رکھ دی گئی ہے۔ آپ کا اِسم ''احمد'' اَفعَلُ کے وزن پر حمد کا مبالغہ ہے۔ یعنی، اللہ کی سب سے زیادہ حمد کرنے والا، اور ''محمد'' مُفَعَّلٌ کے وزن پر ہے مبالغہ بوجہ کثرتِ حمد بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا۔ (کتاب الشفاء، صفحہ 145-144، جلد اوّل، مطبوعہ مصر)

شیخِ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''مدارج النبوت'' میں فرماتے ہیں کہ، امام احمد خطیب قسطلانی (شارح بخاری) علیہ الرحمہ نے مواھب اللدنیہ میں سرکارِ اعظم ﷺ کے اسماءِ شریفہ چار سو سے زیادہ شمار کئے ہیں ان میں سب سے زیادہ مشہور و اعظم اِسم مبارک ﴿احمد﴾ و ﴿مُحَمَّدٌ﴾ ہیں جو کہ بمنزلۂ اِسم ذات ہیں۔

جب سرکارِ اعظم ﷺ کی ولادت قریب آئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک پر بطورِ الہام یہ اِسم ﴿مُحَمَّدٌ﴾ جاری فرمایا تو آپ نے سرکارِ اعظم ﷺ کا نام ﴿مُحَمَّدٌ﴾ رکھا۔ لوگوں نے عبدالمطلب سے پوچھا، آپ نے اپنے پوتے کا نام ﴿مُحَمَّدٌ﴾ کیوں کر رکھا؟ جب کہ اس سے پہلے آپ کے خاندان میں کسی کا یہ نام نہ تھا؟ آپ نے جواب دیا میں نے اپنے پوتے کا نام ﴿مُحَمَّدٌ﴾ اس لئے رکھا ہے کہ سارا جہاں اس کی تعریف وستائش کرے۔ منقول ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کی پشت سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی۔ جس کا ایک سرا آسمان میں ہے اور دوسرا سرا مشرق ومغرب میں۔ پھر دیکھا کہ وہ زنجیر ایک درخت بن گیا، جس کے ہر پتّہ پر نور ہے اور مشرق ومغرب کے لوگ اس سے معلّق ہیں۔ آپ نے خواب کی تعبیر اس زمانہ کے علماء سے پوچھی تو انہوں نے یہ تعبیر بتائی کہ آپ کی صلب سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا

Marfat.com

جس کی پیروی تمام مشرق و مغرب والے کریں گے اور تمام اہلیانِ سماوات و زمین اس کی حمد و تعریف کریں گے، نیز آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے خواب میں بتایا گیا "اے آمنہ! تو ایسے بچے سے مشرف ہوئی ہے جو اس اُمّت کا سردار ہے جب اس کی ولادت ہو تو اس کا نام ﴿مُحَمَّدٌ﴾ رکھنا۔ ﷺ (مدارج النبوت، حصہ اوّل)

اسمِ مبارک ﴿مُحَمَّدٌ﴾ باب تفعیل سے اِسمِ مفعول کا صیغہ ہے اور کثرتِ حمد پر دلالت کرتا ہے۔ "اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدُ اَبْعَدَ حَمْدٍ" ہر طرح، ہر وقت، ہر ایک کا حمد کیا ہوا یا اُن کی ہر ادا کی، ہر وصف کی اور ذات کی حمد کی ہوئی ہے۔ آپ افضل المحمودین ہیں کہ تمام تعریف و ستائش کئے ہوؤں میں سب سے زیادہ تعریف کردہ۔ دنیا و آخرت میں کثرت محامد سے آپ کی حمد و ستائش کی گئی۔ مخلوق میں سے جو کوئی بھی آپ کی حمد کرے آپ اس سے زیادہ افضل ہیں۔ مخلوق بھی حمد کرے خالق بھی حمد فرمائے۔ ابتدائے خلق سے سارے انبیاء علیہم السلام حمد کرتے رہے۔ اب بھی تمام مخلوق حمد کر رہی ہے۔

لا الہ الا اللہ "باطن"، محمد رسول اللہ "ظاہر"۔ "اللہ" ذات مُنزّہ "محمد" مَظہرِ تشبیہ اور ظاہر و باطن تنزیہ و تشبیہ کا اقرار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ عینِ توحید ہے۔

الحمد للہ رب العالمین کے معنیٰ اسی صورت میں درست ہو سکتے ہیں جب کہ سرکارِ اعظم ﷺ کو برزخ یقین کیا جائے کہ آپ کے توسُّط سے ساری حمد اللہ تعالیٰ کو پہنچتی ہے اگر سرکارِ اعظم ﷺ کو برزخ تسلیم نہ کیا جائے تو سرکارِ اعظم ﷺ کو ﴿مُحَمَّدٌ﴾ کہنا غلط قرار پاتا ہے۔

(2) بے عیب ذات:......

لفظِ ﴿مُحَمَّدٌ﴾ کا دوسرا معنیٰ بے عیب ذات کے ہیں مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ جس طرح بے عیب ہے اُسی طرح اُس نے اپنے محبوب سرکارِ اعظم ﷺ کو بھی بے عیب پیدا فرمایا ہے۔

بے عیب ذات سے مراد یہ ہے کہ ہر گناہ سے پاک، ہر غلطی سے پاک، لاعلمی سے

Marfat.com

پاک ہر علم کا جاننے والا، تنگ دستی سے پاک ہر چیز عطا کرنے والا، بے اختیاری کے عیب سے پاک، ہر طاقت اور ہر اختیار رکھنے والا، مر کر مٹی میں ملنے سے پاک، بعد از وصال بھی حیات، اپنی بخشش کی فکر سے پاک، ہر گناہگار اُمتی کو بخشوانے والا، الغرض کہ کلمہ طیّبہ پڑھ کر سرکارِ اعظم ﷺ کو ہر عیب سے پاک ماننے پر بھی ایمان لانا ضروری ہے ورنہ ایمان میں عیب پیدا ہوگا۔

اسماء النبی ﷺ

سرورِ کون و مکاں ﷺ سے پہلے جن چند لوگوں کو اس نام سے موسوم کیا گیا وہ یہ ہیں:
(۱) محمد بن اُحیمہ بن الحلاح الاوسی (۲) محمد بن مسلمہ انصاری (۳) محمد بن براالبکری (۴) محمد بن سفیان بن مجاشع (۵) محمد بن حمران الجعفی (۶) محمد بن نعزاعی السلمی.......... ایسے حضرات صرف چھ ہوئے ہیں ساتواں کوئی نہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سب سے پہلے جس کا نام محمد رکھا گیا وہ محمد بن سفیان ہے (جس کا اس فہرست میں چوتھا نمبر ہے) اہل یمن یہ کہتے تھے کہ سب سے پہلے جو اس نام کے ساتھ موسوم ہوا وہ محمد بن یحمد ہے جو قبیلہ ازدکا رہنے والا تھا۔

جب یہ لوگ اس نام کے ساتھ موسوم ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی یوں حفاظت فرمائی کہ ان میں سے کوئی شخص نبوت کا مدعی نہیں ہوا اور نہ اس کے نبی ہونے کا کسی دوسرے نے دعویٰ کیا اور نہ ان لوگوں سے کوئی ایسا عجیب فعل سرزد ہوا جو دوسروں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کر دے اس کے بعد آپ کی اس عالَم آب وگل میں جلوہ گری ہوئی اور ان دونوں اُمور (۱) خود نبوت کا دعویٰ کرنا (۲) دوسروں کا یہ کہنا کہ فلاں نبی ہے کا آپ کے لئے تحقیق ہو گیا اور ان میں کسی قسم کا نزاع نہیں ہے۔

Marfat.com

رہا فخرِ دو عالم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی کہ میں مَاحِیُ ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کفر کو میرے ہاتھوں مٹائے گا چنانچہ حدیث پاک میں اس کی تفسیر خود کردی ہے۔ رہا کفر کا مِٹنا تو اس سے مراد مکہ معظمہ سے کفر کا مِٹنا مراد ہے، یا سارے جزیرۂ عرب سے یا جتنی زمین آپ کے لئے سمیٹ دی گئی یا جس کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا کہ امتِ محمدیہ وہاں تک غالب ہوگی۔ علاوہ بریں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لفظ عام ہو جو ظہور اور غلبہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ تاکہ اسے (اسلام) تمام ادیان پر غالب کرے۔

اس لفظ محو کی تفسیر حدیثِ پاک میں یہ بھی آئی ہے کہ آپ کے سبب ہر اس شخص کے گناہ محو ہو جائیں گے جو نبی کریم ﷺ کی پیروی کرے گا۔

رہا نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی کہ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ. (میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں سے ہوگا)۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرے زمانہ اور میرے عہد میں ان کا حشر ہوگا کیوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ما کان محمد ابآ احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیینo

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

لہٰذا سلسلہ نبوت کی آخری کڑی آپ ہیں تمام انبیائے کرام کے بعد آنے کے باعث آپ کا نام عاقب بھی ہوا کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے ارشاد علیٰ قدمی سے مراد ہے کہ لوگ میرے سامنے محشور ہوں گے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

Marfat.com

لتکونوا شھدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔

ترجمہ: تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ علیٰ قدمی کا مطلب یہ ہے کہ میرے نقشِ قدم پر ان کا حشر ہوگا (یعنی سب سے پہلے میں قبرِ انور سے باہر نکلوں گا اور اس کے بعد تمام انسان اٹھ کھڑے ہوں گے) چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ان لھم قدم صدق عند ربھم۔ ترجمہ: کہ ان کا ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ علیٰ قدمی کا معنی یہ ہے کہ میرے گرداگرد اُن کا حشر ہوگا یعنی قیامت کے روز سب میرے طرف اکٹھے کر دیئے جائیں گے......... علیٰ قدمی کا ایک معنی یہ بتایا گیا ہے کہ میرے طریقے پر......... رہا یہ فرمانِ رسالت کہ لِیُ خَمْسَةُ اَسْمَآء کہ میرے پانچ نام ہیں تو یہ اس وجہ سے فرمایا کہ کتبِ سابقہ میں آپ کے پانچ ہی اسمائے گرامی مسطور اور امم سابقہ کے علماء میں مشہور تھے ورنہ سرورِ کون و مکان ﷺ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے دس نام ہیں اور اُن میں آپ نے طٰہٰ اور یٰسین کا ذکر بھی فرمایا۔ اس کی حکایت امام مکّی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے بعض تفاسیر میں طٰہٰ کا مطلب یا طاہر یا ہادی بتایا گیا ہے اور یٰسین کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یا سیّد ہے۔ سلمٰی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی حکایت امام واسطی اور امام جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہم سے کی ہے۔ (از کتاب: الشفاء، امام قاضی عیاض)

سلمٰی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے دس نام ہیں پانچ تو وہی بتائے جو پہلے مذکور ہیں اور دوسرے پانچ یہ بتائے۔

۱)...... رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ: یعنی پیغمبرِ رحمت جو کونین کے لئے رحمت بلکہ جانِ رحمت بن کر آئے۔

۲)...... رَسُوْلُ الرَّاحَةِ: مخلوقِ خدا کو راحت پہنچانے والا رسول۔

۳)...... رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ: وہ رسول جسے تلوار دے کر جہاد کی اجازت مرحمت فرمائی گئی۔

Marfat.com

۴)...... مُقفِّیٰ : جس کی تشریف آوری سے انبیائے کرام کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا۔

۵)...... قَیِّمْ: جو مخلوقِ خدا کے سارے کمالات کا جامع ہو۔

کتاب الشفاء مین قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس روایت میں قَیِّـمْ ہی پایا ہے لیکن اس کی روایت نہیں کی کیونکہ میرے نزدیک درست ثا کے ساتھ (یا کی جگہ) ہے یعنی قَثُمْ، جیسا کہ ہم نے حربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور یہ لفظ تفسیر کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے کیونکہ انبیائے کرام کی کتابوں (کتب سابقہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ) حضرت داؤد علیہ السّلام نے بارگاہِ خداوندی میں یہ دُعا کی تھی:

اللھم ابعث لنا محمد امقیم السنۃ بعد الفتوۃ. (اے اللہ! ہمارے لئے محمد ﷺ کو مبعوث فرما جو فتوت یعنی انبیائے کرام کی آمد بند ہونے کے بعد سنّت قائم کرنے والے ہیں) لہٰذا **قیم** کا اس معنی میں ہونا بھی ممکن ہے ﷺ۔

نقاش رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قرآنِ کریم میں میرے سات نام مذکور ہیں (۱) **محمدؐ** (۲) **احمد** (۳) **یٰسٓ** (۴) **طٰہٰ** (۵) **مدّثر** (۶) **مزمل** (۷) **عبداللہ** ...... حضرت جبیر بن مُطعم رضی اللہ عنہ کی روایت میں چھ کا ذکر ہے: (۱) **محمّد** (۲) **احمد** (۳) **خاتم** (۴) **عاقب** (۵) **حاشِر** (۶) **ماحِیُ** ﷺ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تابعی (التوفی ۴۴ھ / ۶۶۴ء) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے بہت سے اسمائے گرامی بتایا کرتے تھے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ میں (۱) **محمّد** (۲) **احمد** (۳) **مقفّی** (۴) **حاشِر** (۵) **نبی التّوبہ** (۶) **نبی الملحمۃ** (۷) **نبی الرحمۃ** ہوں۔ ایک روایت میں نبی المرحمۃ، نبی الرحمۃ اور نبی الراحۃ بھی آیا ہے اور انشاء اللہ یہ سب صحیح ہیں۔

مقفیٰ کا مطلب عاقب یعنی سب سے پیچھے آنے والا ہے۔ باقی رہے **نبی المرحمۃ**،

Marfat.com

نبی التوبہ، نبی الرحمۃ، اور نبی الراحۃ تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وما ارسلنا ک الا رحمۃ للعلمین ○ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سب جہانوں کے لئے۔

اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی توصیف میں فرمایا ہے۔

یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ (پارہ ۴، سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۶۴)

ترجمہ: انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا ہے:

ویھدیھم الی صراط مستقیم ○ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۶)

ترجمہ: اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

ایک اور مقام پر یہ بھی فرمایا ہے:

لقد جآء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم ط حریص علیکم ط بالمومنین روف الرحیم ○ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

اور اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کی تعریف میں فرمایا ہے کہ یہ امت مرحومہ ہے جیسا کہ اس امت کی تعریف کرتے ہوئے اللہ جل مجدہٗ نے فرمایا ہے۔

وتوا صوا بالصبر وتوا صوا بالمرحمۃ ط (پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱۷)

ترجمہ: اور انہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں۔

مرحمت سے مراد یہ ہے کہ غلامانِ مصطفےٰ ایک دوسرے پر مہربان ہیں کیونکہ سرورِ کون ومکان ﷺ کو ان کے رب تعالیٰ نے امت کے لئے رحمت اور تمام جہانوں کے واسطے بھی

Marfat.com

رحمت بنایا ہے۔ پس آپ ان کے لئے رحم وکرم اور بخشش مانگتے رہتے ہیں اور آپ کی امت کو بھی امتِ مرحومہ بنایا اور کرم کے ساتھ اس کی تعریف کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی انہیں ایک دوسرے پر رحم کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور رحم کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو پسند فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رحمٰن بھی رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

روایت میں جو آپ کا اسمِ گرامی نبی الملحمۃ آیا ہے تو یہ اس جانب اشارہ ہے کہ فخرِ دوعالم ﷺ کو جہاد اور تلوار کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا۔ یہ صحیح حدیث میں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرح روایت کی ہے ان کی حدیث میں نبی الرحمۃ، نبی التوبہ اور نبی الملاحم بھی ہے حربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ قُثَم ہیں یعنی کمالات کا مجموعہ۔ ایک قول یہ ہے کہ قُثُوم سے مراد بھلائیاں اکٹھی کر لینے والا ہے آپ کا یہ اسمِ گرامی اہلِ بیت اطہار کو معلوم اور اُن میں مشہور تھا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اسماء النبی ہم نے ذکر کئے ہیں۔ ان کے سوا کتنے ہی آپ کے القاب اور خوبیاں قرآنِ کریم میں مذکور ہیں۔ نور، سراجِ منیر، مُنذِر، نذیر، مبشر، بشیر، شاهد، شهید، الحق المبین، خاتم النبیین، الروف الرحیم، الامین، قدم الصّدق، رحمة للعالمین، نعمة الله، العروة الوثقیٰ، الصراط المستقیم، النجم الثاقب، الکریم، النّبی الامّی، داعی الله، وغیرہ ان میں سے اوصاف کثیرہ اور علامات جلیلہ وہ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں، اس کے انبیاء کی کتابوں اور احادیث رسول میں موجود ہیں۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے القاب سے امتِ محمدیہ کی زبانوں پر بعض خوب چڑھے ہوئے ہیں جیسے مُصطفےٰ، مُجتبیٰ، ابو القاسم، حبیب، رسول ربّ العالمین، شفیع، مشفّع، متّقی، مُصلح، ظاهر، مُهیمن، صادق، مصدوق، هادی، سیّد ولدِ آدم، سیّد المرسلین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین، حبیب الله، خلیل الرحمن، صاحب الحوض المورود، صاحب الشفاعة، صاحب مقام محمود، صاحبِ الوسیلة والفضیلة والدرجة الرفیعة، صاحب التاج والمعراج، واللواء والقضیب، راکب البراق والناقة والنّجیب، صاحب الحجة، السلطان الخاتم، العلامة البرهان، صاحب الهراوة والنّعلین وغیرہ۔

کُتبِ سابقہ میں آپ کے جو اسمائے گرامی مذکور ہوئے وہ یہ ہیں: المتوکل، المختار، مقیم السنّة المقدس، رُوح القدس، رُوح الحق، اور انجیل میں جو فارقیط آیا ہے اس کا یہی معنی (رُوح الحق) ہے۔ ثعلب کہتے ہیں کہ فارقیط وہ ہے جو حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دے۔ پہلی کتابوں میں آپ کا ایک اِسم گرامی ماذ ماذ بھی مذکور ہوا ہے جس کا معنی طیّب، طیب ہے۔ اس کے علاوہ حمطایا، الخاتم، الحاتم، بھی مذکور ہوئے ہیں، کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حکایت کی ہے کہ خاتم وہ ہوتا ہے جو سلسلۂ نبوت کو ختم کردے اور حاتم سے یہ مراد ہے کہ تمام انبیاء سے صورت اور سیرت میں بہتر۔ سُریانی زبان میں آپ کا نام مشفح اور منحمنّا بھی آیا ہے اور توریت میں اَحیدُ آیا ہے ﷺ۔

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی گئی ہے کہ صاحبِ قضیب کا مطلب صاحب سیف ہے۔ انجیل میں یہ واضح طور پر واقع ہوا ہے کہ اس (نبی آخر الزمان) کے ساتھ تلوار بھی ہوگی جس کے ذریعے وہ جہاد کرے گا اور اس کی امت بھی جہاد کرے گی یہ بھی احتمال ہے کہ قضیب سے مراد وہ چھڑی ہو جو آپ کے دستِ اقدس میں رہتی تھی اور آج کل خلفاء کی

Marfat.com

تحویل میں ہے:

ھراوۃ سے مرادلغت کی رُو سے تولاٹھی ہے جس کے ساتھ آپ کی تعریف فرمائی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس سے مراد وہ لاٹھی ہے جس کا حدیثِ حوض میں ذکر آیا ہے کہ میں اپنی لاٹھی کے ساتھ اہلِ یمن کو اپنے حوض سے بھگاؤں گا (کیونکہ انہوں نے مسیلمہ کذاب کو نبی مانا تھا) واللہ اعلم (از کتاب: الشفاء، امام قاضی عیاض)

رسول اللہ

رسول اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا۔ (اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا)

رسول کون ہوتا ہے؟

نبی اپنے ساتھ صرف نبوت لاتا ہے مگر رسول اپنے ساتھ نبوت بھی لاتا ہے اور شریعت بھی لاتا ہے رسول اس دنیا میں چار تشریف لائے ہیں۔ رسول ہر کام کرتا ہے۔

القرآن:...... کَمَا اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیۡکُمۡ وَیُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ○

ترجمہ:...... جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ (سورہ بقرہ، پارہ 2، آیت 151)

رسول ﷺ پاک بھی کرتے ہیں، کتاب وحکمت بھی سکھاتے ہیں، دلوں کی گندگی کو دور کرتے ہیں، اور وہ تمام چیزیں تمہیں سکھاتے ہیں جن کا تمہیں علم نہ تھا۔

القرآن:...... وما ارسلنا من رسول الابلسان قومه ليبين لهم ط

ترجمہ:...... اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ اُنہیں صاف بتائے۔ (سورہ ابراہیم، آیت نمبر 4، پارہ نمبر 13)

Marfat.com

القرآن:......ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ط و کفی باللہ شھیداo

ترجمہ:......وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔ (سورہ فتح، آیت 28، پارہ 26)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان اپنے رسول کے ذریعے سے کروائی مطلب یہ کہ رسول وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کرواتا ہے اللہ تعالیٰ کے قُرب کا وسیلہ ہے۔

القرآن:...... علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداoالا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصداo

ترجمہ:......غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر ہے۔ (سورہ جن، آیت 26,27)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول علمِ غیب بھی جانتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے علمِ غیب پر آگاہ ہے غیب کی خبروں کو جانتا ہے اس کے سامنے غیب کے تمام پردے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

القرآن:...... انما ولیکم اللہ و رسولہ.

ترجمہ:......تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور رسول۔ (سورہ مائدہ، آیت 55)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول مددگار بھی ہوتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے غلاموں کی مدد بھی کرتا ہے۔

القرآن:...... یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول .

ترجمہ:......اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول وہ ہے جس کا حکم ماننا مسلمانوں پر فرض ہے

Marfat.com

اور اس بات کی تاکید قرآن مجید فرقانِ حمید فرما رہا ہے۔

القرآن:......من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ ج

ترجمہ:......جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (سورہ نساء، آیت 80، پارہ 5)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول وہ ہے جس کا حکم خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس کی پیروی خدا تعالیٰ کی پیروی ہے، اس کی رضا خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور رسول کی ناراضگی خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

القرآن:...... واعلموا ان فیکم رسول اللّٰہ ط

ترجمہ:......اور جان لو تم میں اللہ کے رسول ہیں۔ (سورہ حجرات، آیت 7)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو رسول ہوتا ہے، وہ موجود ہوتا ہے اور موجود وہی ہو سکتا ہے جو زندہ ہوتا ہے، جو حاضر و ناظر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بحالتِ نماز التحیات میں کہتے ہیں کہ "السلام علیک ایھا النبی" "سلام ہو تم پر اے نبی ﷺ۔

معلوم ہوا کہ نبی مرتے نہیں بلکہ ہم میں موجود ہیں زندہ ہیں اور حاضر و ناظر ہیں، اللہ تعالیٰ کے اِذن سے اُمّت کے حالات سے بھی باخبر ہیں۔ اگر موجود نہ ہوتے تو یہ جُملہ ہوتا کہ تم میں اللہ کے رسول تھے لفظِ "ہیں" اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول ﷺ موجود ہیں۔

القرآن:...... سنقر ئک فلا تنسٰیo

ترجمہ:......ہم تمہیں پڑھائیں گے (اے رسول) کہ تم نہ بھولو گے۔ (سورہ اعلیٰ، پارہ 30)

رسول وہ ہوتا ہے، جس کا استاد اللہ تعالیٰ ہوتا ہے، اور رسول نہیں بھولتا مگر جب بھی بھولتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے بھولتا ہے۔

القرآن:......وما ینطق عن الھویٰoان ھو الاوحی یوحیٰo

ترجمہ:......اور وہ (رسول) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے (وحی الٰہی) سے کلام کرتے ہیں۔ (سورہ اعلیٰ، پارہ 30)

Marfat.com

رسول وہ ہوتا ہے جو اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ اس کی زبانِ حق ترجمان پر اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے معلوم ہوا کہ زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا اور کیوں نہ ہو جس کی زبان کُن کی کنجی ہو۔

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

القرآن:......الذین یتبعون الرسول النبی الامی.

ترجمہ:......وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی۔ (سورہ اعراف، آیت 17، پارہ 9)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول وہ ہوتا ہے جس کا کوئی انسان اُستاذ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اُس کا استاد ہوتا ہے اور جس کا اُستاد اللہ تعالیٰ ہو وہ کیسے اَن پڑھ ہو سکتا ہے۔

القرآن:...... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

ترجمہ:......محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (یعنی خاتم النبین) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (سورہ احزاب، پارہ 22، آیت 40)

جب ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ تسلیم کر لیا تو پھر آخری نبی ہونے کا اقرار کر لیا مطلب یہ کہ سرکارِ اعظم ﷺ آخری نبی ہیں اب قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔

شانِ رسالت میں گستاخی

شاتم و گستاخ کا حکم:......

مصنف شفا جناب قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقوق نبوی ﷺ اور حضور ﷺ

Marfat.com

کی تعظیم وتوقیر کے بارے میں کتاب وسنّت اوراجماع امت سے ثابت شدہ احکام گزشتہ ابواب میں بیان کردیے گئے ہیں اس باب میں جن احکام کو بیان کرنا مقصود ہے وہ بھی حضور اکرم ﷺ کی ذات وصفات سے متعلق ہیں۔

قرآن مجید میں رب کریم نے اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی کو بھی حرام قرار دیا ہے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے یا ذات نبوی میں نقص نکالنے والے کے بارے میں یہ بات اجماعِ امت سے ثابت ہو چکی ہے کہ ایسا شخص (بدترین خلائق اور) واجب القتل ہے ارشاد باری ہے:

(۱) ان الذین یوذون اللّٰہ و رسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذاباً مھینا. (پ۲۲، ع۴)

ترجمہ: بے شک جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لئے آخرت کا عذاب مقرر کردیا ہے۔

(۲) والذین یوذون رسول اللّٰہ لھم عذاب الیم (پ۱۰، ع۱۴)

ترجمہ: جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(۳) وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعد ابدا ان ذالکم کان عنداللّٰہ عظیما (پ۲۲، ع۴)

ترجمہ: تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کی حیات ظاہری کے بعد ان کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرو بلاشبہ یہ بات بہت سخت ہے۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جس ذاتِ اقدس کو حضور ﷺ کے لئے منقصت کا ایک لفظ بھی گوارا نہیں اس رب کائنات کو حضور ﷺ کے لئے ایسا کوئی لفظ ذومعنی ہونے کی وجہ سے جس میں ذرا بھی اہانت کا پہلو نکلے گوارا ہوگا۔ ارشاد باری ہے۔

Marfat.com

یاایھا الذین اٰمنو لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم. (پ ا، ع ۱۳)

ترجمہ: اے ایمان والو حضور ﷺ کو راعنا کہہ کر مت پکارو بلکہ نظر رکھنے والے کہہ کر مخاطب کرو اور بغور سنو کہ منکرین کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شانِ نزول:......

یہودیوں کی عادت یہ تھی کہ وہ حضور کو راعنا (یعنی کانوں سے ہماری بات سن کر ہماری رعایت کیجئے) کہہ کر مخاطب کرتے تھے اس لفظ میں ذم (تنقیص) کا بھی ایک پہلو نکلتا ہے کیونکہ یہودی لفظ راعنا سے نادانی اور بیوقوفی کے معنی مراد لیتے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لفظی اشتباہ کی وجہ سے اس لفظ کے استعمال سے مسلمانوں کو منع فرما دیا تاکہ کفار و منافقین کو سب وشتم اور استہزاء کا موقع نہ مل سکے۔ (از کتاب: الشفاء، امام قاضی عیاض)

انبیاء علیہم السّلام کی بارگاہ کے گستاخ کا حکم:......

جناب محمد رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف (کتاب محمد) میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے متعلقین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام صاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یا کسی دوسرے نبی کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرے تو اس کی توبہ کو قبول نہ کیا جائے بلکہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

جناب اصبغ نے فرمایا کہ دریدہ دہن اور گستاخ کو ہر حالت میں قتل کر دیا جائے خواہ اس نے اہانت کے کلمے برملا کہے ہوں یا چھپا کر اس کی توبہ کو بھی منظور نہ کیا جائے کیونکہ اس کی توبہ کی بھی تشہیر نہیں ہو سکتی اور یہی بات عبداللہ بن حکم نے بھی کہی ہے۔

حضور ﷺ کی کسی چیز کی اہانت کا حکم:......

ابن وہب نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اگر حضور ﷺ کی ذرہ مبارک

Marfat.com

کے بارے میں کوئی بری بات کہے یا عیب جوئی کے لئے یہ کہے کہ حضور ﷺ کی زرہ مبارک پھٹی ہوئی ہے اس کو بھی نہ چھوڑا جائے بلکہ قتل کر دیا جائے۔

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء کا اس مسلک پر اجماع ہے کہ جس شخص نے انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی بد دعا کی یا کوئی اہانت آمیز کلمہ ان کے لئے زبان سے نکالا اس کو بغیر توبہ قبول کئے قتل کر دیا جائے۔

ذات نبوی کے بارے میں معمولی الفاظ کا حکم:......

جناب ابوالحسن قابسی نے ایک شخص کے بارے میں جس نے حضور ﷺ کو بوجھ اٹھانے والا یا ابوطالب کا یتیم کہا تھا قتل کرنے کا فتویٰ دیا تھا۔

بُرے الفاظ سے تشبیہ دینے والے کو سزا:......

ابومحمد بن زید نے اس مجلس کے بارے میں جہاں حضور ﷺ کی صفات کا تذکرہ ہو اور وہاں ایک بدشکل اور بدنما داڑھی والا گزرے اور اس مجلس کے حاضرین میں سے کوئی شخص یہ کہے اگر حضور ﷺ کی صفت جاننا چاہتے ہو تو دیکھو حضور ﷺ (خاکم بدہن) اس بد صورت وہیت کی طرح تھے۔ (معاذ اللہ) جناب ابومحمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس گستاخ کی توبہ قبول نہ کی جائے گی کیونکہ اس نے حضور ﷺ کی ذات کے بارے میں جھوٹ بکا ہے۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو ایسی بات کسی راسخ العقیدہ مسلمان کی زبان سے نہیں نکل سکتی۔

جناب سحنوں احمد بن سلیمان نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ کالے تھے۔ قتل کر دیا جائے۔ مصنف سحنوں نے ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ کسی شخص سے کہا گیا کہ نہیں اور حق رسول اللہ ﷺ کی قسم یہ سُن کر اس شخص نے کہہ دیا کہ اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور کوئی بدتمیزی کی بات کہہ دی اور جب اس کو اس گستاخی کی طرف توجہ دلائی گئی تو

Marfat.com

اس نے بہت زیادہ سخت بدتمیزی کی بات کہی اور مزید یہ بھی بکواس کی کہ میں نے رسول ﷺ کی ذات کو بچھو سے تشبیہ دی تھی۔ ابن ابی سلیمان نے فرمایا کہ جس نے اس گستاخ کے بارے میں ایسی بات دریافت کی اور میں اس سلسلہ میں اس دریافت کنندہ کا شاہد اور اس کے عمل میں اس کا شریک بھی ہوں اس جُملہ سے ابن ابی سلیمان کا مفہوم یہ تھا کہ اگر دریافت کنندہ اس گستاخ کو قتل کردے تو اس کے قتل کے ثواب میں میرا بھی حصّہ ہے۔

قتل کے وجوب پر دلائل:.......

درج ذیل سطور میں ان دلائل شرعیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی روشنی میں شاتم رسول ﷺ کے قتل کا حکم کیا گیا ہے۔

پہلی دلیل:.......

کتاب ہدایت قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو دنیا و آخرت میں حضور ﷺ کے لئے اذیت و تکلیف کا سبب بنے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اذیت کو اپنی اذیت کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے گستاخ کی سزا قتل متفق علیہ ہے۔ اسی طرح لعنت کا معاملہ ہے کیونکہ لعنت کا مستوجب تو وہ ہوتا ہے جو کافر ہو ایسے دریدہ دہن کافر کا حکم قتل ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذاب مھینا. (پ۲۲،ع۴)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت اور ان کے لئے دردناک عذاب مقرر کردیا گیا ہے۔

مومن کے قاتل کا حکم:.......

مومن کے قاتل کے سلسلہ میں ایسا ہی حکم ہے اور دنیا میں اس پر لعنت سے قتل مراد ہے۔

Marfat.com

ارشاد خداوندی ہے:

ملعونین اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلا.

ترجمہ: یہ لوگ ملعون ہیں جہاں یہ پائے جائیں انہیں پکڑ کر قتل کر دیا جائے۔

لڑائی جھگڑا کرنے والوں اور متحاربین کی سزا کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذالک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الاخرة عذاب عظیم.

ترجمہ: یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لغت عرب میں قتل کبھی لعنت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

قتل الخرامون الذین هم فی غمرتهم ساهون (پ۲۶،ع۸)

ترجمہ: جھوٹے لوگ قتل کئے جائیں اور وہ جو غفلت میں بھول رہے ہیں۔

قاتلهم الله انی یوفکون . (پ۱۰،ع۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے کہاں پھرے جاتے ہیں۔

ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے اور ایک بات اور بھی توجہ طلب ہے کہ اللہ اس کے رسول اور مومنوں کی ایذا میں فرق ہے کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے اور سرکار دو عالم ﷺ کو اذیت دینے والے یا بارگاہ رسالت میں اہانت آمیز الفاظ استعمال کرنے کی سزا قتل ہے جب کہ مسلمانوں کو اذیت دینے والے کی سزا قتل نہیں ہے۔(از کتاب: الشفاء، امام قاضی عیاض)

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو امور حضور ﷺ کے حق میں سبب اذیت اور اہانت بنتے ہیں اور علمائے امت نے ان افعال واقوال کا ارتکاب کرنے والے کے لئے قتل کا حکم دیا ہے اور قاضی وامام کے اس اختیار کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ وہ ایسے مجرم کو یا تو پھانسی کی سزا دے یا قتل کرائے اور اس سلسلہ میں دلائل وبراہین بھی نقل کئے ہیں۔

Marfat.com

اس تمہید کے بعد اب یہ بتانا مقصود ہے کہ امام مالک ان کے ساتھیوں اور سلف کے علماء کا فرمانا یہ ہے کہ ایسے بدزبان اور اہانت کرنے والے کو اس کے کفر کی وجہ سے نہیں بلکہ سزا کے طور پر اس پر حد جاری کی جائے اور اس کو قتل کیا جائے باوجود یہ کہ اس نے توبہ بھی کر لی ہو کیونکہ ایسے معاملات میں نہ تو اس کی توبہ قابل قبول ہوگی اور نہ اس کا رجوع اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوگا اور یہ بات بھی ماسبق بحث کے ضمن میں ذکر کی گئی ہے مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس قائل کا حکم اس زندیق کا سا ہے جو اپنے کفر کو مخفی رکھتا ہے خواہ اس کی توبہ گرفتاری اور اس کے کفریہ اقوال پر شہادتیں گذرنے کے بعد ہی کیوں نہ ہو مادہ گرفتاری کے بعد بظاہر یا دل میں توبہ کرتا ہوا آئے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حد واجب ہے اور دوسری حدوں کی طرح اس سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔

شاتم کی وجہ قتل:......

شیخ ابوالحسن قابسی نے فرمایا کہ جب گستاخ شاتم اپنے جرم کا اعتراف کر کے اس سے رجوع کرے اور توبہ بھی ظاہر ہو جائے جب بھی ارتکاب جرم کی وجہ سے اس کو قتل کی سزا دی جائے گی کیونکہ اس جرم کی سزا قتل ہے۔ البتہ ابومحمد بن زید نے فرمایا کہ سزا کے بارے میں تو شک وشبہ کی بات نہیں ہے البتہ اس کی توبہ وانابت کا معاملہ چونکہ اللہ اور اس کے درمیان ہے اس لئے اس کی توبہ نفع بخش ثابت ہو جائے گی۔

موحد کی گستاخی کی سزا:......

ابن سحنون نے فرمایا ہے کہ اگر کسی موحد نے بارگاہِ رسالت میں گستاخی کی اور اس نے اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار بھی کر لیا جب بھی اس کو سزائے قتل دی جائے گی اور اس کی توبہ اس کو سزا سے نہیں بچا سکتی۔

Marfat.com

اگر زندیق توبہ کرے تو اس کے بارے میں علماء مختلف الرائے ہیں جناب قاضی ابو الحسن بن قصار سے اس بارے میں دو قول نقل کئے گئے ہیں۔

(۱) اس زندیق کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے اخفاء کی قدرت کے باوجود اپنے دل کا حال ظاہر کیا اور حکم قتل کے سبب سے اس نے توبہ کی لہٰذا اس کی یہ بات توجہ طلب اور قابل قبول نہ ہوگی۔

(۲) اس معاملہ میں یہ بات مدنظر رکھی جائے گی کہ توبہ انابت کے بعد اس کا علماء سے رجوع اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس کو اپنے فعل پر ندامت ہے اور اس طرح ہم اس کے دل کے حال سے واقف ہو گئے برخلاف اس کے کہ جس پر دلائل و براہین قائم ہوتے ہوں۔

مصنف کتاب الشفاء، جناب قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مذکورہ قول جناب اصبغ کا ہے رہا مسئلہ شاتم و گستاخ بارگاہ نبوی کا تو وہ صاف اور ظاہر اور اتنا ہی اہم ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کیونکہ سابقہ صفحات میں بیان کردہ اصول کی روشنی میں اس سے اختلاف و انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ معاملہ حقوق نبوی سے متعلق ہے اور حضور ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ امت کے حقوق بھی مرتبط ہیں جن کو توبہ ساقط نہیں کرتی۔

گرفتاری کے بعد توبہ کی مقبولیت:......

امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ زندیق گرفتاری کے بعد اگر توبہ کرے تو امام مالک، اسحاق، احمد ولیث رضی اللہ عنہم کے فتوؤں کے مطابق اس کی توبہ قبول نہ ہوگی البتہ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی لیکن امام اعظم ابوحنیفہ و امام ابو یوسف نے اس سے اتفاق نہیں فرمایا۔ (رضی اللہ عنہم) البتہ ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول قبولیت توبہ کے بارے میں نقل کیا ہے۔

Marfat.com

عدم قبولیت توبہ کی ایک اور دلیل:......

جناب محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ اس (نام نہاد) مسلمان سے توبہ سزائے قتل کو باطل نہیں کرتی جس نے بارگاہ رسالت میں گستاخی کی ہو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس شاتم نے ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار نہیں کیا البتہ اس نے وہ جرم کیا ہے جس کی سزا اسلامی معاشرے میں قتل ہے اور اس میں کسی معافی کی گنجائش نہیں حتیٰ کہ زندیق سے بھی اس معاملہ میں درگذر نہ کیا جائے گا کیونکہ وہ ایک ظاہری حال سے دوسرے ظاہری حال کی جانب راجع نہیں ہوا ہے۔

قاضی ابو محمد بن نصر کی رائے:......

قاضی صاحب اس شخص کی توبہ کے ساقط الاعتبار ہونے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ بارگاہِ احدیت اور بارگاہِ رسالت کے گستاخ کے درمیان فرق مشہور قول کی بناء پر توبہ کا قبول کرنا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نوع بشر سے ہیں۔ اور بشریت کا خاصہ ولازمہ نقص ہے ماسوا ان نفوس قدسیہ کے جنہیں اللہ رب العالمین نے منصبِ نبوت پر سرفراز فرمایا ہو، اور اللہ تعالیٰ نے تمام عیوب ونقائص سے منزہ ومبرا ہے اور اس کا تعلق اس قسم وجنس سے نہیں۔ جس کو جنسیت کے سبب نقص لاحق ہو البتہ بارگاہِ رسالت میں گستاخی اور ارتداد کی طرح سے نہیں کیونکہ مرتد ارتداد کے معنیٰ میں منفرد ہوتا ہے اور اس میں کسی اور شخص کا حق متعلق نہیں ہوتا لہٰذا اس کی توبہ قبول کی جاسکتی ہے۔

لیکن سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے کا معاملہ دوسرا ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کا حق بھی متعلق ہو گیا اور یہ بات اس طرح سمجھی جائے گی کہ جس نے اپنے ارتداد کے وقت کسی کو قتل کیا ہو یا کسی پر تہمت لگائی ہو۔ اس طرح اس کی توبہ اس مرتکب جرم

Marfat.com

سے حد قتل اور تہمت کو ساقط نہیں کر سکتی۔

توبہ کی عدم قبولیت کی ایک اور دلیل:......

یہاں یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ مرتد کی توبہ کی قبولیت کی وجہ سے اس کے جرائم کی وجہ سے جو حدود شرعیہ چوری، زنا وغیرہ اس پر قائم کی جانے والی ہوں تو وہ اس سے ساقط نہیں ہوتیں اور یہاں اس مسئلہ میں جو حد اس گستاخ و شاتم پر قائم کی جا رہی ہے وہ اس کے کفر کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ حد قائم کئے جانے کی وجہ سے ہے کہ اس نے عظمت و حرمت نبوی کو کم کرنے کی کوشش کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ توبہ اس حد کو ختم نہیں کرتی۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اگر اس قائل کی مراد یہ ہو کہ اس کے گستاخی کے کلمات ادا کرنا کفریہ کلمات نہ تھے بلکہ اس کا یہ فعل تحقیر و تنقیص کی بناء پر تھا یا اس کے توبہ و رجوع کا اظہار اس کے ظاہری کفریہ کلمات کے ازالہ کے لئے تھا لیکن اللہ رب العالمین دلوں کے حال سے واقف ہے اب (رجوع انابت اور توبہ کے بعد) گستاخی کا گناہ اور اس پر حکم شرعی بجنسہٖ باقی رہے گا۔ (از کتاب: الشفاء، امام قاضی عیاض)

ابو عمران قابس نے فرمایا ہے کہ جس نے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کی بعد میں وہ دائرہ اسلام سے بھی خارج ہو گیا تو اس کی سزا قتل ہے اور اب اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کو گالی دینا اس کے حقوق کی پامالی ہے اور اس گالی دینے والے کے ارتداد سے کسی دوسرے کا حق باطل نہیں ہوتا۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اس جزیہ کی بناء پر ہمارے مشائخ کا فرمانا یہ ہے کہ اس قائل کو حد کی بناء پر قتل کیا جائے گا۔ ارتداد کی بناء پر نہیں اور یہ بحث تفصیل طلب ہے۔ (جس کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔)

آیئے اب امام مالک اور ان کے رفقاء رحمہم اللہ کے اس قول کا جائزہ لیں جو ولید بن مصم سے منقول ہے جس کا تذکرہ ہم نے گذشتہ صفحات میں کیا ہے، کہ علماء کا صریح فرمانا یہ

Marfat.com

ہے کہ اس گستاخ کے قتل کی وجہ ارتداد ہے چنانچہ علماء کہتے ہیں کہ اس شخص سے توبہ کرائی جائے اگر وہ توبہ کرے تو اس سے درگزر کر دیا جائے لیکن اگر وہ توبہ سے انکار کرے تو اس کو قتل کیا جائے کیونکہ وہ مرتد کے حکم میں ہے (اور قتل مرتد کے بارے میں ماسبق میں تفصیل بحث کی جا چکی ہے) لیکن وہ پہلی وجہ جس کا ہم تذکرہ کر آئے ہیں زیادہ ظاہر و مشہور ہے اور اس موضوع پر درج ذیل دلائل قابل توجہ ہیں۔

امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی تحقیق:......

امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو حضرات اس قائل کے ارتداد کو محل نظر قرار دیتے ہیں تو بصورت دیگر وہ حد کے طور پر اس کی سزا کے قتل کے قائل ہوں گے اور ہم تو دونوں حالتوں میں اس گستاخ کے قتل کا حکم کرتے ہیں۔

اگر وہ قائل ارتکاب جرم کا منکر ہے اور اس پر شہادت شرعی قائم ہو چکی ہے یا وہ توبہ و انابت کا اظہار کرتا ہے تو ہم حد شرعی کے طور پر اس کے قتل کا فتویٰ دیں گے کیونکہ اس کے خلاف کلمہ کفر کا کہنا ثابت ہو چکا ہے۔ اور اس نے سرکار دو عالم ﷺ کے اس حق کی تحقیر کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اعظم قرار دیا ہے۔ اس طرح ہم نے برأت اور دیگر امور میں اس کے لئے وہی حکم دیں گے جو کسی زندیق کے لئے دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا انکار یا توبہ کرنا ثابت ہو چکا ہے۔

ایک اور اعتراض:......

یہاں اگر کوئی معترض یہ اعتراض کرے کہ آپ اس قائل کو کافر کہہ کر اس کے کفر پر شہادت لیتے ہیں لیکن توبہ کی قبولیت اور اس کے لوازم کے مسئلہ میں خاموشی اختیار کرتے ہیں اور کوئی حکم نہیں لگاتے اس کی وجہ کیا ہے؟

Marfat.com

جواب اعتراض:.......

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اس وجہ قتل کفر کو قرار دیا ہے لیکن اس سے ہم اس کے توحید ورسالت کے اقرار کو جس کا وہ اقراری ہے قطع نہیں کرتے باوجود یہ کہ وہ قائل اس کی شہادت کا جو اس کے لئے لازمی ہے منکر اور اس بات کا مدعی ہے کہ یہ کلمات اس سے غلطی اور معصیت کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں اور وہ ان کلمات سے منحرف ہی نہیں بلکہ نادم بھی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بعض اشخاص پر کفریہ کلمات اور ان کے احکام کو ثابت کرنا اس بات کو مانع نہیں کہ اس کی دوسری خصوصیات کو بھی ثابت نہیں کیا جا رہا جیسے کہ تارک صلوٰۃ کا قتل۔ لیکن جس شخص کے لئے یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے گستاخی کے کلمات اس اعتقاد سے کئے ہیں کہ معاذ اللہ سرکار دو عالم ﷺ کو گالی دینا اور ان کی بارگاہ میں گستاخی کا ارتکاب جائز ہے لہٰذا اس اعتقاد کی بنا پر اس کے قتل کے حکم میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

شاتم رسول کافر ہے:.......

اس کلیہ کی بنا پر یہ کہنا درست اور ناقابل تردید ہے کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ کو گالی دینا اسی طرح کفر ہے جس طرح کہ آپ کی تکذیب کرنا یا آپ کی شخصیت کا انکار اور اسی طرح کے دوسرے امور۔ اب یہ بات شک وشبہ سے بالا ہے کہ اس قائل کلمات توہین کو حد کے طور پر قتل کیا جائے گا باوجود یہ کہ اس نے اپنے قول سے رجوع کیا ہو اور توبہ کی ہو کیونکہ ایسے کلمات کہنے والے کی توبہ بھی مقبول نہیں۔ اور توبہ کے بعد بھی اس کو اس کے ساتھ قول کی بناء پر اور سابقہ کفریہ کلمات کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ رہا اس کی توبہ کا معاملہ تو وہ مشیت الٰہی پر منحصر ہے جو دلوں کے حال سے واقف ہے خواہ وہ اس توبہ کو قبول فرمائے یا رد فرمائے۔

اب رہا اس شخص کا معاملہ جس نے توبہ کا اظہار نہیں کیا اور جس سلسلہ میں اس کے بارے میں شہادت پیش ہوئی اس کا معترف بھی ہے اور اس پر قائم بھی رہا تو یہ شخص اپنے قول

Marfat.com

کی بناء پر کہ اللہ اور اس کے رسول کی حرمت کو حلال جان کر توہین کا ارتکاب کیا ہے کفراً قتل کیا جائے گا۔

اس کی تفصیلی بحث کے بعد امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اے عزیز گرامی آپ کے لئے لازم یہ ہے کہ علماء اعلام کے فرمودات کو اس کی تفاصیل کے ساتھ قبول کریں اور وہ مختلف عبارتیں جو استدلال میں بیان کی گئی ہیں ان کو اختیار کریں اور وہ مختلف آراء جو وراثت وغیرہ کے بارے میں نقل ہوئی ہیں ان کا اجراء انہیں طرق پر کریں اس طرح انشاء اللہ صحیح مقصد تک رسائی حاصل ہو جائے گی۔

کلمہ کی فضیلت

اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی:

1)......کلمہ 2)......نماز 3)......زکوٰۃ 4)......روزہ 5)......حج

اسلام لانے کے لئے ان میں سب سے پہلی ضروری اور اہم چیز کلمہ طیبہ ہے زبان سے پڑھنے اور دل سے یقین کرنے پر ہی کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو سکتا ہے کلمہ طیبہ کے بے شمار فائدے ہیں۔

حدیث شریف: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرکارِ اعظم ﷺ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پہاڑوں پر تشریف فرما تھے۔ سرکارِ اعظم ﷺ نے تین مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ اُنہوں نے تین مرتبہ یوں جواب دیا۔ لبیک وسعدیک یارسول اللہ (ﷺ) رسول اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دل سے یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر آگ کو حرام قرار دے دیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا میں لوگوں کو خبر نہ دے دوں۔ فرمایا اس

Marfat.com

وقت وہ سُست ہوجائیں گے اور عمل نہ کریں گے۔ پس معاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ سے بچنے کے لئے بوقت وصال یہ خبر دی کیونکہ علم کا چُھپانا بھی گناہ ہے۔ (بحوالہ، مشکوۃ شریف، صفحہ 14)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔ عرض کی گئی، یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ ارشاد فرمایا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کو کثرت سے کہتے رہا کرو۔ (بحوالہ، مُسند احمد، طبرانی)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا اس کو یہ کلمہ ایک نہ ایک دن ضرور فائدہ دے گا۔ (نجات دلائے گا) اگرچہ اُس کو کچھ نہ کچھ سزا پہلے بُھگتنا پڑے۔ (بحوالہ، طبرانی، بزّار)

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک جَو کے وزن کے برابر بھی بھلائی ہوگی یعنی، ایمان ہوگا پھر ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی خیر ہوگی۔ یعنی، ایمان ہوگا پھر ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ذرّہ برابر بھی خیر ہوگی۔ (بحوالہ، بُخاری شریف)

حدیث شریف: حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوچکے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی دوزخ سے نکال لو چنانچہ ان لوگوں کو بھی نکال لیا جائیگا۔ ان کی حالت یہ ہوگی کہ جل کر سیاہ فام ہوگئے ہوں گے۔ اس کے بعد ان کو نہرِ حیات میں ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح (فوری طور پر تروتازہ ہوکر

Marfat.com

نکل آئیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کوڑے میں (پانی اور کھاد کی وجہ سے فوری) اُگ آتا ہے۔ کبھی تم نے غور کیا ہے کہ وہ کیسا زرد بل کھایا ہوا نکلتا ہے؟ (بحوالہ، بُخاری شریف)

احادیثِ مبارکہ میں جہاں جہاں کلمہ لاالہ الا اللّٰہ آیا ہے اُس سے مراد پورا کلمہ طیبہ لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہے۔

حدیث شریف: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ اس بات کی گواہی دے کہ ''اشھدان لاالہ الا اللّٰہ واشھدان محمد اعبدہ ورسولہ'' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بحوالہ، مجمع البحرین)

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے جنت کے دونوں طرف تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر: ''لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''۔ دوسری سطر: ''جو ہم نے آگے بھیج دیا صدقہ وغیرہ کر دیا اس کا ثواب ہمیں مل گیا اور جو دنیا میں ہم نے کھا پی لیا اس کا ہم نے نفع اُٹھالیا اور جو کچھ ہم چھوڑ کر آئے اس میں ہمیں نقصان ہوا۔'' تیسری سطر: ''اُمت گنہگار ہے اور رب تعالیٰ بخشنے والا ہے۔'' (بحوالہ، ابنِ نجار، جامع صغیر)

حکایت:...... نزہتہ المجالس جلد اوّل، صفحہ 12 پر ایک حکایت درج ہے کہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے اپنے زندگی کے 480 سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور عصیاں میں گزار دیئے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کو اس کے حال پر رحم آیا وہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لاالہ الا اللّٰہ موسیٰ رسول اللّٰہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور موسیٰ اللہ کے رسول ہیں۔ اُس وقت حضرت جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے۔ اور عرض کی کہ یا موسیٰ نبی اللہ علیہ السلام! اس کلمہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے 480 سال کے گناہ بخش دیئے۔ اس لئے کہ لاالہ الا اللّٰہ

Marfat.com

موسیٰ رسول اللہ۔ کے چوبیس حروف ہیں اور ہر حرف کے بدلے میں بیس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حضرت محمد (ﷺ) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے ہر حرف کے بدلے 80 سال کے گناہ معاف ہو جائیں۔ اگر کوئی کافر صدقِ دل سے اس کلمہ کو پڑھے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

تذکرۃ الواعظین میں صفحہ 90 کے آخر پر ایک مضمون یوں ہے کہ زازاں نے بیان کیا ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص خلوصِ دل سے باوضو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بارہ مقامات عطا فرمائے گا۔

1)...... جب اُس کے مرنے کا وقت قریب ہوگا تو کلمہ شریف زبان پر جاری ہو جائے گا یعنی اسلام کی حالت میں انتقال کرے گا۔

2)...... جان کنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔

3)...... اُس کی قبر منور رہوگی۔

4)...... منکر نکیر خوش شکل بن کر سامنے آئیں گے۔

5)...... قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

6)...... میزانِ عمل میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔

7)...... پُل صراط پر بجلی کی مانند گزر جائے گا۔

8)...... دوزخ کی آگ اُس کے جسم پر حرام ہوگی۔

9)...... شرابِ طہور سے نوازا جائے گا۔

10)...... بہشت میں ستر حوریں اُس کی خدمت کے واسطے مامور ہوں گی۔

11)...... سرکارِ اعظم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

Marfat.com

12)......اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوگا۔

کلمہ پڑھنے کے بعد کیا حکم ہے؟

حدیث شریف: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے سرکارِ اعظم ﷺ سے دریافت کیا کون سا ایمان افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ ایمان جس کے ساتھ ہجرت ہو۔ اُنہوں نے دریافت کیا ہجرت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہجرت یہ ہے کہ تم بُرائی کو چھوڑ دو۔

(بحوالہ، مُسند احمد)

حدیث شریف: حضرت سُفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھ کو اسلام کی کوئی ایسی (جامع) بات بتا دیجئے کہ آپ کے بتانے کے بعد پھر اس سلسلے میں مجھے کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس بات پر قائم رہو۔ (بحوالہ، مُسلم شریف)

فائدہ:......یعنی اوّل تو دل سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان لاؤ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرو اور یہ ایمان وعمل وقتی نہ ہو بلکہ پختگی کے ساتھ اس پر قائم رہو۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایمان تمہارے دلوں میں اِسی طرح پُرانا (اور کمزور) ہو جاتا ہے جس طرح کپڑا پُرانا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دُعا کیا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ رکھے۔ (بحوالہ، مُستدرک حاکم)

حدیث شریف: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے محبت کی اور اسی کے لئے دشمنی کی اور (جس کو دیا)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دیا اور (جس کو نہیں دیا) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے نہیں دیا تو اس نے ایمان کی تکمیل کر لی۔ (بحوالہ، ابوداؤد)

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کو تو ایک بار مبارک باد اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا اس کو بار بار مبارک باد۔ (بحوالہ، مُسند احمد)

Marfat.com

اسلام اور تقابلِ ادیان

دنیا جب سے معرضِ وجود میں آئی ہے دینِ حق کے ساتھ ساتھ کئی باطل ادیان معرضِ وجود میں آتے رہے، ہر نبی و رُسل اس دنیا میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہِ حق پر لائے، ہر نبی و رُسل پریشانیاں، مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلتے رہے یہاں تک کہ شہید بھی ہوئے مگر حق کی دعوت دیتے رہے۔

جہاں حق کی دعوت پھیلتی گئی اس کے برعکس دوسری طرف باطل اور شیطانی قوتیں بھی ہر دور میں الگ الگ روپ میں لوگوں کو ایک خدا جل جلالہ، کی عبادت سے روک کر باطل پرست بنانے میں مصروفِ عمل رہے کسی کو چاند کی پوجا کرنے میں لگا دیا، کسی کو گائے اور بیل کی پرستش میں لگا دیا، کسی کو آگ اور پانی کی پوجا میں لگا دیا، کسی کو بُت پرستی میں لگا دیا، کسی کو بادشاہوں کی پرستش میں لگا دیا، کسی کو درخت، دیوی اور دیوتاؤں کی پرستش میں لگا دیا اور تمام باطل پرستوں کو یہ تاثر دیا گیا کہ یہی تمہارا خدا ہے، اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے لہٰذا تم اِسی کی پوجا کرو اس شیطانی نظریے نے انسانیت کو کفر و شرک کی طرف دھکیلا۔

آہستہ آہستہ کفار و مشرکین اور باطل پرستوں نے اپنے ناموں کو بدلنا شروع کیا یہ بد مذہب اور لادینی قوتیں پھر ٹکڑے ٹکڑے ہونا شروع ہوئے۔ سرکارِ اعظم ﷺ کے اس جہانِ فانی میں تشریف لانے کے بعد سے موجودہ دور تک یہ لوگ مختلف ناموں سے جانے اور پہچانے گئے ان میں کئی مذاہب مٹ گئے، کئی مذاہب صرف نام کی حد تک ہیں اور کئی مذاہب اب بھی باقی ہیں۔ ہم اس کتاب میں خاص اور مشہور مذاہب کا تعارف، اُن کی تاریخ اور اُن کے بنیادی عقائد پر روشنی ڈالیں گے۔

مذہب کی تعریف

انگریزی زبان میں مذہب کے لئے (Religion) کا لفظ ہے، لاطینی زبان سے

Marfat.com

ماخوذ ہے۔ جس کا مفہوم عقیدے اور عبادت کے ایک نظام کا ہے لیکن عبادت اسی وقت ہوسکتی ہے جب انسان اپنے آپ کو کسی ہستی کے ساتھ وابستہ کردے۔ اس لئے انسان اپنے آپ کو سب سے زیادہ سب سے بڑی ہستی سے یا کارساز، کارفرما ہستی سے وابستہ کردیتا ہے، لیکن لفظ (Religion) ہر مذہب کے مفہوم کی تشریح نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر ﴿اسلام﴾ میں مذہب کا اتنا محدود مفہوم نہیں ہے کہ اسلام صرف عقیدہ اور عبادت کے ایک نظام کا نام ہو بلکہ اسلام میں عقیدہ وعبادت، سیاست ومعاشرت بلکہ انسان کی زندگی کے ہر لمحے کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ادا کرنا مذہب میں داخل ہے۔

سرای بی ٹیلر (Sir E.B.Taylor) نے مذہب کی تعریف میں یہ بیان کیا ہے:

"Religion means the belief in spiritual beings."

فرید وجدی نے لکھا ہے کہ مذہب ان معقول خیالات کے مجموعے کا نام ہے جن کا مقصود یہ ہے کہ تمام افراد انسانی ایک رشتے میں منسلک ہوجائیں اور وہ جسمانی فائدوں سے اس طرح بہرہ یاب ہوں جس طرح قوت عقلیہ سے وہ ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ مذہب نوع انسان کے لئے ایک ابدی چیز ہے۔

ان حالات میں مذہب کی ایسی تعریف جو تمام اہل مذہب اور مذہب کے متعلق ان کے تمام خیالات کی آئینہ دار ہو مشکل ہے۔ جرمن حکیم گسلر بیان کرتا ہے۔ "مذہب ابدی چیز ہے۔" "مذہب جس حاسہ کا نتیجہ ہے وہ کسی زمانے میں کبھی معدوم نہیں ہوسکتا۔"

فرانسیسی رینان (Renan) لکھتا ہے: "کل محبوب اشیاء اور لذائذ زندگی مٹ جائیں لیکن یہ ناممکن ہے کہ مذہب دنیا سے معدوم ہوجائے یا اس کی قوت میں زوال آجائے اور مذہب اس بات کا ثبوت دے گا کہ مادی مذہب غلط ہے۔"

ورگی لیس (Virgilius) نے مذہب کی مختلف تعریفوں میں 71 صفحات وقف کئے ہیں۔

Marfat.com

پروفیسر لیوبا (Leuba) نے مذہب کی نفسیاتی تحقیقات کی ہے، اپنی تصنیف کے ضمیمے میں مذہب کی تعریفیں جمع کی ہیں جو کم وبیش پچاس ہیں۔ ان میں سے صرف تین تعریفیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

1)...... مذہب نام ہے ان مافوق الانسانی قوتوں کی رضا جوئی کا جو انسانی زندگی پر حکمران ہیں۔

2)...... مذہب نام ہے ایک ازلی اور ابدی حقیقت پر ایمان لانے کا، جس کی مشیت اور جس کا ارادہ انسانی مشیت اور ارادے سے بالاتر ہے اور جس کا تعلق انسان کی زندگی کے ساتھ ہمیشہ گہرا ہے۔

3)...... مذہب ایک روحانی اور نفسی حاسہ ہے جس کی بنیاد یہ عقیدہ ہے کہ انسان اور کائنات میں باہم وگرہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا:

ان اعبدونی هذا صراط مستقیم. (سورۃ یٰسین، آیت،4)

ترجمۂ کنز الایمان:...... ''تم میری بندگی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔''

یہی مذہب (دین اسلام) وہ ہے جس پر چل کر انسان اپنی زندگی کے مقصد میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ انسان کے وہ تمام افعال جو اس عقیدے پر مبنی ہوں کہ ایک ہستی بزرگ وبرتر موجود ہے، جس کی بتلائی ہوئی ہدایتوں پر عمل ہی باعث نجات ہے۔ ہم کو اس کی بندگی کرنی ہے اور اسی کی بندگی کے مطابق اپنے کردار وعمل کی اصلاح ہماری زندگی کا فرض ہے۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان الدین عندالله الاسلام. (آل عمران، ع2)

Marfat.com

''وہ صراط مستقیم کون سا ہے جس پر انسان چل کر مقصد زندگی یعنی جنت کو پا سکتا ہے۔''

ہمارے اس عالم شہادت کے علاوہ ہمارے اس محسوس عالم سے اعلیٰ وارفع ایک ان دیکھا نظام (عالم غیب) موجود ہے۔ ان تمام عالموں کا خالق رب ہے۔ جس کے منشاء کیمطابق زندگی گذارنا انسان کا فرض ہے۔ اس فرض کو ادا کرنے کے بعد ہم کو اس کے بعد والے عالم میں نجات نصیب ہو سکتی ہے اور تہذیبوں میں یہی مذہب کی امتیازی خصوصیت ہے۔

مذہب کے اثرات

(1) انسان پر:......

انسان پر مذہب کے اثرات کی نوعیت مختلف اور متنوع قسم کی ہوتی ہے۔ بعض اہم اثرات یوں بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) جذباتی تکمیل:...... مذہب ایک علامتی نظام مہیا کرتا ہے جس میں شرکت کے ذریعے سے انسان اپنے جذباتی ارتقاء کی سعی کر سکتا ہے۔ پھر جذباتی مسائل رونما ہونے کی صورت میں وہ نظام معالجاتی مقاصد کی تکمیل کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

(۲) ثقافتی حیات نو:...... بعض محققین نے ایک ڈگمگاتی ہوئی ثقافت کو سنبھالا دینے کے لئے مذہب کے موثر طریقوں کا خاص ذکر کیا ہے۔ انہیں احیاء کی تحریکیں کہا جاتا ہے جو بعض اوقات ان ثقافتوں میں نمودار ہوتی ہیں جو اپنے مدمقابل نظام ہائے عقائد کا نشانہ تنقید بنی ہوں۔ ایسی ثقافتیں اپنے تحفظ کے لئے مورچہ بندی کر لیتی ہیں اور زوردار قسم کی مذہبی تحریکوں کو جنم دیتی ہیں۔ جو پرانی جانی پہچانی اقدار پر اصرار کرتی ہیں۔

(۳) مفہوم کا تعین:...... بعض محققین مذہب کے علامتی عنصر کا بطور خاص ذکر کرتے ہیں کہ یہ کس طرح انفرادی رویئے کے لئے ایک بامعنی ثقافتی سیاق وسباق مہیا کرتا ہے۔

Marfat.com

(۴) معاشرتی استحکام:...... بعض دانشوروں نے یہ نکتہ بھی پیش کیا ہے کہ مذہب انسانی گروہوں کو علامتی شکلیں بخشتا ہے جن کے سبب ان میں گروہی استحکام پیدا ہوتا ہے اور اس طرح وہ معاشرتی اعتبار سے زیادہ مربوط ہو جاتے ہیں۔

(2) انسانی تمدن پر:......

تمدن مل جل کر رہنے کے طریقے یا طرز معاشرت کو کہتے ہیں۔ عام طور پر معاشرتی طور طریقے اور زندگی بسر کرنے کے انداز حواس اور عقل کی بنیاد پر وجود میں آتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

(۱) مادی یا حسی تمدن:...... مادی یا حسی تمدن کا تعلق صرف انہی مادی اشیاء سے ہوتا ہے جن کا ادراک کیا جا سکے اور حواس کے دائرے میں آ سکیں۔ مادی تمدن کے نظام میں عام انسانی ضرورتوں اور خواہشوں کی تکمیل ہی کو درجہ کمال سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس نظام میں غیر مادی یا روحانی اشیاء کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ خدا، وحی اور آخرت پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے انسان جو چاہے کر گزرنے میں آزاد ہوتا ہے۔ اس کا مقصود صرف ذاتی منفعت، آسائش و آرام کا حصول رہ جاتا ہے۔ اخلاقی اقدار اور روحانی بلندی وغیرہ اس کے نزدیک بے معنی چیزیں ہو جاتی ہیں۔

(۲) عقلی تمدن:...... انسان عقل و منطق سے زیادہ جذبات کا بندہ ہے۔ جس معاشرے یا تمدن کو عقلی کہا جاتا ہے وہ محض جزوی طور پر عقلی کہے جا سکتے ہیں۔ عقل اپنے مقصد کے حصول کے لئے گنجائش پیدا کر لیتی ہے اور تاویل سے کام لیتی ہے۔ موجودہ زمانے کے عقلی تمدن میں عقل کی حیثیت بہت کمزور ہے۔ اس کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ تجربوں کو تسلیم کرے اور حسی خواہشوں کی تکمیل میں تعاون کرے۔

(۳) اشراقی تمدن:...... اشراق یعنی حکمت، روشن ضمیری یا باطن کی صفائی۔ یہ تمدن دراصل

Marfat.com

مادی تمدن کی ضد ہے، اس میں جسم اور مادیت سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ گوشہ نشینی، چلہ کشی اور تجرد کی زندگی اس کے خاص اثرات ہیں جن سے معاشرے میں غیر متوازن عناصر جنم لینے لگتے ہیں۔

تمدن کی یہ صورتیں ایک متوازن معاشرہ قائم کرنے میں ناکام رہیں۔ اس کے برعکس مذہب کے زیراثر پیغمبروں کی تعلیمات نے جو روحانی یا الہامی تمدن قائم کیا اس میں یہ خاص باتیں شمار کی جاسکتی ہیں۔

1)...... خداوند تعالیٰ کے بارے میں یہ واضح تصور کہ وہ کائنات کا واحد خالق اور آقا ہے، وہ انسانوں سے عدل اور رحمت کا برتاؤ کرتا ہے۔ اس کی صفات ربوبیت، عدل اور رحم کی بناپر کائنات میں تنوع کے ساتھ توازن واعتدال ہے۔

2)...... انسان اس دنیا میں خدا کا نائب اور اشرف المخلوقات ہے۔ اس کی زندگی کا مقصد خدا کی دی ہوئی ہدایات پر عملدرآمد ہے۔

3)...... اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی آنے والی ہے جہاں اس زندگی کا حساب کتاب ہوگا۔

4)...... بامقصد اور باعمل زندگی گزارنے کا تصور کہ انسان زیادہ سے زیادہ نیکی اور بھلائی کے کام کرے دوسرے انسانوں کے کام آئے اور امن وانصاف قائم کرسکے۔

اس قسم کا مذہبی یا روحانی تمدن مسرت اور انصاف بخشنے کی ضمانت دے سکتا ہے۔ اس میں حسی تمدن کی اغراض پسندی نہیں ہوتی اور نہ اشراقی تمدن کا ترک دینا۔ نفع پرستی کے بجائے چند مستقل اخلاقی اصول ہیں جو وسیع تر انسانیت کے حق میں ہر طرح سے مفید ہیں اور ان کی پابندی بہرصورت ضروری ہوتی ہے۔

Marfat.com

یہودیوں کے بنیادی عقائد اور مذہبِ اسلام

یہودیوں کا تعلق بنی اسرائیل قوم سے ہے۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے سوا کسی اور نبی کی شریعت ماننے کو تیار نہیں۔ یہودی اس غلط فہمی میں بھی مبتلا ہیں کہ ان کے اعمال خواہ کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں، جنت ان کی اپنی ہے اور اس کے علاوہ دنیا میں جس قدر قومیں ہیں وہ کتنی ہی پاک باز اور عمل صالح کرنے والی کیوں نہ ہوں وہ سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔ بنی اسرائیل کہا کرتے تھے، ہم خدا کے لاڈلے اور محبوب ہیں دوزخ کی آگ ہمیں جلا نہیں سکتی۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ:

دوزخ کی آگ قوم یہود کے گنہگاروں کو چھوئے گی بھی نہیں اس لئے کہ وہ جہنم پر پہنچتے ہی اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے اور خدا کے پاس واپس آجائیں گے۔

(ملاحظہ کیجئے جیوش انسائیکلوپیڈیا، جلد 5 صفحہ 583)

بعض یہود کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ انہیں صرف چالیس روز کا عذاب ہوگا۔ یہ وہ مدت ہے جس میں بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ یہودی بڑے فخر کے ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمارے عقائد محفوظ ہیں۔ لٰہذا کسی کے معجزات، کسی کا تقویٰ، کسی کی اعلیٰ ظرفی، کسی کی قوت استدلال ہمیں اپنے عقائد سے ہٹا نہیں سکتی۔

اسلام کے خلاف یہودیوں کے عقائد:......

توریت شریف میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی۔ وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا۔

(ملاحظہ کیجئے استثناء تورات، باب 33 صفحہ 201)

Marfat.com

توریت شریف کی یہ آیت پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی شان اور مقام و مرتبہ بیان کررہی ہے۔کوہِ فاران مکہ مکرمہ کا ایک پہاڑ ہے جہاں سے حضور اکرم ﷺ نے اعلانِ توحید و رسالت فرمایا اور لوگوں کو آتشی شریعت دی جس نے اس شریعت کے ماننے والوں کو توکندن بنادیا اور نہ ماننے والوں کو جلا کر راکھ کردیا اور آپ ﷺ اپنی امت پر بے حد شفیق اور مہربان ہیں۔

توریت شریف میں اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام ان کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔(توریت استثناء،ص184)

توریت شریف کی اس آیت میں بھی پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی شان بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ واضح فرمایا ہے کہ اے میرے کلیم! میں بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی پیدا کروں گا۔جن کا کلام میرا کلام ہوگا۔جو میرا حکم دوسروں کو سنائے گا اور جو کوئی ان کی باتوں کو نہیں مانے گا تو میں اس سے ضرور حساب لوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اپنی قوم بنی اسرائیل سے یہ بھی ارشاد فرمایا:

خداوند تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا وہ جو کچھ تم سے کہے اس کی سننا۔(ملاحظہ کیجئے رسولوں کے اعمال، باب 3 آیات 22-21)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشاد میں بھی پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی آمد کا ذکر ہے۔فرمایا اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی مجھ سا بھیجے گا،لہٰذا تم اس کی اطاعت فرمانبرداری کرنا ان کی شریعت کو قبول کرنا۔توریت شریف

Marfat.com

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ بالا فرمان کی روشنی میں یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک نبی پیدا ہوگا اور یہ آنے والا نبی بنی اسرائیل سے ہوگا بس انہی کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے گی اور کسی کی نہیں کی جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم کے بیٹے ہیں، اور حضرت مریم کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بنی اسرائیل سے ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے،لہٰذا یہودیوں نے حضرت مریم پر طرح طرح کے الزامات لگائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک شریف زادہ ماننے تک کو تیار نہ تھے لہٰذا انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا اور آپ کو شہید کرنے کی سازش کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہودیوں کی دشمنی دن کے اجالے کی طرح روشن تھی، یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نبی نہیں مانا البتہ یہودی آنے والے اس نبی کے منتظر ضرور رہے۔ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق آنے والا نبی قوم بنی اسرائیل ہی میں سے آئے گا۔ یہودی ابھی تک اس نبی کے منتظر ہیں۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق کہ خداوند تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا وہ جو کچھ تم سے کہے اس کی سننا۔

یہ بشارت پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے لئے تھی جو دنیا میں تشریف لا چکے اگر یہودی اس سچائی کو تسلیم کرلیں تو آج دنیا میں مذہب کے نام پر پائی جانے والی اضطرابی کیفیت دور ہوسکتی ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس بشارت سے عیسائی قوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد لیتے ہیں۔عیسائیوں کے اس نظریئے کی وضاحت آگے کی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ خطاب بنی اسرائیل سے تھا اور اس خطاب میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

Marfat.com

(۱) آنے والا نبی تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا۔

(۲) آنے والا نبی مجھ سا نبی ہوگا لہٰذا جو کچھ وہ کہے تم اس کی سننا۔

پہلی بات کی روشنی میں اب جاننا یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی کون ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے تھے اور آپ کا یہ خطاب بھی بنی اسرائیل ہی سے تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے ہوئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ دونوں بیٹے منصب نبوت سے نوازے گئے۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا کئے۔ ان میں ایک حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جن کا لقب اسرائیل تھا اور ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں ان سے جو اولاد چلی وہ بنو اسمٰعیل کہلائی۔

پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ بنو اسمٰعیل کی نسل میں سے ہیں اور یہودی بنی اسرائیل سے ہیں۔ ان کی مخالفت کی اصل وجہ یہی ہے کہ آخری نبی بنی اسرائیل سے کیوں نہ ہوا۔

توریت شریف کی اس پیشگوئی پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ پیشن گوئی بھی پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے سوا بنی اسرائیل کے کسی نبی کے لئے نہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا کہ، اے موسیٰ میں بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ایک نبی تیری مثل پیدا کروں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے برعکس ارشاد فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ایک نبی تیری مثل پیدا کروں گا۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطاب بنی اسرائیل سے ہے لہٰذا ان کے بھائی ان کے علاوہ ہوں گے نہ کہ وہ خود اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں۔

دوسری بات کی روشنی میں کہ آنے والا نبی مجھ سا نبی ہوگا۔ لہٰذا جو کچھ وہ کہے تم اس کی سننا۔ تمام امور میں اگر کوئی ہستی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جیسی نظر آتی ہے تو وہ صرف اور

Marfat.com

صرف پیغمبر آخر الزماں ﷺ ہی ہیں مثلاً:

حضور اکرم ﷺ نے کفار کے خلاف جہاد کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جہاد کیا۔

حضور اکرم ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی اور اپنا آبائی شہر چھوڑا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے آبائی شہر سے مدین کی طرف ہجرت فرمائی۔

حضور اکرم ﷺ نے انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کیے، اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عصا مار کر پتھر سے چشمے جاری کیے۔ حضور اکرم ﷺ کو شب معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور دیدار کا شرف حاصل ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور تجلی دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضور اکرم ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر دریائے نیل کے دو حصے کر دیئے۔ حضور اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ اور دیگر مقامات سے بت پرستی کا خاتمہ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ کے بنائے ہوئے بچھڑے کو نیست و نابود کر کے بنی اسرائیل سے بت پرستی کا خاتمہ کیا۔

مگر یہودیوں کی ہٹ دھرمی کا یہ عالم ہے کہ کسی طرح توریت کے حکم کو ماننے پر تیار نہیں اگر یہودیوں میں یہ ہٹ دھرمی نہ ہوتی تو فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہونے والے، آتشی شریعت لانے والے، بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی، بنی اسمٰعیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند پیدا ہونے والے نبی حضرت محمد ﷺ پر ضرور ایمان لے آتے اور اسلام قبول کر چکے ہوتے۔ مگر افسوس ان کے بغض وحسد اور ہٹ دھرمی نے ان کی آنکھوں کو حق دیکھنے سے اندھا کر دیا ہے اور حضور ﷺ کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں۔

ان مختصر سے دلائل سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہی توریت کے حکم کے مطابق وہ نبی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہوں گے۔

Marfat.com

ایک ہفت روزہ میگزین کی رپورٹ کے مطابق:......

انیسویں صدی عیسوی کے آخری عشرے (1900-1890) میں عالمی یہودی رہنماؤں نے صیہونی تنظیم قائم کی اور 1876ء میں سوئز لینڈ کے شہر باسل میں صیہونی ''بڑوں'' نے تھیوڈور ہرنزل نامی یہودی کی صدارت میں دستاویزات مرتب کیں۔ ان کاوشوں میں امریکن یہودی پیش پیش تھے۔ ان دستاویزات کے تحت یہ طے پایا کہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی یہودی اقلیت اقوام عالم کی طنابیں اپنے ہاتھوں میں لے کر پوری دنیا پر کس طرح حکمرانی کرسکتی ہے۔ چنانچہ پہلی جنگ عظیم (1914ء تا 1945) کے بعد اقوام متحدہ (یونائیٹڈ نیشنز آرگنائزیشن) کا قیام انہی یہودی صیہونی دستاویزات کی رو سے عمل میں آیا۔ ہفت روزہ میگزین مزید اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے۔

آج اقوام متحدہ کے قیام کے 57 سال بعد یہ حقیقت آشکار ہوچکی ہے کہ یہ نام نہاد عالمی ادارہ یہود اور مسیحی گٹھ جوڑ کا آلہ کار ہے اور اس کا سب سے بڑا ہدف اسلام اور عالم اسلام ہے۔ اس مسیحی گٹھ جوڑ کے ذریعے عالم عرب کے عین وسط میں اسرائیل کا ناسور تخلیق کیا گیا اور اس ناجائز وجود کے تحفظ کے لئے (یہودی اور ان کے سرپرست ملک) نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا رکھا ہے اور آج دہشت گردی کے نام پر عالم اسلام کے خلاف جنگ بھی اس کا شاخسانہ ہے۔ ہفت روزہ میگزین یہ بھی انکشاف کرتا ہے کہ صیہونی دستاویزات کا اہم ترین نکتہ فلسطین میں ایک خالص یہودی مملکت کا قیام تھا۔ کیونکہ اُس وقت دنیا بھر میں پھیلے ہوئے یہودی ہر کہیں حقیر اقلیت تھے اور کہیں کوئی چھوٹا سا علاقہ بھی ایسا نہ تھا جہاں ان کی اکثریت ہو۔ (ملاحظہ کیجئے، ہفت روزہ ندائے ملت ۲ تا ۸ جنوری ۲۰۰۳ء)

مذکورہ بالا انکشاف سے یہودی ذہنیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی آبادی کا یہ مختصر انتہا پسند ٹولہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کس طرح اپنے اہداف کا نشانہ بنا رہا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یہودی اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ''۔(پ6۔ع12)

قرآن مجید کے اس فرمان میں مسلمانوں کو یہودیوں کو دوست بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ جب یہودی دوست نہیں تو یقیناً اہلِ اسلام کے دشمن ہوئے۔ یہودیوں کا بنیادی مقصد اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہے۔ یہودی اپنے اس ناپاک منصوبے کی تکمیل کے لئے اپنے حاشیہ برادر ممالک کے تعاون سے ایک ایک کر کے اسلامی ممالک اور ان کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنا یا انہیں اپنا طفیلی بنانا چاہتے ہیں۔ الحمد للہ مسلم ممالک کو پوری دنیا کی مجموع تیل اور پیٹرول کی پیداوار پر تقریباً 70 فیصد اور قدرتی گیس کے ذخائر پر 60 فیصد اجارہ داری حاصل ہے۔ یہودی مسلمانوں کی اس اجارہ داری کو ختم کر کے ان قدرتی وسائل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ آج دنیا بھر کے مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اسلام کے خلاف ہونے والی یہودی سازشوں کو اپنی ذات سے کامیاب نہ ہونے دیں ہر مسلمان اپنی ذات کا محاسبہ کر لے کہ اس کی ذات سے یہودیوں کو ایک روپے کا بھی فائدہ نہ ہونے پائے اس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرے مجھے یقین ہے کہ اگر ہر مسلمان یہ مصمم ارادہ کر لے تو اس طرح یہودیوں کے ہاتھوں کو کمزور کیا جا سکتا ہے اور اس کی معیشت کو تباہی سے پھر کوئی نہیں بچا سکتا۔ اے کاش اہل اسلام کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو جائے۔

Marfat.com

موجودہ عیسائیوں کے بنیادی عقائد اور مذہبِ اسلام

یہودیوں کے بنیادی عقائد جان لینے کے بعد اب آیئے موجودہ عیسائیوں کے عقائد کا بھی جائزہ لیتے ہیں، عیسائی برادری کے بنیادی عقائد کیا ہیں، عیسائی مذہب کی مستند کتابوں سے ملاحظہ کیجئے۔

1)...... اماں حوا اور حضرت آدم (علیہ السلام) نے جنت میں رہتے ہوئے پہلا گناہ ممنوعہ گندم کھانے کی صورت میں کیا تھا۔ (پیدائش باب 3، آیات 1 تا 8)

2)...... گناہ کی یہ صورت موروثی طور پر بعد میں اولاد آدم میں بھی چلتی رہی اور چلی آ رہی ہے۔ (رومیو باب 5، آیات 12)

3)...... لہٰذا خداوند کی ''صفت رحمی'' نے یہ چاہا کہ اولاد آدم مرنے کے بعد میرے حضور گناہ لے کر نہ آئے۔ اس بناء پر خداوند نے اپنے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کی صورت میں دنیا میں آکر انسان کے دائمی اور موروثی گناہ سے نجات کا فیصلہ کیا۔

(ملاحظہ کیجئے، یوحنا کا پہلا عام خطاب 4 آیات 7 تا 10)

4)...... جس کی عملی صورت میں یسوع مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے تمام انسانوں کے اس دائمی اور موروثی گناہ کے کفارہ کے لئے اپنی جان صلیب پر دے دی۔ اس صلیبی کفارہ سے نہ صرف دائمی اور موروثی گناہ معاف ہو گیا بلکہ دیگر اور گناہوں کی معافی بھی اس سبب سے ہوئی۔ (ملاحظہ کیجئے، متی کی انجیل، باب 20 آیت 28)

موجودہ عیسائی قوم کے مذکورہ بالا عقائد میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ معاذ اللہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا نے جنت میں گناہ کیا۔ اپنے نفس کی اطاعت کی اس طرح ان کی اولاد بھی دائمی عذاب کی مستحق ہو گئی۔ چنانچہ خداوند کو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہوئی جو خود تو گناہوں سے معصوم ہو مگر خود تمام اولاد آدم کا بوجھ اُٹھائے اور اولاد آدم کے گناہوں کی سزا

Marfat.com

اسے موت کی صورت میں دے اور پھر اسے زندہ کرے یہ سزا اولاد آدم کے لئے کافی ہوگی۔ چنانچہ خداوند قدوس نے اس مقصد کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا (معاذ اللہ) اور اسے انسانی صورت میں دنیا میں بھیج دیا۔ اس نے صلیب پر چڑھ کر اولادِ آدم کے لئے یہ قربانی دی۔ اس طرح تمام اولادِ آدم کے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھ گئے۔ پھر یہی خدا کا بیٹا تین دن مردہ رہنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا اور تمام انسانوں کو نئی زندگی مل گئی۔

موجودہ عیسائیوں کے نزدیک یسوع مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بنیادی عقیدہ آپ نے پڑھا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک اللہ کے اکلوتے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر چڑھ کر اپنی جان اولاد آدم کے گناہوں کی معافی کے لئے دی ہے۔ لہٰذا عیسائیوں کے نزدیک یسوع مسیح سے منسوب "صلیبی کفارہ" نجات کا ذریعہ ہے اور جو کوئی یسوع مسیح کے اس کفارہ پر ایمان لائے گا وہ دائمی اور موروثی گناہ سے معافی اور نجات پا کر مرنے کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔

اب جاننا یہ ہے کہ موجودہ عیسائیوں کا اولادِ آدم کے گناہوں کی معافی کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیبی کفارہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے کا یہ عقیدہ من گھڑت اور خودساختہ ہے یا انجیل مقدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ آیئے اس حقیقت کا اندازہ عیسائیوں کی معتبر اور مستند کتابوں سے لگاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس عقیدے اور نظریئے کی تبلیغ فرماتے تھے، اس حقیقت کا صحیح اندازہ تو آپ پر نازل ہونے والی انجیل نازل فرمائی۔ آیئے پہلے اس پر تحقیقی نظر ڈالتے ہیں، تاکہ اس انجیل کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کا صحیح اندازہ لگایا جا سکے۔

Marfat.com

انجیل اور اناجیل کی حقیقت

دور قدیم اور دورِ حاضرہ کے تمام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو آسمانی کتاب انجیل نازل ہوئی اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی تک (یعنی آسمان پر اٹھائے جانے تک اور عیسائی عقیدے کے مطابق سولی دیئے جانے تک) کسی بھی شکل میں لکھنے کا اہتمام نہیں ہوا۔ بلکہ آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے ستر سال بعد چار انجیلیں، چار مصنفین نے اپنے اپنے ناموں سے تصنیف کیں۔ مثلاً مرقس کی انجیل، لوقا کی انجیل، یوحنا کی انجیل، متی کی انجیل، ان چاروں اناجیل کو اصل انجیل کہنا درست نہیں۔ ان میں کوئی انجیل بھی ایسی نہیں جو 70ء سے پہلے لکھی گئی ہو۔ عیسائی فاضل اپنی کتاب میں اس حقیقت کا انکشاف ان الفاظوں میں کرتے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ اس کا تعلق پہلی صدی کے آخری سالوں سے ہے...... ہمارے پاس کوئی یقینی علم نہیں ہے کہ یہ چار انجیلیں کیسے اور کہاں معرض وجود میں آئیں۔

(ملاحظہ کیجئے، انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا، جلد 3، صفحہ 52)

معلوم ہوا کہ چاروں انجیلیں پہلی صدی عیسوی کے آخری سالوں میں ترتیب دی گئیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے ان چار انجیلوں کو ترتیب دیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے نہ تھے۔ یہاں یہ بات قابلِ غور وفکر ہے کہ ستر سال تک جو کتاب مرتب نہ ہوئی ہو پھر یہ طویل عرصہ گزر جانے کے بعد جن لوگوں نے اسے مرتب کیا انہوں نے یہ تک بتانا گوارہ نہ کیا کہ کن لوگوں سے انہوں نے یہ اناجیل حاصل کیں تا کہ حقیقت سامنے آتی۔ کیا اناجیل کے ایسے مجموعے کو قابلِ اعتماد کہا جا سکتا ہے۔ ہر گز نہیں۔

مرقس کی انجیل:......

ان چار اناجیل میں مرقس کی انجیل قدیم سمجھی جاتی ہے۔ اس کا مصنف ایک یونان کا

Marfat.com

رہنے والا یہودی ہے۔ جس کا نام مارک (MARK) تھا۔ جو حواری برناباس کے ساتھ رہنے لگا۔ پھر یہ مارک حواری پطرس کے ہمراہ رہنے لگا۔ حواری پطرس کے قتل کے بعد مارک نے یہ انجیل ترتیب دی۔ مرقس کی انجیل اگرچہ قدیمی انجیل شمار کی جاتی ہے لیکن یہ بات تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ مارک کبھی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نہیں ملا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہی نہیں ہوئی تو وہ ان کا حواری کہاں سے ہوا۔ البتہ یہ ضرور پتہ چلا کہ وہ حواری پطرس کے ساتھ رہا کرتا تھا اور جو کچھ ان سے سنتا اسے عبرانی زبان میں لکھ لیتا تھا۔ مرقس (MARK) کو پطرس کا ترجمان بھی کہا جاتا ہے۔ انجیل مرقس کا زمانہ 63ء سے 70ء کے درمیان بتایا جاتا ہے۔

متی کی انجیل:.......

محققین کا یہ خیال ہے کہ متی کی انجیل کا مصنف متی (MATTEW) ہے۔ لیکن متی کا لکھا ہوا زیادہ تر حصہ ضائع ہو چکا پھر کسی گمنام شخص نے متی کے نام سے یہ نسخہ مکمل کیا۔ محققین کا کہنا ہے کہ اس انجیل کی 1068 آیات میں سے 470 آیات مرقس کی انجیل سے لی گئی ہیں۔ اگر متی حواری ہوتا تو وہ اپنی انجیل میں کسی ایسے شخص کی انجیل کا حوالہ نہ دیتا جو خود حواری نہ تھا اور نہ ہی جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی دیکھا تھا۔ پروفیسر ہارٹک کی تحقیق کے مطابق متی کی انجیل 80ء سے 100ء کے درمیان لکھی گئی ہے۔

لوقا کی انجیل:.......

لوقا کی انجیل کا مصنف لوقا (LUKE) یونان کا رہنے والا تھا۔ اس نے کبھی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ سینٹ پال (ST.PAUL) کا عقیدتمند تھا اور انہی کی صحبت میں رہا کرتا تھا۔ جب کہ سینٹ پال کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کبھی صحبت نہیں ملی۔ لہٰذا لوقا

Marfat.com

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان روایت کی ایک کڑی بھی ایسی نہیں جو ملتی ہو۔ پروفیسر ہارنک اور پلومر کی تحقیق کے مطابق لوقا کی انجیل 80ء کے بعد لکھی گئی۔

یوحنا کی انجیل:.......

یہ انجیل اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری یوحنا سے منسوب ہے۔ لیکن تحقیق سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یہ انجیل مشہور حواری یوحنا کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک اور شخص یوحنا کی تصنیف ہے، جو ایشائے کوچک کا رہنے والا تھا۔ اس انجیل کا زمانہ تحریر پروفیسر ہارنک کی تحقیق کے مطابق 110ء ہے۔ ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ یوحنا ایک غریب خاندان سے تعلق رکھنے والا ان پڑھ حواری تھا۔ جس کا اندازہ حسبِ ذیل عبارت سے لگایا جا سکتا ہے۔

جب انہوں نے پطرس اور یوحنا کی دلیری دیکھی اور معلوم کیا کہ یہ ان پڑھ اور ناواقف آدمی ہیں تو تعجب کیا۔ (ملاحظہ کیجئے، یوحنا کی انجیل، اعمال باب 4 آیت 13)

انجیل کی اس عبارت سے یوحنا کا ان پڑھ ہونا ثابت ہوا۔ قابل غور بات ہے کہ جب یوحنا ان پڑھ تھے تو کسی علمی کتاب کے مصنف کیسے ہو سکتے ہیں، البتہ اہل علم حضرات کا یہ کہنا ہے کہ یوحنا کی انجیل کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف یہودی خیالات اور تصورات کا واقف اور عالم و فاضل شخص ہے۔ اسٹارولن پادری اپنی کتاب میں اس حقیقت کا انکشاف اس طرح کرتا ہے۔

بلاشک وشبہ یوحنا کی پوری انجیل اسکندریہ کے ایک طالب علم کی تصنیف ہے۔

(ملاحظہ کیجئے، کیتھولک ہیرلڈ مطبوعہ: 1844ء صفحہ 205 جلد 7)

اندازہ لگایئے جس کتاب انجیل کا مصنف اس قدر مشکوک ہو جائے تو اس کی کتاب کی اپنی حقیقت کیا رہ جائے گی۔ اور پھر جس کتاب پر کسی مذہب کا دارومدار ہی ہو تو پھر اس

Marfat.com

مذہب کا کیا حال ہوگا۔

چاروں اناجیل، مصنفین کے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں پیش آنے والے واقعات اور حالات پر مشتمل کتابیں ہیں۔ان اناجیل کو اصل انجیل یا اس کا ترجمہ کہنا غلط ہے۔ مثلاً لوقا اپنی انجیل میں لکھتا ہے۔

اے معزز میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے تیرے لئے ترتیب سے لکھوں۔

(ملاحظہ کیجئے ،لوقا کی انجیل، باب اوّل، آیت 1 تا 31)

لوقا کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میں سب باتوں کا سلسلہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہیں ٹھیک ٹھیک دریافت کروں گا اور پھر ان کو ترتیب سے لکھوں گا۔لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ تمام باتیں لوقا تک کس کس ذریعے پہنچیں اور کن کن راویوں سے دریافت کیا۔ یہ حال صرف لوقا ہی کا نہیں بلکہ یوحنا انجیل کے مصنف کا بھی ہے وہ اپنی انجیل یوحنا میں آخری آیت میں لکھتا ہے۔

اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی۔

(ملاحظہ کیجئے ، یوحنا کی انجیل، باب 21 تا 25)

معلوم ہوا کہ اناجیل ، انسانوں کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں اور وہ بھی غیر مکمل لہٰذا ان اناجیل کو آسمانی کتابیں ہر گز نہیں کہا جاسکتا۔

اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی انجیل کسی انسان کی تصنیف نہیں بلکہ وہ آسمانی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عبرانی زبان میں نازل فرمائی۔ جسے کتابی شکل میں لکھا نہیں جاسکا۔ جب کہ چاروں اناجیل چار انسانوں کی تحریر کردہ کتابیں

Marfat.com

ہیں اگر ان چاروں انجیلوں کو کلام الٰہی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات وخیالات کا لب لباب یا مفہوم بھی قرار دیا جائے تو بھی یہ ضروری ہے کہ اس قول کی کوئی دلیل اور سند ہو۔ عیسائی مفسر ہورن نے 1822ء میں بائبل کی تفسیر لکھی اس تفسیر کے دوسرے باب میں ان اناجیل کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس نے یہ اعتراف کرتے ہوئے لکھا۔

ہمیں کنیسہ کی معرفت اناجیل کی تالیف کے زمانے کے جو حالات پہنچے وہ ناقص اور غیر معین ہیں جن سے کسی معین چیز تک رسائی نہیں ہو سکتی اور مشائخ متقدمین نے واہیات روایات کی تصدیق کی اور ان کو قلم بند کر ڈالا۔ بعد میں آنے والے لوگوں نے ان کی لکھی ہوئی چیزوں کو ان کی تعظیم کی وجہ سے قبول کر لیا۔ اور یہ سچی جھوٹی باتیں ایک کاتب سے دوسرے تک پہنچتی رہیں۔ مدت گزر جانے کی وجہ سے اب ان کی تنقید اور کھرا کھوٹا معلوم کرنا بھی دشوار ہو گیا۔ (ملاحظہ کیجئے، بائبل تفسیر، جلد 4، باب 2 مطبوعہ: 1822ء)

ایک کٹر عیسائی مفسر کا مذکورہ بالا تجزیہ ایک حق کے متلاشی کے لئے کافی ہے جس پر مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔ اس مفسر نے جہاں اس حقیقت کا بھانڈا پھوڑا ہے کہ مسیحی مشائخ واہیات اور جھوٹی روایات کی نہ صرف تصدیق کرتے تھے بلکہ اسے قلم بند بھی کرتے تھے وہاں یہ بھی بھانڈا پھوڑا کہ بعد میں آنے والے عیسائی ان جھوٹی واہیات روایات کو قبول بھی کر لیتے تھے۔ اسی مفسر نے ان چاروں انجیلوں کا سن تالیف بھی تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

پہلی انجیل کی تالیف کے سن 37ء یا 38ء یا 43ء یا 61ء یا 62ء یا 63ء یا 64ء۔

دوسری انجیل کی تالیف کے سن 56ء یا اس کے بعد 65ء تک غالب خیال 60ء یا 63ء۔

تیسری انجیل کی تالیف کے سن 52ء یا 63ء یا 64ء۔

Marfat.com

چوتھی انجیل کی تالیف کے سن 68ء یا 69ء یا 70ء یا 89ء یا 98ء۔
عیسائی مفسر مذکورہ بالا حقائق میں یہ ثابت نہ کر سکے کہ اناجیل کی تالیف کا حتمی سن کون سا ہے بلکہ اندازے سے بتایا کہ فلاں سن میں فلاں انجیل تالیف کی گئی ہوگی اور کئی کئی سالوں کا اختلاف ہے۔ اسی طرح عبارات میں بھی اختلاف ہے مثلاً عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی خدا تو کبھی خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ اس بنا پر ہے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے۔ لیکن متی کی انجیل میں ان کا نسب ملاحظہ کیجئے۔

ابراہیم سے اسحٰق پیدا ہوئے۔ اسحٰق سے یعقوب، اس سے یہوداس سے فارض آگے لکھا ہے کہ داؤد سے سلیمان...... آگے لکھا ہے قتان سے یعقوب اس سے یوسف پیدا ہوا۔ یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے۔ (متی کی انجیل باب آیات 1 تا 16)

لوقا کی انجیل میں نسب نامہ کچھ اس طرح ہے۔ جب یسوع خود تعلیم دینے لگا تقریباً ۳۰ برس کا تھا اور یوسف کا بیٹا تھا۔ وہ عیلی کا اور وہ متات کا......

دونوں انجیلوں میں اختلاف واضح ہے۔ ایک انجیل میں یوسف کو یعقوب کا بیٹا کہا گیا ہے۔ اور دوسری انجیل میں یوسف کو عیلی کا بیٹا کہا گیا ہے۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ جب عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں تو دونوں انجیلوں کے مطابق یوسف کا عیسیٰ مسیح سے کون سا رشتہ ہوگا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے تو یوسف کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ثابت کیوں کیا گیا۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف کا بیٹا ثابت کرنا ایک یہودی سازش نہیں؟ یقیناً ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی حضرت مریم پر تہمت لگاتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف کا بغیر نکاح کا بیٹا کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

اس واضح اختلاف کے علاوہ بھی اور بہت سے اختلاف ان اناجیل میں نظر آئیں گے۔

Marfat.com

متی کی انجیل میں ہے کہ:......

حضرت مسیح علیہ السلام سلیمان بن داؤد کی اولاد میں سے ہے۔

جب کہ لوقا کی انجیل میں ہے کہ:......

حضرت مسیح علیہ السلام ناتن بن داؤد کی اولاد میں سے ہیں۔

متی کی انجیل کا دعویٰ ہے کہ:......

زربابل کے بیٹے کا نام ابیہود تھا۔

جب کہ لوقا کی انجیل کا دعویٰ ہے:......

زربابل کے بیٹے کا نام ریسا تھا۔ اس طرح نسب میں اختلاف چلا۔

انجیل لوقا میں ہے:......

جیسا اس نے پاک نبیوں کی زبانی کہا تھا جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔

(بائبل نیا عہد نامہ، انجیل لوقا باب 1 آیت 70)

لوقا کی مذکورہ عبارت میں نبیوں کو پاک تسلیم کیا گیا ہے جب کہ

یوحنا کی انجیل میں ہے:......

پس یسوع نے ان سے پھر کہا...... جتنے مجھ سے پہلے آئے ہیں سب چور اور ڈاکو ہیں۔

(یوحنا کی انجیل باب 10 آیت 8)

ان چند دلائل سے آپ اناجیل میں پائے جانے والے اختلافات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس قسم کے اختلافات بہت سی جگہوں پر نظر آئیں گے۔ ان کمزوریوں کو دیکھ کر کوئی اعلیٰ ظرف انسان اس قدر متضاد کلام کو بھلا خدائے بزرگ و برتر کا کلام کہہ سکتا ہے؟ ہر

Marfat.com

گز نہیں۔ جن اناجیل میں اس قدر اختلاف ہو وہ کلام الٰہی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اناجیل میں پائے جانے والے ان اختلافات کو دیکھ کر بائبل کے نامور مسیحی مفسر آدم کلارک کو بھی لوقا کی انجیل باب سوئم کی شرح میں یہ اقرار کرنا پڑا۔

''نسب کے اوراق یہودیوں کے پاس بہترین طریقہ پر محفوظ تھے اور ہر سمجھدار شخص جانتا ہے کہ متی اور لوقا نے خدا (حضرت عیسیٰ مسیح) کے نسب بیان کرنے میں ایسا شدید اختلاف کیا ہے جس میں متقدمین (دور قدیم) اور متاخرین (دورہ حاضرہ) سب ہی حیران ہیں اور غلطاں اور پیچاں ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے آدم کلارک جلد 5 صفحہ 408)

اناجیل کے یہ اختلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب تک ہی محدود نہیں تھے بلکہ ان اناجیل میں آپ کے معجزات میں بھی اختلاف پائے جاتے تھے۔ مثلاً

متی کی انجیل میں ہے کہ:......

یسوع نے گلیل کے جھیل کے کنارے پہاڑ پر چڑھ کر ایک بہت بڑے مجمع کو جو کہ اندھوں، بہروں، گونگوں اور اپاہجوں پر مشتمل تھا سب کو شفا دی۔

(ملاحظہ کیجئے، متی کی انجیل باب 15 آیت 30)

مرقس کی انجیل میں ہے کہ:......

جھیل کے کنارے صرف ایک شخص جو کہ بہرہ اور ہکلاتا تھا کو شفا دی۔

(ملاحظہ کیجئے، مرقس کی انجیل، باب 7 آیت 31)

اسی طرح اور بہت سے واقعات ہیں جن میں شدید اختلاف ہے۔ لوقا کی انجیل میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہی واقعہ متی کی انجیل میں کچھ اور ہے۔ اور یہ اختلاف اس قدر نا قابلِ تردید ہے کہ ان اناجیل کو الہامی کتاب کہنا آسمانی کتاب کی توہین ہے۔

Marfat.com

عیسائی ڈاکٹر جے پیٹرسن اپنی کتاب (بائبل کا الہام، صفحہ 76) میں لکھتے ہیں:

اناجیل اربعہ میں اتنے اختلاف ہیں کہ ان سے آدمی کا سر گھومنے لگتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا امریکانہ میں بائبل کے بارے میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ بائبل کے بارے میں اس کے مختلف نسخہ جات میں تیس ہزار غلطیاں ہیں۔

اس قدر تحریف اور اختلاف کے باوجود آیئے موجودہ اناجیل سے اس حقیقت کا اندازہ لگاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس عقیدے اور نظریئے کی تبلیغ فرماتے تھے اور آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور نبی تھے یا خدا یا خدا کے بیٹے تھے۔

آیئے موجودہ عیسائیوں کے دوسرے بنیادی نظریئے کا بھی اناجیل کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ مذکورہ عقیدہ درست ہے یا یہ بھی من گھڑت اور خود ساختہ ہے۔ عیسائیوں کی مستند بائبل کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اولاد آدم کے گناہوں کی معافی کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی کفارے کا نظریہ خود ساختہ اور من گھڑت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

متی کی انجیل میں ہے:.......

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

فرشتے بدکاروں کو اس کی بادشاہی میں جمع کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے وہاں رونا اور دانت پیسنا ہو گا اس وقت راست باز لوگ اپنے باپ کی بادشاہی میں آفتاب کی مانند چمکیں گے۔ (متی کی انجیل، باب 13 آیات 43-41)

مذکورہ بالا انجیل میں یہ دو باتیں واضح کی گئی ہیں کہ قیامت کے دن بدکاروں، گناہگاروں کو فرشتے چن چن کر جمع کریں گے اور ان سب کو سزا کے طور پر جہنم کی بھڑکتی ہوئی

Marfat.com

آگ میں جھونک دیں گے وہاں ان کا رونا پیٹنا کام نہ آئے گا۔ دوسری بات یہ واضح کی گئی ہے کہ جو نیکو کار وراست باز سچے ہوں گے نجات پائیں گے اور ان کے چہرے ہشاش بشاش چمکتے دمکتے ہوں گے۔

بائبل میں ہے کہ:......

بیٹوں کے بدلے باپ مارے نہ جائیں، نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے۔ (استثناء، باب 24 آیت 16)

معلوم ہوا کہ جو گناہ کرے سزا کے طور پر اسے ہی مارا جائے اس کی سزا کسی دوسرے کو نہ دی جائے۔

بائبل میں ایک اور مقام پر ہے:......

جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادق کی صداقت صادق کے لئے ہوگی اور شریر کی شرارت شریر کے لئے۔ (حزقی ایل، باب 18 آیت 20)

بائبل میں ایک اور جگہ:......

نیکی اور بدی کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

صادق آدمی سے کہو تیری خیر ہے کیونکہ وہ اپنے کاموں کا پھل کھائے گا۔ شریر پر افسوس کیونکہ اس پر بدی آئے گی اس کے ہاتھو کا بدلہ اسے دیا جائے گا۔ (یسعیاہ، باب 3 آیت 10)

بائبل کے مذکورہ دونوں حوالوں سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ ہر کوئی اپنے اپنے جرم میں گرفتار کیا جائے گا معافی ہرگز نہیں ہوگی۔ حتیٰ کہ باپ اپنے بیٹے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور نہ ہی بیٹا اپنے باپ کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے گا۔ ہر ایک اپنی اپنی سزا پائے

Marfat.com

گا۔سزااور جزادونوں بائبل میں واضح ہیں۔ذراسوچئے جب باپ بیٹے جیسے خونی رشتے میں گناہ اور سزا کے سبب کوئی رعایت نہیں کسی غیر کے ساتھ گناہ کرنے میں کس طرح رعایت ہوگی۔ مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں دوسرے انسانوں کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کردہ صلیبی کفارہ اور پھر اس پر نجات اور جنت میں داخلہ کیسے مانا جاسکتا ہے۔ جب کہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ نیکوکار اپنے کاموں کا پھل کھائے گا اور گنہگار کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ موجودہ عیسائیوں کا صلیبی کفارہ خودساختہ اور من گھڑت ہے جس کا انجیل اور بائبل کی تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں ۔ گناہوں کے کفارہ کے لئے بائبل کی تعلیمات کیا ہیں اسے بھی جان لیجئے۔

بائبل میں ہے:......

نفرت جھگڑے پیدا کرتی ہے اور محبت سب گناہوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔

(امثال، باب 10 آیت 12)

بائبل میں ہے:......

سب سے بڑھ کر ایک دوسرے سے بڑی محبت رکھو کیونکہ محبت گناہوں کی کثرت کو ڈھانپ لیتی ہے۔(ا۔پطرس، باب 4 آیت 8)

بائبل میں ایک:......

اور جگہ تعلیم دی گئی ہے جو اپنے باپ کی عزت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں کا کفارہ دیتا ہے۔

(یشوع بن سراخ، باب 3 آیت 4)

بائبل میں ایک جگہ یہ بھی ہے کہ:......

پانی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا دیتا ہے اور خیرات گناہوں کا کفارہ دیتی ہے۔

(یشوع بن سیراخ، باب 4 آیت 21)

Marfat.com

بائبل کی تعلیمات پر غور کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کہیں محبت کو "گناہوں کو ڈھانپنا" بتایا جا رہا ہے تو کہیں باپ کی عزت کرنا گناہوں کا کفارہ بتایا جا رہا ہے اور کہیں خیرات کو گناہوں کا کفارہ بتایا جا رہا ہے۔ انجیل و بائبل کے ان کھلے ہوئے احکامات کے باوجود کیا اب اس بات کی گنجائش باقی ہے کہ موجودہ عیسائی برادری صلیبی کفارہ کو اپنے گناہوں سے نجات کا ذریعہ سمجھتی رہے اور دنیا بھر میں گناہ کرتی پھرے ان تمام حقائق سے یہ معلوم ہوا کہ موجودہ عیسائیوں کا دوسرا بنیادی عقیدہ اناجیل و بائبل کی تعلیمات کے خلاف ہے جو خود انسان کا گھڑا ہوا ہے۔

عیسائی برادری کے نزدیک صلیب ایک مقدس نشان ہے اور یہ نشان اس قدر مقدس اور معزز ہے کہ عیسائی برادری اسے سجدہ تک کرتی ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ آخر صلیب کو یہ مقام کیوں حاصل ہے تو عیسائی برادری کا جواب یہ ہے کہ صلیب مقدس اس لئے ہے کہ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لٹکایا گیا تھا! اگر صلیب کے مقدس ہونے کا سبب یہی ہے تو اس صورت میں یہودی صلیب سے زیادہ مقدس ہونے چاہئیں جنہوں نے بقول عیسائی برادری کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا تھا۔ انہیں چاہیے کہ وہ یہودیوں کی تعظیم صلیب سے بھی زیادہ کریں کیونکہ یہودی سولی نہ دیتے تو صلیب قابلِ تعظیم نہ ہوتا۔ اگر کسی چیز کا معزز اور قابل تعظیم ہونا محض اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اس سے مس ہوا ہے تو ایسی صورت میں گدھے اور خچر بھی صلیب کی طرح قابل احترام ہونے چاہیے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان جانوروں پر سوار ہوئے اور پھر بات یہی تک محدود نہیں ہونی چاہیے ادب واحترام اور تعظیم کا یہ سلسلہ مزید طویل ہوتا جائے گا۔ پھر پنگھوڑہ سے بڑھ کر قابل تعظیم اور مقدس ہوگا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں اس پر آرام کیا تھا پنگھوڑہ سے بڑھ کر مقدس اور قابل تعظیم وہ صنف نازک عورت ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی وہ

Marfat.com

سجدہ کے زیادہ لائق ہے۔ پھر ان کانٹوں کا کیا قصور ہے جس کا تاج صلیب پر چڑھاتے وقت سر پر پہنایا گیا تھا۔ کانٹوں کو بھی سجدہ ہونا چاہیے۔ پھر اس سرکنڈہ کے ساتھ بے انصافی کیوں جسے سولی دیتے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا گیا تھا۔

متی کی انجیل میں ہے کہ:.......

ایک سرکنڈہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا۔ (متی کی انجیل، باب 27 آیت 29)

عیسائی برادری ذرا غور کریں آخر صلیب ہی کو یہ مقام کیوں دیا جارہا ہے کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صلیب میں خدا ہے جو اسے سجدہ کرتے ہیں کیا یہ کھلی جہالت، اندھی تقلید اور بت پرستی نہیں؟ اہل کتاب کا دعویٰ کرنے کے باوجود آخر بت پرست مشرکین سے مشابہت کیوں؟ جیسا کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا باپ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کا اکلوتا بیٹا ہے اور روح القدس وہ پاکیزہ روح جن کی پھونک سے حضرت مریم حاملہ ہوئیں خدا کا جز ہے۔ اس طرح تین خداؤں کا عقیدہ موجودہ عیسائیوں میں مانا جاتا ہے۔

تین خداؤں کا عقیدہ کیسے رائج ہوا

تین خداؤں کا یہ عقیدہ اناجیل کی تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان اور ان کے حواریوں کے عقائد سے ثابت نہیں۔ جب ثابت نہیں تو پھر یہ گندہ عقیدہ ان میں کیسے رائج ہوا۔ انصاف پسند عیسائی برادری اگر اس حقیقت کو جاننا چاہتی ہے تو انہیں اپنے ذہنوں کو کھلا رکھنا ہوگا۔ نگاہوں سے تعصب کی عینک اتارنا ہوگی اور قلب و جگر کو بغض و حسد سے دور رکھنا ہوگا۔ مجھے یقین ہے اگر غیر جانب دارانہ طور پر اس حقیقت کا مطالعہ کیا جائے تو حق کو پالینا مشکل نہ ہوگا۔ آیئے اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ عیسائیوں میں تین خداؤں کا عقیدہ کیسے رائج ہوا۔

Marfat.com

جارج ولیم ناکس اور سڈنی ہربرٹ میلون دونوں عیسائی مذہب کے مستند عالم اور فاضل مانے جاتے ہیں انہوں نے ایک تحقیقاتی مقالہ لکھا جس میں انہوں نے حسبِ ذیل حقیقت کا اعتراف کیا۔

مسیح نے خود بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کی اصل کوئی مافوق الفطرت (یعنی فطرت کے خلاف) چیز ہے بلکہ وہ اس پر مطمئن تھے کہ انہیں مریم کے بیٹے کی حیثیت سے پہچانا جائے۔ وہ مزید لکھتے ہیں۔ باپ، بیٹا اور روح القدس کی اصطلاحات کو یہودی ذرائع نے مہیا کیا۔ تثلیث (تین خدا) کا موجد یہودی ہے جسے یونانی فلسفہ کے اثر ورسوخ نے اس قالب میں ڈھالا ہے۔ (تاریخ ساز حوالہ ملاحظہ کیجئے، انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا، صفحہ 633 جلد 5)

عیسائی مذہب کے مستند فاضلوں کے مذکورہ بالا انکشاف سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ موجودہ عیسائیوں میں رائج تین خدا کا عقیدہ یہودیوں کا پیدا کردہ ہے۔ تین خدا کا عقیدہ یہودیوں نے کس طرح رائج کیا اور عیسائیوں نے اس عقیدہ کو کب اور کیسے اختیار کیا یہ ایک ایسی تلخ حقیقت ہے کہ جس سے آج عیسائی برادری بے خبر ہے۔ اس حقیقت کو جاننے کے لئے ایک مرتبہ پھر اناجیل کی عبارات پر نظر ڈالتے ہیں۔ تاکہ یہ حقیقت بھی سورج کی طرح واضح ہو جائے۔

جیسا کہ شروع میں بتایا جا چکا ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے منکر تھے اور آپ کی سخت مخالفت کرتے آپ کی تذلیل وتحقیر کرتے اور اذیت دینے کے تمام ارمان پورے کرتے۔ حتیٰ کے یہودیوں نے اپنے ساتھی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر گرفتار کرلیا۔ اس کے منہ پر تھوکا اور صلیب پر چڑھادیا۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھادیئے گئے ہیں جب کہ مسلمانوں کے نظریات اس کے برعکس ہیں قرآن مجید کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ارمان پر پانی پھیر دیا اور اپنے

Marfat.com

پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باعزت طور پر آسمان پر اٹھا لیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر لے جانے کے بعد آپ کے حواریوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوا اور آپ کی تعلیمات کس طرح اور کس رنگ میں پیش کی گئیں اور عیسائیوں میں تین خدا کا عقیدہ کس طرح رائج ہوا۔ حق کے متلاشی ان حقائق کو توجہ سے سماعت فرمائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مداحوں کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ تھی۔ ان مداحوں میں کثیر تعداد حقیقت سے ناآشنا ایسے افراد کی بھی تھی جو آپ کے معجزات کو دیکھ کر یا آپ کی معجزاتی پیدائش کو دیکھ کر خدا یا خدا کا بیٹا یقین کرنے لگے تھے۔ آپ کے ماننے والوں میں صرف بارہ حواری ایسے تھے جو آپ کے منصب نبوت سے آگاہ تھے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قابل اعتماد حواری تھے جو دوسروں سے زیادہ دانا اور ایماندار تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہ حواری مختلف شہروں میں جاتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان وفادار حواریوں میں سے ایک حواری برناباس بھی تھا۔ برناباس قبرص کا ایک باشندہ تھا جو پہلے یہودی تھا۔ اس کا یہودی نام جوزز (joses) تھا۔ بعد میں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آخر وقت تک رہا۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی خوب اشاعت کی اور اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔ اس کے اس کردار کو دیکھ کر دوسرے حواری رشک کرتے اور اس کو برناباس کے لقب سے پکارتے جس کا معنیٰ ''نصیحت کا فرزند'' ہے۔

اسی زمانے میں ایک ساؤل نامی یہودی تھا۔ جو روم میں پیدا ہوا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے حواریوں کا دشمن تھا۔ اس کی دشمنی کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ کتاب اعمال میں ہے کہ ''اور ساؤل اس کے قتل پر راضی تھا۔ اسی دن کلیسا (چرچ) پر جو یروشلم میں تھی بڑا ظلم ہوا......اور ساؤل کلیسا کو اس طرح تباہ کرتا رہا کہ گھر گھس کر مردوں اور عورتوں کو

Marfat.com

گھسیٹ کر قید کراتا تھا۔ (ملاحظہ کیجئے، انجیل کی کتاب اعمال باب 8 آیت 1 تا 3)

دین مسیح کا یہ بدترین دشمن یہودی ساؤل کو ایک دن نہ جانے کیا سوجھی کہ یکایک اس نے عیسائی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور کہنے لگا کہ مجھے یسوع مسیح نظر آئے ہیں لہٰذا میں عیسائی ہو گیا ہوں۔ اس نے اپنا وضاحتی بیان اگرپا کے بادشاہ کے سامنے اس طرح پیش کیا۔

میں یہ سمجھتا تھا کہ یسوع ناصری کے نام کی طرح طرح سے مخالفت کرنا مجھ پر فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یروشلم میں ایسا ہی کیا...... اور جب وہ قتل کئے جاتے تھے تو میں یہی رائے دیتا تھا۔ انہیں سزا دلا دلا کر زبردستی ان سے کفر کہلواتا تھا اور ان کی مخالفت میں ایسا دیوانہ بنا کر غیر شہروں میں بھی جا کر انہیں ستاتا تھا۔ اے بادشاہ اسی حال میں جب میں دمشق جا رہا تھا تو دوپہر کے وقت راستے میں ایک نور آسمان سے میرے اور میرے ساتھیوں کے گرد چمکا تو ہم زمین پر گر پڑے اور میں نے یہ آواز سنی، اے ساؤل! تو مجھے کیوں ستاتا ہے ...... میں نے کہا اے خداوند تو کون ہے۔ خداوند نے فرمایا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ اٹھ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جا میں تجھ پر اس لئے ظاہر ہوا ہوں کہ تجھے ان باتوں کا گواہ بناؤں جن کی گواہی کے لئے تو نے مجھے دیکھا ہے...... میں تجھے اس امت اور غیر قوموں سے بچاتا رہوں گا...... تو ان کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا (تعالیٰ) کی طرف رجوع کریں اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدس میں شریک ہو کر میراث پائیں۔

(ملاحظہ کیجئے، انجیل کتاب اعمال، باب 26 آیات 9 تا 19)

اس وضاحتی بیان کے بعد ساؤل نے اپنا نام بدل کر پولس رسول رکھ لیا عربی زبان میں رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کو کہتے ہیں۔

اس نے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفادار حواری برنباس کو اعتماد میں لیا

Marfat.com

اور اپنے عیسائی ہونے کا مکمل یقین دلایا۔ برنباس اسے دیگر حواریوں میں یروشلم لے گیا اور اس کے عیسائی ہونے کی تصدیق فرمائی اور حواریوں کو یقین دلایا کہ پولس رسول اب حواری ہو گیا ہے۔ اس حقیقت کو انجیل کی کتاب اعمال میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اس (پولس) نے یروشلم پہنچ کر شاگردوں میں مل جانے کی کوشش کی اور سب اس سے ڈرنے لگے کیونکہ ان کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ بھی شاگرد (حواری) ہے مگر برنباس نے اسے اپنے ساتھ رسولوں (حواریوں) کے پاس لے جا کر ان سے بیان کیا کہ اس نے اس طرح راہِ خدا کو دیکھا...... اس نے دمشق میں کس دلیری کے ساتھ یسوع کے نام کی منادی کی۔ (ملاحظہ کیجئے، انجیل کتاب اعمال، باب 9 آیات 26 تا 28)

اعتماد بحال ہونے کے بعد پولس اور برنباس انتہائی گہرے دوست ہو گئے۔ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے۔ پولس رسول حواریوں اور برنباس سے مل کر عیسائیت کی تبلیغ کرتا رہا۔ اور عیسائیوں میں قابل اعتماد اور عظیم حواری کے طور پر پہچانا جانے لگا۔ پولس اور برنباس ہر معاملے میں خوش اور شیر و شکر نظر آتے۔ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے برنباس اور پولس کو انطاکیہ کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجا اور اہل انطاکیہ کو ایک پیغام (خط) بھی بھیجا جس میں ان دونوں کا تعارف اس طرح کرایا گیا۔

یہ دونوں ایسے آدمی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں ہمارے یسوع مسیح کے نام نثار کر رکھی ہیں۔

اس پیغام سے بھی یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ پولس کی قدر و منزلت حواریوں کے درمیان قابل احترام ہو گئی تھی۔

پولس رسول بلا خوف و خطر عیسائیت کی تبلیغ میں مشغول تھا وہ اپنے بیانات و پیغامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں دیا کرتا۔ مثلاً ایک مرتبہ اس نے حضرت عیسیٰ

Marfat.com

علیہ السلام کی تبلیغ کے واقعات کرنتھیوں کے نام خط میں سنائے اور کرنتھیوں کو پیغام بھیجا۔

میں مسیح میں ایک شخص کو جانتا ہوں۔ چودہ برس ہوئے کہ وہ یکا یک تیسرے آسمان تک اٹھا لیا گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ بدن سمیت۔ نہ یہ معلوم کے بغیر بدن مجھے یہ معلوم نہیں۔ خدا کو معلوم ہے۔ یکا یک فردوس (جنت) میں پہنچ کر ایسی باتیں سنیں جو کہنے کی نہیں اور جن کا کہنا آدمی کو روا نہیں۔ (27۔ کرنتھیوں باب 2 آیت 3)

مذکورہ بالا خیالات کسی کمزور عقیدہ مسلمان کے نہیں ہیں بلکہ پولس رسول کے ہیں جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً چودہ سال بعد کرنتھیوں کو خط لکھ کر پیغام دیا۔ جس میں پولس رسول نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ مسیح علیہ السلام ایک انسان تھے جنہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ جسم کے ساتھ اٹھائے گئے یا بغیر جسم کے میں نہیں جانتا صرف خدا جانتا ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام نے جنت میں جا کر اللہ تعالیٰ کے ارشادات سنے۔ اس خط میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق ہے۔

کرنتھیوں کے نام ایک اور خط میں پولس رسول نے یہ پیغام دیا۔

ہمارے نزدیک تو خدا ایک ہی ہے یعنی باپ! جس کی طرف سے سب چیزیں ہیں اور ہم اسی کے لئے ہیں ایک ہی خداوند ہے یعنی یسوع مسیح جس کے وسیلے سے سب چیزیں موجود ہوئیں اور ہم بھی اسی کے وسیلے سے ہیں۔ (1 کرنتھیوں 6,5,8)

اس خط میں بھی پولس رسول نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں یہ واضح کیا ہے کہ خدا الگ ہے اور خداوند الگ ہے۔ خدا ایک ہے جو باپ ہے۔ جب کہ خداوند یعنی آقا اور استاد حضرت یسوع مسیح ہیں۔

تیمتھس کے نام جو خط پولس رسول نے بھیجا اس میں توحید کا درس دیتے ہوئے یہ

Marfat.com

پیغام دیا۔

وہ جو مبارک اور واحد حاکم ہے۔ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے۔ بقاء صرف اسی کو ہے اور وہ نور میں رہتا ہے۔ جس تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ نہ اسے کسی انسان نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ اس کی عزت اور سلطنت ابد تک ہے۔

(1، تیمتھس باب 6 آیات 16,15)

مذکورہ بالا بیان بھی کسی مسلمان کا نہیں بلکہ پولس رسول کا ہے جس نے اس حقیقت کو واشگاف الفاظ میں واضح کر دیا کہ بقاء صرف خدائے واحد کے لئے ہی ہے جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے جسے آج تک کسی انسان نے نہیں دیکھا۔ وہ ایک نور ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں۔ ابدی سلطنت و عزت صرف اسی کے لئے ہے۔

مذکورہ بالا تمام حقائق و دلائل سے یہ واضح ہو گیا کہ باوجود اناجیل میں تحریف ہونے کے وہ حقائق اب بھی موجود ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے اور خداوند قدوس کے واحد ہونے کے بارے میں ارشادات موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات بھی یہی تھی کہ ہم سب کا خدا ایک ہے جس نے مجھے دنیا میں بھیجا اور انہی تعلیمات کو پولس رسول نے اپنے خطوط کے ذریعے عام کیا جو آپ پڑھ چکے ہیں۔ پھر اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ پولس رسول اور برنباس کے درمیان شدید اختلافات ہو گئے اور یہ اختلافات اس شدت سے ہوئے کہ پھر دونوں کبھی ایک نہ ہوئے ۔ یہ اختلافات کیوں ہوئے ؟ آیئے اس اختلاف کو جاننے کے لئے اس کی اصل تہہ تک پہنچتے ہیں۔

حق کے متلاشی ان حقائق کو جان لینے کے بعد بلا تاخیر اس حقیقت کا باآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تین خداؤں کا عقیدہ اللہ اور اس کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بتایا ہوا ہر گز نہیں ہے بلکہ صدیاں گزرنے کے بعد پولس یہودی کے بچھائے ہوئے جال کے مطابق 322ء

Marfat.com

میں منعقد ہونے والی نیقیا کی کونسل 451ء میں ہونے والی کالسڈان کی کونسل اور 680ء میں ہونے والی قسطنطنیہ کی کونسل میں انسانوں کا گھڑا ہوا عقیدہ ہے اور انسانوں کے اس گھڑے ہوئے عقیدہ پر پوری عیسائی برادری کو ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے حق کے متلاشی اپنے ضمیر کی آواز پر فیصلہ کریں کہ جس عقیدہ کی بنیاد انسان کی اپنی رکھی ہوئی ہو، کیا ایسے نام نہاد خود ساختہ دین کو دین الٰہی کہا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

تیسری صدی کے بعد ہونے والے ان کونسلوں کے جاہلانہ فیصلوں اور یہودی سازشوں سے عیسائی فرقوں میں بٹتے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کی تعلیمات کو بدل دیا گیا نئے نظریات اور خود ساختہ عقائد عیسائی قوم میں رائج کردیئے گئے۔ موجودہ عیسائی حقیقی عیسائی نہیں بلکہ نام نہاد عیسائی ہیں جو یہودی سازشوں کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ اپنی اصل گنوا چکے ہیں لہٰذا اب ان کے مذہب کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں۔ آئے دن نئے نئے نظریات اور فرقے جنم لیتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عیسائیوں میں جس قدر فرقے بن چکے ہیں کسی اور مذہب میں اتنے فرقے نہیں چند عیسائی فرقوں کے نام اور ان کے عقائد آپ کی معلومات کے لئے درج کئے جاتے ہیں۔

1)...... پولسی فرقہ:

یہ فرقہ پانچویں صدی عیسوی میں نمودار ہوا اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں فرشتہ ہے۔ اس فرقے کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ وہ کنواری مریم کے پیٹ سے انسانی شکل میں پیدا ہوئے۔ یہ فرقہ ایشیائے کوچک اور آرمینیا کے علاقوں میں پھیلا۔

(ملاحظہ کیجئے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، جلد 17 صفحہ 397)

2)...... ابیونی فرقہ:

اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سولی پر چڑھ کر سب کا کفارہ ادا کیا۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، جلد 7 صفحہ 818)

Marfat.com

3)...... بربرانیہ فرقہ :

یہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کی والدہ حضرت مریم کو خدا مانتا ہے۔

4)...... مرتیون فرقہ :

اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تین ہیں، نیک، بداور متوسط (درمیانی)۔

5)...... ناصری فرقہ :

اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دی گئی بلکہ انہوں نے گائے کے گوشت کے پرندے بنائے اوران میں اپنی روح پھونکی اوراڑ گئے۔

6)...... یوئی فرقہ :

اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سولی ہوئی اور نہ ہی وہ زندہ سلامت آسمان پر گئے۔

7)...... ہلیوس فرقہ :

اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کی ذات کا ایک جز جدا ہوکر عیسیٰ علیہ السلام میں شامل ہوگیا۔اوردوسرا اجزا الگ ہوکرروح القدس بن گیا۔

8)...... نسطوری فرقہ :

اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا بھی تھے اور انسان بھی ان کی ذات میں دو شخصیتیں جمع تھیں۔

9)...... وحدت الارادی فرقہ :

اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا تھا جو اپنی الوہیت اور انسانیت دونوں میں یکساں کامل تھا۔

Marfat.com

10)......یعقوبی فرقہ:

اس فرقہ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک شخصیت اور ایک حقیقت ہے وہ خدا تھے۔بس خدا تھے۔مگر انسانی لباس میں نظر آتے تھے۔

11)......رومن کیتھولک فرقہ:

یہ فرقہ حضرت مریم کی پوجا کرتا ہے۔پادری کو گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔

ان کے علاوہ بھی اور بہت سے فرقے ہیں، مثلاً سورمن فرقہ، موئٹانسی فرقہ، ارسیو فرقہ، ہالنیڈی فرقہ، پالی فرقہ، اگسٹائی فرقہ، افلاطونی فرقہ، ارجن فرقہ، تاتبا فرقہ، ارتمن فرقہ، پروٹسٹنٹ فرقہ، یونانی فرقہ، ماجوجی فرقہ، مارونیہ فرقہ، یعقولی فرقہ، پلیگوس فرقہ، ریوسی فرقہ، لنگوبروی فرقہ، یوٹیکس فرقہ یہ سب فرقے عیسائی ہونے کے دعویدار ہیں اور ایک دوسرے فرقے سے مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ذرا سوچیں کہ جس نام نہاد عیسائی مذہب میں اس قدر فرقے اور فرسودہ اعتقاد ہوں اور جو اپنے بنیادی عقائد ہی میں ایک دوسرے سے جدا جدا ہوں ایسے نام نہاد عیسائیوں کا آج اسلام جیسے مضبوط اور پائیدار مذہب پر اعتراض کرنا جہالت کا منہ بولتا ثبوت نہیں تو پھر اور کیا ہے، مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں کوئی اختلاف نہیں ۔مسلمانوں کے عقائد کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے ۔اللہ پر ایمان ، انبیاء پر ایمان ،فرشتوں پر ایمان، آسمانی کتابوں پر ایمان اور یوم آخرت پر ایمان۔

مذکورہ بالا پانچ بنیادی عقائد میں سے کسی ایک کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے وہ مسلمان ہرگز نہیں بلکہ کافر ہے جس کا اسلامی برادری سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک اربوں مسلمان اسی بنیادی عقیدہ پر قائم رہے، بنیادی عقائد پر کسی مسلمان کا اختلاف نہیں البتہ بعض مسائل پر مسلمانوں کے اختلاف ضرور ہیں جو فروعی اختلاف کہلاتے ہیں۔مثلاً مسلمان چار اماموں کی تقلید کرتے ہیں۔امام اعظم ابوحنیفہ، امام

Marfat.com

شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل، یہ چاروں فقہ اور اسلامی مسائل کے امام ہیں جنہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت سے مسائل حل کئے جس سے آج دنیائے اسلام فائدہ اُٹھا رہی ہے۔

مسائل کے حل میں بعض معاملات میں اختلاف بھی ان اماموں میں ہوئے۔ یہ اختلاف بنیادی اختلاف نہیں تھے۔ مثلاً کسی امام نے یہ نہیں کہا کہ خدا دو ہیں، یا محمد ﷺ نعوذ باللہ آخری نبی نہیں ہیں یا قرآن کے کسی حصّے کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں یا فرشتوں کا وجود نہیں یا قیامت کا کوئی دن نہیں۔ فقہ کے چاروں اماموں میں جتنے اختلاف ہیں وہ فروعی ہیں، بنیادی ہرگز نہیں۔ چاروں امام حق ہیں جو کسی نہ کسی طرح اسلامی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں۔

چاروں اماموں میں اگرچہ مسائل پر اختلاف ہیں مگر جب ایک امام دوسرے امام کا تذکرہ کرتا ہے تو بڑے احترام اور ادب سے کرتا ہے۔ مسائل میں اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اسلام چونکہ ساری دنیا اور ہر زمانے کے لئے ہے اور جب کہ دنیا میں مختلف مزاج کے لوگ رہتے ہیں۔ اس لئے اسلام کے اندر ایک ایسی لچک بھی ہوتی کہ ہر خصلت ومزاج اور فطرت وعادت کے لوگ اسلام کے وسیع دائرہ میں اپنے لئے جگہ بنا سکیں۔ جس طرح یہ کائنات چار عناصر، آگ، پانی، ہوا اور مٹی کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح انسان کے مزاج بھی چار ہیں لوگوں کے لئے سمت کا تعین کرنے کے لئے راستے بھی چار ہیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے مزاج اور پسند کے مطابق کوئی نہ کوئی راستہ اختیار کر سکے اسی لئے اسلام میں فقہی مسائل کے راستے بھی چار ہیں جن میں کسی ایک پر بھی عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے، اسی طرح طریقت کے سلاسل قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی بھی چار ہیں۔ چاروں اماموں کے اختلاف فروعی ہیں۔ ہر امام پیغمبر اسلام کے کسی نہ کسی فرمان پر عمل کر رہا ہے کیا عیسائی برادری کے پاس اس کا کوئی جواب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

Marfat.com

کس حکم اور فرمان پر عمل کر رہے ہیں؟ ان میں پائے جانے والے نظریات اور زندگی گزارنے کے تمام معاملات خودساختہ اور گھڑے ہوئے ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ ں کے دشمن یہودیوں کے ایجاد کردہ ہیں۔ اسلام فرقہ پرستی کی مذمت کرتا ہے۔ البتہ اسلام میں چند فرقے ایسے ضرور ہوئے ہیں جو انبیاء کرام، صحابہ کرام، اولیاء کرام کی گستاخیاں کرنے کی بنا پر دین سے بے دین ہوئے۔ ان کے گستاخانہ عقائد سے اہل اسلام کا کوئی تعلق نہیں اور یہ گستاخ اور بے ادب فرقے بھی یہودیوں اور عیسائیوں کے پیدا کردہ ہیں۔ ان حقائق کو جاننے کے لئے، محترم نجم مصطفائی صاحب کی تحریر کردہ تصنیف ''منزل کی تلاش'' بہت زیادہ مفید ثابت ہوگی۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک بہت سے نبی بنی اسرائیل میں آئے۔ لیکن جس عظیم نبی کا شہرہ ہزاروں لاکھوں سال قبل ہی آفاق عالم میں برپا ہو چکا تھا اور جن کا چرچا ہر نبی اپنی قوم میں کرتے آئے وہ پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نہیں۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہ بشارت دی تھی کہ اللہ مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا وہ جو کچھ کہے تم اس کی سننا۔ مگر یہودیوں نے واضح نشانیوں کے باوجود حقیقت کا انکار کیا۔ لیکن عیسائی قوم کے پادری حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قول سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد لیتے ہیں۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ موجودہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا نبی تسلیم کرتے ہیں۔ جب نبی تسلیم کرلیا تو پھر تین خداؤں کا عقیدہ کہاں جائے گا۔ ظاہر ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں تو پھر یہودی پولس کا گھڑا ہوا وہ عقیدہ جو 322ء میں شاہِ روم قسطنطنیہ کے زمانے میں نیقیاء کی کونسل میں منظور ہوا تھا اس کا کیا بنے گا۔ اب عیسائی قوم جواب دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تین خداؤں کا عقیدہ درست

Marfat.com

ہے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا ماننے کا قول بھی درست اور تین خدا ہونا بھی درست ہے تو پھر انہیں تین خداؤں کا نہیں چار خدا کا قائل ہونا پڑے گا۔ ظاہر ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں تو خدا کا بھائی موسیٰ بھی خدا ہوا۔ اس طرح حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی ملانا ہوگا پھر ان کے والد کا کیا بنے گا وہ بھی تو آخر ان کے والد ہیں اس طرح یہ فہرست طویل ہوتی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے لئے تھی اور یہی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دیتے رہے۔

یوحنا کی انجیل میں:......

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

میں تم سے سچ کہتا ہوں میری جان تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ (یوحنا، باب 16 آیات 13 تا 16)

مذکورہ بالا عبارت میں "مددگار" کا لفظ آیا ہے۔ مسیحی علماء یوحنا کی انجیل میں لفظ مددگار سے مراد "روح القدس" لیتے ہیں۔ جب کہ روح القدس کو عیسائی معبود مانتے ہیں عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق روح القدس قدیم، غیر مخلوق، قادر مطلق ہے۔ کوئی کمال ایسا نہیں جو روح القدس کو حاصل نہ ہو۔ اس کے جس قدر کمالات ہیں اس میں از خود سب موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ بالا قول میں مددگار سے مراد روح القدس ہرگز نہیں بلکہ مددگار سے مراد حضور اکرم ﷺ ہیں۔ مذکورہ بالا ارشاد سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ آپ حواریوں سے فرما رہے ہیں کہ تمہیں فائدہ اس وقت ہوگا جب میں یہاں سے چلا جاؤں گا آسمان پر

Marfat.com

اور میرے جانے کے بعد وہ تشریف لائیں گے۔ یہ واضح ارشاد پیغمبر اسلام ﷺ ہی کے لئے ہے کیونکہ آپ ہی کی تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد ہوئی ہے۔ قرآن مجید نے انجیل کی اس بشارت کی گواہی اس طرح دی ہے۔

واذقال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد. (سورہ صف)

ترجمہ: یاد کرو کہ جب عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہارے طرف، میں تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی توراۃ اور میں خوش خبری سناتا ہوں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا اسم گرامی احمد ہوگا۔

قرآن مجید کی اس آیت سے واضح ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد آنے والی ہستی احمد مجتبیٰ کی ہوگی۔

عیسائی عقائد کی روشنی میں اگر مددگار کے معنیٰ روح القدس لیا جائے تو اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ ان کا معبود روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد ہی پیدا ہوگا اور جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں جائیں گے ان کا خدا پیدا نہیں ہوگا۔ اور ان کو فیض حاصل نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذکورہ بالا ارشاد روح القدس کے لئے نہیں بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول کی تصدیق قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ قرآن میں جا بجا حضور ﷺ کو امت کا مددگار، ناصر کہا گیا ہے قرآن مجید میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا. (سورہ نساء 75)

ترجمہ: اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔ اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی دعا کو قبول فرمایا اور

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ کو ان کا مددگار بنا کر بھیجا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوحنا کی انجیل میں ارشاد فرماتے ہیں:

اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے برے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔

(یوحنا کی انجیل، باب 16 آیات 13.16)

یہ بشارت بھی پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے نص قطعی کا درجہ رکھتی ہے۔ کیونکہ آپ ہی وہ عظیم ہستی ہیں جو عالمگیر نبی ہیں اور جس کی نبوت عالمگیر ہو وہی دنیا کو گناہوں پر ملامت کرسکتا ہے آپ کے علاوہ کوئی نبی عالمگیر نہیں حضور اکرم ﷺ ہی نے ساری دنیا کی عالمی برادری کو گناہوں پر ملامت کیا بالخصوص یہودیوں کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے تھے ان کی ایسی ملامت کی کہ جس پر کوئی متعصب ذہن رکھنے والا ہی شک کرسکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوحنا کی انجیل میں ارشاد فرماتے ہیں:

وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔

(یوحنا کی انجیل باب 16 آیات 13.16)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ بشارت بھی پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے ہے اس ارشاد میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ آنے والا پیغمبر اس شان کا ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا ان کا کہنا تو وہی ہوگا جو حکم الٰہی ہوگا۔ یعنی جو وہ حق سے سنے گا وہی لوگوں سے کہے گا۔ وحی الٰہی کے علاوہ کوئی بات وہ خود سے نہیں کہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول کی تصدیق قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ. (سورہ نجم: 4)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو نہیں کی جاتی ہے۔

Marfat.com

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا :

ان اتبع الا ما یوحی الی. (سورہ یونس آیت 15)

میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جس کی وحی میری طرف کی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا آیت سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کی تصدیق ہوجاتی ہے کہ وہ مقدس نبی جو اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا وہ مقدس نبی حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔

یوحنا کی انجیل میں:......

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی آمد بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ (یوحنا کی انجیل باب 116 آیت 16.....13)

یوحنا کی انجیل کی مذکورہ بالا بشارت بھی پیغمبر اسلام ﷺ ہی پر صادق آتی ہے۔ اس میں واضح اشارہ موجود ہے کہ آنے والا نبی وہ ہوگا جو تمہیں مستقبل کی یعنی غیب کی خبریں بتائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس فرمان کی تصدیق قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ کے ایسے فرمان موجود ہیں جو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے غیبی علم پر دلالت کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر حضور اکرم ﷺ کے غیبی علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما ہو علی الغیب بضنین. (سورۃ التکویر، آیت 24)

ترجمہ: یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اس آیت میں ظاہر کیا گیا ہے کہ پیغمبر اسلام غیب بتانے میں سخی ہیں اور لوگوں کو پوشیدہ اور مستقبل کی خبریں بتاتے ہیں۔

صحابی رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور ہمیں ابتدائے خلق سے لے کر اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے تک سے

Marfat.com

آگاہ فرمادیا۔ (بخاری شریف، جلد اوّل صفحہ 453)

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوگیا کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو قیامت تک ہونے والے مستقبل کے حالات سے آگاہ فرمادیا۔

الغرض کہ تمام دلائل کے بعد یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ عیسائی مذہب کے عقائد ونظریات مکڑی کے جال سے بھی زیادہ کمزور ہیں اور ساتھ ہی یہ بات بھی آئینے کی طرح صاف ہوگئی کہ مذہبِ اسلام جو کہ دینِ مصطفیٰ ﷺ کہلاتا ہے حق مذہب ہے جس کے تمام قوائد اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ہیں۔

بغض وحسد کو دور کر کے ذرا سوچیں کہ کیا اَب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ سچائی کو تسلیم کرلیا جائے۔

Marfat.com

ہندومت

اس مذہب پر گفتگو کرنے میں ایک شخص کو سب سے پہلے یہ مشکل پیش آتی ہے کہ وہ کس چیز کو ہندو مذہب قرار دے۔ ہندویت ان معنوں میں کوئی مذہب ہی نہیں ہے جن میں عموماً یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ مذہب کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ایک مرکزی عقیدہ ہو جس پر اس کی نبیاد رکھی گئی ہو۔ مگر ہندو مذہب میں ہم کو ایسا کوئی مرکزی عقیدہ نہیں ملتا۔ مختلف طبقے اور گروہ جن کے عقائد، شعائر، عبادات اور کتب دینیہ ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں اس میں شامل ہیں اور سب کے سب ہندو کہلاتے ہیں اس لئے جب ہم کسی مسئلے میں ہندو مذہب کا فتویٰ طلب کرتے ہیں تو ہمیں یہ فیصلہ کرنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے کہ اس کے مختلف مذاہب میں سے کس کو خطاب کریں۔

تاہم اس مشکل کو ہندوؤں کے جدید مذہبی میلان نے ایک حد تک آسان کر دیا ہے۔ گو مذاہب و مسالک کا اختلاف اب بھی باقی ہے لیکن چند مخصوص کتابوں پر اپنی مذہبی عقیدت کو مرکوز کرنے کی طرف ہندوؤں کا میلان بڑھتا جارہا ہے اور ان کی ایک بڑی اکثریت نے ان کتابوں کو اپنے دین کی اساس و بنیاد کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ یہ کتابیں تین ہیں، چار وید، گیتا اور منوسمرتی۔ اس سے پہلے کہ ہم ہندومت کی جزئیات کا مطالعہ کریں ہم یہ دیکھ لیں کہ "ہندو" کسے کہتے ہیں۔

ہندو کا لفظ سنسکرت کی قدیم کتابوں میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ انڈس (Indus) یا سندھو (سندھ) سے نکلا ہے اور مسلمان اس لفظ کو ان لوگوں کے لئے استعمال کرتے تھے جو دریائے سندھ کے مشرق میں رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ لفظ ہندوستان کے باشندہ کا مفہوم دینے لگا۔

Marfat.com

ہندو کے معنی فارسی اور دوسری زبانوں میں رہزن کے ہیں۔ عام طور پر ہندوستان کے لوگ کانوں میں چھوٹی چھوٹی بالیاں پہنا کرتے تھے۔ جب دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے مسلمانوں نے ان کو دیکھا تو خیال پیدا ہوا کہ یہ سب غلام ہیں کیونکہ بالیاں ان کے اپنے ملکوں میں امتیاز کے طور پر غلاموں کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ انہوں نے ان کو غلام یا ہندو کہنا شروع کر دیا۔

ہندو کے لفظ کا ایک اور مطلب بھی نکلتا ہے۔ یعنی کالے رنگ والے۔ بھارتی لوگ عام طور پر سیاہ فام ہوتے ہیں۔ پس ان کا نام ہندو چلتا آرہا ہے لیکن اب وہ بھارت کے تعلق سے خود کو بھارتی کہتے ہیں۔

ہندومت کی تعریف :......

ہندومت کسی متعین شے کا نام نہیں ہے نہ کوئی ایسی مقدس کتاب ہے جسے تمام ہندو فرقے اپنے مذہب کا منبع ماخذ مانتے ہوں۔ نہ کوئی ایسا مذہبی پیشوا ہے جسے سارے ہندو سند یا اتھارٹی مانتے ہوں۔ جوہن کلارک آرچر اپنی کتاب دی گریٹ ریلیجس آف دی ماڈرن ورلڈ میں لکھتا ہے:

''ہندومت کا کوئی بانی نہیں ہے، جس نے کوئی بنیادی پیغام دیا ہو زرتشت، عیسیٰ (علیہ السلام) اور محمد (ﷺ) کی طرح کا کوئی رہنما ان میں نہیں ہے۔ ہندوؤں کے یہاں کنفیوشس کی طرح کا بھی کوئی شخص نہیں ہے جو طول طویل موروثی روایات کو پوری طرح مرتب کر دینے والا ہو۔ سیدھی اور سچی بات یہ ہے کہ ان کے یہاں ایسی شخصیتیں نہیں ہیں جیسے جینیوں کے یہاں مہاویر، بدھوں کے گوتم اور سکھوں کے یہاں نانک۔ ایک مفہوم میں ہندومت کا بانی ایک انبوہ ہے جس کی شخصیتیں تاریکی میں ہیں۔

Marfat.com

کسی کو یہ خیال گذرے کہ ہندومت کے متعلق یہ تو ایک غیر ہندو کی رائے ہے آیئے ہم ہندو مشاہیر کی آراء کا مطالعہ کریں۔

1)...... بنارس ہندو یونیورسٹی کی کورٹ کونسل اور سینٹ ممبر، مسٹر گورنداس اپنی کتاب ''ہندوازم'' میں لکھتا ہے:

''اگرچہ سب سے پہلے اس امر کا متعین کر لینا نہایت ضروری ہے کہ ہندومت کسے کہتے ہیں اور اس کا ماخذ کیا ہے؟ لیکن جنہوں نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس کا جواب کس قدر مایوس کن ہے۔ ہندو دھرم کی کوئی تعریف (Definition) ممکن نہیں۔ اس لئے کہ اس کے حدود ہی متعین نہیں۔ یہ باب دراصل علم الانسان سے متعلق تھا جسے بدقسمتی سے مذہب کا نام دے دیا گیا۔ ویدوں سے شروع ہو کر اور چند ایک قبائل کے رسم و رواج کو اپنے آغوش میں لے کر یہ آگے بڑھا اور ایک برف کے گولے کی طرح مختلف زمانوں میں لڑھکتے لڑھکتے اپنے حجم میں بڑھتا چلا گیا اور جس جس قوم اور قبیلہ سے یہ متمسک ہوا اس کے رسوم اور تخیلات کو اپنے اندر جذب کرتا گیا حتیٰ کہ اس وقت تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ مذہب محیط کل، ہمہ گیر ہر ایک کو اپنے اندر جذب کر لینے والا، سب کچھ برداشت کر لینے والا، ہر ایک کو (اپنی اپنی جگہ) مطمئن رکھنے والا اور ہر ایک کے ارشاد کی تعمیل کرنے والا واقعہ ہوا ہے۔''

2)...... پنڈت جواہر لال نہرو رقمطراز ہے:

ہندومت ایک عقیدہ و مذہب کی حیثیت سے مبہم غیر مرتب اور بہت سے پہلو رکھنے والا ہے وہ تمام انسانوں کے لئے سب طرح کی چیز ہے اس کی تعریف بیان کرنا یا مذہب کے عام مفہوم کے اعتبار سے متعین طور پر یہ کہنا کہ یہ مذہب ہے یا نہیں مشکل ہی سے ممکن ہے وہ

Marfat.com

اپنی موجودہ شکل میں اور ماضی میں بھی بہت سے معتقدات، اعمال پر مشتمل ہے۔ بلند ترین سے لے کر پست ترین تک بسا اوقات ایک دوسرے سے متصادم ومتضاد ہیں۔

ہندومت کے بنیادی اُصول:.......

سوامی ودیکانند کے مطابق ہندومت کے بنیادی اُصول یہ ہیں۔

1 :......ویدوں پر ایمان رکھنا انہیں ابدی وازلی اور فائنل اتھارٹی تسلیم کرنا۔

2 :......خدا پر ایمان رکھنا۔

3 :......آواگون پر یقین رکھنا۔

یہ تینوں تصورات یقیناً بنیادی ہیں اور ان کا ہندومت میں وہی مقام ہونا چاہیے جو اسلام میں توحید، رسالت اور آخرت کا ہے۔ لیکن کیا یہ اساسات مختلف ہندو فرقوں کے مابین مشترک بھی ہیں؟ پہلے اصول کو لیجئے یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ماضی میں بھی بہت سے فرقے ویدوں کے تقدس اور ان کے مستند ہونے کے منکر رہے ہیں اور آج بھی کئی ایسے فرقے موجود ہیں۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن (Religion of Society) میں تحریر کرتا ہے:

''کہ دھرم کے ماخذ یہ ہیں سرتی یا وید---- سرتی میں وید اور تنتر دونوں شامل ہیں کیونکہ ہندومت کے کچھ فرقوں کے افراد کے نزدیک وید مذہبی سند کا ماخذ نہیں ہے۔''

اور یہ سب ہی جانتے ہیں کہ جینی نہ وید کو مقدس مذہبی کتاب تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہندوؤں کی اور کسی مذہبی کتاب کو۔ ان کی کتابیں ان کے دیوتا ان کے مذہبی پیشوا۔ ان کی دیومالا سب ہندوؤں سے الگ ہیں۔ وہ ویدوں کے کھلے منکر ہیں۔ یہی حال بدھوں کا ہے وہ بھی ویدوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ سوامی ودیکانند اپنے ایک لیکچر (Hinduism of the

Marfat.com

(Vedas) ''ویدوں کا ہندومت'' میں لکھتا ہے:

''یہی حال سکھوں کا ہے۔ ان کی مقدس کتاب گروگرنتھ صاحب ہے نہ کہ وید۔''

ڈاکٹر تاراچند ہندوستان کا معروف مورخ ہے۔ وہ اپنی مشہور تصنیف (Infuence of Islam on Indian Culture) میں ایک فرقہ سدھار کا اس طرح بیان کرتا ہے۔ ''وہ ویدوں، شاستروں اور بت پرستانہ اعمال کو بے مصرف خیال کرتے ہیں۔''

ڈاکٹر رادھا کرشنن بتلاتا ہے:

''ویدک آرین کے یہاں نہ مندر تھے اور نہ وہ بت بناتے تھے۔ دراوڑین تہذیب نے بت پرستی کو ترقی دی اور یگیہ کے بجائے پوجا پر زور دیا۔''

لیکن آج کل مورتی پوجا، مندر اور اوتار کا عقیدہ یہ تینوں چیزیں ہندومت کی جان ہیں اور جاہل عوام ہی نہیں سوامی ودیکانند، سوامی رام تیرتھ، آروبندو گھوش اور ڈاکٹر رادھا کرشنن جیسے ہندومت کے محقق و فلسفی اور گاندھی جیسے ہوش مند افراد ان چیزوں کی مدافعت و حمایت کرتے نظر آتے ہیں۔

اب دوسرے اصول کو لیجئے۔ سوامی ودیکانند کے بقول خدا پر ایمان وہ دوسری اساس ہے جس پر تمام ہندو فرقے متفق ہیں۔ لیکن کیا اس بنیاد پر ہندو فرقے متفق ہیں؟

ہندومت اور ہندوؤں کی تاریخ سے باخبر ہر شخص جانتا ہے کہ خدا پر ایمان رکھنے یا نہ رکھنے کے سلسلے میں ہندوؤں میں قدیم ترین زمانے سے دو گروہ رہے ہیں۔ آستک (خدا پرست) اور ناستک (خدا کے منکر) اور جس طرح آستک گروہ میں متعدد فرقے ہوئے ہیں اسی طرح ناستک گروہ میں بھی متعدد فرقے ہوئے ہیں۔ گاندھی کے یہ الفاظ ہیں:

''خدا پر ایمان نہ رکھتے ہوئے بھی ایک شخص خود کو ہندو کہہ سکتا ہے۔''

ڈاکٹر رادھا کرشنن بھی یہی کہتا ہے:

Marfat.com

''ہندو اپنی جماعت میں ملحدین کا بھی خیر مقدم کرتا ہے۔''

ایک اور چیز کس طرح ہندو جس کی پوری عمارت یا فکر کا مرکز خدا ہے۔ بدھ مت پر اعتقاد رکھ سکتا ہے۔ حالانکہ وہ لاادریت کا قائل ہے۔ یا جین مت کو مان سکتا ہے جب کہ وہ خدا کا منکر ہے۔ جواب یہ ہے کہ بدھ یا جینی خدا پر انحصار نہیں رکھتے لیکن ان کے مذہب کا پورا زور اسی چیز کی طرف ہے جو ہر ایک مذہب کی عظیم مرکزی سچائی ہے۔ یعنی انسان کو ترقی دے کر خدا بنا دینا۔

سوامی کی یہ توجیہ کتنی حسین ہے لیکن اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ خدا پر ایمان لانا ہندو بننے کی لازمی شرط نہیں ہے اور نہ تمام ہندو فرقے اس بنیاد پر متفق ہیں۔

اب تیسری بنیاد کو لیجئے اور وہ ہے اواگون پر ایمان۔ یقیناً یہ ایک ایسی بنیاد ہے جو اکثر و بیشتر ہندو فرقوں میں مشترک ہے لیکن سب فرقوں میں نہیں۔ بدھ مت کے مشہور محقق کوشمبی نے ''بھگوان بدھ'' میں ایسے فرقوں کا ذکر کیا ہے جو گوتم بدھ سے قبل یا ان کے معاصر تھے اور اواگوان کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ ڈاکٹر تاراچند نے بھی دو ایسے فرقوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک لنگایت جس نے ڈاکٹر کی صراحت کے مطابق بارہویں صدی عیسوی سے زور پکڑا اور جو آج بھی کنٹری اور تلگو میں پایا جاتا ہے۔ اور آبادی کا ایک تہائی حصہ ہے۔ یہ فرقہ:

''تناسخ یا روحوں کے اواگون پر یقین نہیں رکھتا۔''

دوسرا فرقہ ہے سدھار۔ اس فرقے کے بارے میں ڈاکٹر تاراچند وضاحت کرتے ہیں کہ وہ ویدوں ہی کا نہیں آواگون کا بھی منکر تھا۔

''کبیر نے صرف یہ کہ کبیر پنتھی فرقے کا بانی تھا بلکہ ہندو مصلحین کو متاثر کیا اور ہندوستان میں ایک نئی طرح ڈالی جس کی گونج صدیوں تک سنی جاتی رہی۔ ہندومت کا یہ مصلح اواگون پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ ڈاکٹر تاراچند کہتا ہے:

''یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ وہ آواگون کے نظریئے سے کس درجہ وابستہ تھے۔ بہت سی عبارتیں ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کی تردید کی ہے۔ مثلاً روح ایک مہمان ہے جو دوبارہ نہیں آئے گا۔ آدمی کی حیثیت سے پیدائش کا حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ یہ دوبارہ واقع نہیں ہوگی جب ایک پکا پھل گر جاتا ہے تو دوبارہ درخت پر نہیں لگ سکتا۔ نیز تمام لوگ اپنے بوجھ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔''

لیکن بات ان چند فرقوں ہی کی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آواگون کا نظریہ ویدوں میں موجود نہیں ہے اور نہ ویدک دور کے آریہ اس عقیدہ سے واقف تھے۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن (Indian Philosophy) ''ہندوستانی فلسفہ'' میں فرماتے ہیں:

''موت کے بعد زندگی کے سلسلے میں آریہ کوئی مخصوص عقیدہ نہیں رکھتے تھے۔ اگرچہ جنت اور دوزخ کے متعلق کچھ مبہم تصورات سے سوچنے والے دماغ بچ نہ سکتے تھے۔ آواگون کا نظریہ ابھی دور تھا۔''

یہ ویدک نظریہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہر آدمی کے تین جنم ہوتے ہیں۔ پہلا جنم ایک بچے کی حیثیت سے، دوسرا روحانی تعلیم کے ذریعہ اور تیسرا جنم موت کے بعد۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ویدک دور کے آریہ آواگون کے تصور سے ناواقف تھے۔ ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ویدک دھرم کی بنیاد آواگون کے اعتقاد پر نہ تھی اور نہ ویدک دور کے آریہ آواگون کا عقیدہ رکھتے تھے۔ بعض وجوہ سے جن کا ذکر ڈاکٹر رادھا کرشنن نے مذکورہ بالا کتاب میں کیا ہے یہ عقیدہ بعد میں پیدا ہوا اور اس نے مقبولیت عام حاصل کرلی۔ اب یا تو یہ کہیے کہ ویدک دھرم کا ہندومت سے کوئی علاقہ نہیں۔ ہندومت کا ویدوں سے کوئی تعلق نہیں اور ویدک عہد کے آریہ ہندو نہیں یا پھر آپ کو یہ ماننا پڑے گا کہ آواگون پر ایمان رکھنا ہندومت کی بنیاد نہیں اور یہ اصول تمام ہندو فرقوں میں متفق علیہ نہیں ہے۔

Marfat.com

مقبول عام ہندو مذہب (جدید ہندمت):.......

ہندومت کے جن مذہبی رجحانات کا اظہار مہابھارت اور رامائن کی رزمیہ نظموں (500ق۔م سے 400ء) ملتا ہے وہ پرانوں کے دور (400ء سے 1200ء) تک خوب برگ وبار لائے۔ عہد وسطی اور دور حاضر کے ہندو مذہب کی بنیاد درحقیقت انہی مذہبی رجحانات اور رسومات پر ہے جو رزمیہ نظموں کے زمانے سے ابھر کر پرانوں کے دور میں اپنے درجہ کمال کو پہنچے۔

پران کے ذریعے نئی ہندو دینیات کے لئے مستحکم بنیادیں فراہم کرنے کی کوشش ہے۔ قدیم اور جدید دونوں طرح کے ہندو دانشور اس بات پر متفق ہیں کہ روایتی اعتبار سے کسی بھی پران کے لئے پانچ عناصر بنیادی قرار دیئے گئے ہیں:

1)......ابتدائے آفرینش اور تخلیق عالم کا بیان۔

2)......طوفان نوح کے مماثل کلی تباہی، کائنات کی دوبارہ آبادی اور ادوار زمانہ کا بیان۔

3)......دیوتاؤں کی پوجا۔

4)......ادوار منو یا منونتراؤں کی تفصیل۔

5)......سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانوں کے حالات اور ان کے اخلاف کا بیان۔

لیکن موجودہ پرانوں میں ان اصولوں کی بہت کم پابندی نظر آتی ہے اور ان کا غالب رجحان مخصوص فرقوں کے عقائد کی ترجمانی معلوم ہوتا ہے۔

رزمیہ نظموں کے دور میں جو اہم دیوتا منظر عام پر ابھرا تھا ان میں برہما، وشنو اور شیو کے ساتھ ساتھ جو اکٹھا تری موزتی کے نام سے پکارے جاتے ہیں، ایک دیوی ماں، مخصوص اہمیت کی حامل تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ برہما کے علاوہ تری موزتی میں شامل دونوں

Marfat.com

دیوتاؤں وشنو اور شیو اور ان کے ساتھ دیوی ماں نے نئے ہندومت کے عظیم ترین دیوتاؤں کی حیثیت حاصل کر لی بلکہ ان میں سے ہر ایک کے نام پر ہندومت میں زبردست فرقے بن گئے۔ برہما البتہ کبھی عوام کے ذہنوں کو شیو اور وشنو کی طرح نہیں مسخر کر سکا اور اس لئے دھیرے دھیرے پس منظر میں چلا گیا۔ پرانوں کے دور اور عہد وسطیٰ کے ہندومت کی تاریخ درحقیقت انہیں دیوتاؤں سے وابستہ فرقوں کی نشوونما کی داستان ہے اور اسی لئے رزمیہ نظموں کے بعد برہمنی مت کے سلسلے سے ابھرنے والے مذہب کو نیا برہمنی مت یا ہندومت یا فرقہ بندیوں کا ہندومت کہا جا سکتا ہے۔

نئے ہندومت میں جس کے بنیادی رجحانات رزمیہ نظموں میں ہی ابھر رہے تھے اور قدیم برہمنی مت یا ویدک دھرم میں جو بین فرق تھا اس کی طرف ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں، اس سلسلے میں یہاں اتنا اور عرض کر دیں کہ ویدک رسومات میں قربانی جو مرکزی حیثیت حاصل تھی وہ نئے ہندومت میں بالکل ختم ہوگئی، بلکہ نئے ہندومت اور خاص طور سے وشنو مت میں ایک مذہبی رسم کی حیثیت سے قربانی کی مخالفت کا رجحان پایا جاتا ہے اور اس کی جگہ پوجا کو مرکزی مذہبی رسم کا درجہ حاصل ہوگیا۔ قربانی اور پوجا میں رسومات کے ظاہری اعمال کے ساتھ مذہبی تصورات، نیت اور رویے کا بھی زبردست فرق تھا۔ ویدک دھرم میں قربانی نے ایک میکانکی عمل کی حیثیت اختیار کر لی تھی جو اعلیٰ ترین مذہبی درجات کے حصول کی کنجی تھی۔ بس مذہب کے میدان میں قربانی سے اہم دوسری کوئی حقیقت نہیں رہ گئی تھی۔ دیوتا بھی قربانی کے بس میں یا دوسرے الفاظ میں قربانی کرنے والے کے بس میں سمجھے جاتے تھے۔ قربانی ایک ایسے مشینی عمل کی طرح تھی جس کو (برہمنوں کے ذریعے) صحیح ڈھنگ سے انجام دلوا کر کوئی بھی شخص خواہ وہ نیک ہو یا بد، دیوتاؤں پر عقیدہ رکھتا ہو یا ان سے بیزار ہو، اپنا مقصد حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے برخلاف پوجا کی بنیاد دیوتا سے ذاتی عقیدت

Marfat.com

اور محبت پر تھی۔ پوجا ایک شخص کی دیوتاؤں سے عقیدت (شردھا) اور تعلق کا مخصوص اعمال کے ذریعے اظہار کا نام تھا۔ پوجا میں کسی بھی دیوتا کی مورتی یا اس کی کسی اور علامت کے آگے نذر نیاز اور مروجہ اعمال کے ذریعے اس دیوتا کی عزت افزائی اور اپنی قدر و محبت کا اظہار شامل تھا۔ پوجا اپنے جذباتی اور ذاتی ہونے میں قربانی کے معروضی اور میکانکی عمل سے یکسر مختلف تھی۔ اس طرح نئے ہندومت میں دیوتاؤں سے براہ راست شخصی تعلق رکھنے کی خصوصیت کا اثر مذہبی تصورات کے ساتھ ساتھ طریق عبادت اور مذہبی رسومات پر بھی بہت گہرا پڑا تھا۔

ہندومت اس کے برخلاف ایک عوامی مذہب تھا۔ ہندو مذہب کے عقائد و رسومات سب اس طرح کے تھے جو عوام کی مذہبی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔ درحقیقت اگر برہمنی روایت کے پس منظر میں دیکھا جائے تو ایک عرصے (300 ق م سے 200 عیسوی) تک ہندوستان میں بدھ مت اور جین مت کے غلبے کے بعد ہندومت کا ارتقاء برہمنی مت کے عوامی رنگ اختیار کرنے کی کوشش تھی۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک طویل عرصے تک بدھ مت اور جین مت کے غلبے سے محصور رہنے اور عوام میں ان کی مقبولیت کے پیش نظر برہمنی مت یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ ہندوستان میں اس کی بقا اور نشو ونما ایک عوامی شکل اختیار کرنے پر ہی منحصر ہے۔ اس رجحان کے پیش نظر رامائن اور مہا بھارت میں اُبھرتے ہوئے عوامی عقائد و رسومات کی خود برہمن عالموں نے ہمت افزائی کی اور جہاں ایک طرف ان کو برہمنی مت کی تائید مہیا کر کے سند قبولیت عطا کی وہاں ان کی مزید نشو ونما اور ترقی میں بھر پور حصہ بھی لیا اس طرح ہندومت سے بڑی حد تک مختلف ہونے کے باوجود برہمنی مت کے وارث کی حیثیت سے ہی پھلا پھولا۔

Marfat.com

ہندو تہوار: ......

قدیم ہندوستان میں دو قسم کے تہوار منائے جاتے تھے۔ فصلی اور مذہبی بعض اوقات دونوں میں فرق کرنا مشکل تھا۔ بسنت، بیساکھی اور لوہڑی فصلی تہوار تھے۔ جو فصل بونے اور کاٹنے پر منائے جاتے تھے۔ ان تہواروں پر خوب کھیل کھیلتے تھے۔ جی بھر کر شراب پی جاتی اور جوا کھیلنے کی مجلسیں جمتی تھیں۔ ساون کی پانچویں کو ناگ پنچمی کا تہوار مناتے تھے۔ جو قدیم ناگ پوجا سے یادگار تھا۔ ہولی کا تہوار وسنتی دیوی کے اعزاز میں منایا جاتا تھا۔ شیوراتری ماگھ کی چاند کی چودھویں رات کو منایا جاتا تھا اور اس پر چوبیس گھنٹے کا برت رکھا جاتا تھا۔ چیت کی نویں کو برہمنوں کا تہوار ہوتا تھا۔ اس دن وشنو رام کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ اس دن صرف ایک دن کا کھانا کھاتے تھے۔ درگا دیوی کے اعزاز میں درگا پوجا کا تہوار منایا جاتا تھا۔ دسہرے کے تہوار پر رام کے بن باس، اس کے مصائب اور راون کی شکست کے واقعات کو ناٹک کی صورت میں دکھاتے تھے اور راون کا بہت بڑا پتلا بنا کر اسے آگ لگائی جاتی تھی۔ دیوالی کی رات کو چراغاں کیا جاتا تھا۔ اور مٹھائی تقسیم کی جاتی تھی۔ یہ تہوار اس دن سے یادگار ہے جب رام بن باس کاٹ کر فاتحانہ ایودھیا واپس لوٹے تھے۔

سحر وطلسمات: ......

ہندو معاشرے میں جادو کا بڑا رواج تھا۔ اتھروید میں سحر وطلسمات کے طریقے اور ٹونے ٹوٹکے درج کئے گئے ہیں۔ جادو کی رسوم میں بعض اوقات انسانی قربانی بھی دیتے تھے اور جانوروں کی ہڈیاں اکٹھی کر کے منتر پڑھتے تھے۔ کئی منتر مسانوں میں جا کر آدھی رات کے وقت کسی مردے کی کھوپڑی کو ہڈی سے بجا بجا کر پڑھے جاتے تھے۔ چوری کا پتہ لگانے، خفیہ خزانوں کا کھوج نکالنے، دشمنوں کو تباہ کرنے اور محبوبہ کے دل میں گھر کرنے کے

Marfat.com

منتر موجود تھے۔ گائے کا دودھ زیادہ کرنے ،نظر بد سے بچانے ،میاں بیوی میں پھوٹ ڈالنے، کاروبار میں ترقی کرنے اور مختلف امراض کا علاج کرنے کے ٹوٹکے تھے۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ شیو نے ایک لڑکے کو ایک جادو کا فقرہ سکھا دیا۔ ہراہ، ہرام، ہریم، ہروم۔ ایک دعوت پر اس لڑکے کو مدعو نہ کیا گیا تو اس نے یہ منتر پڑھ دیا۔ پھر کیا تھا جتنے کھانے تھے سب مینڈک بن بن کر مہمانوں کے آگے سے پھدک گئے۔ اور لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ جادوگروں کے طور طریقے عجیب وغریب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک جادوگر کچھی دیوی کی عبادت کرتا ہے تو مادر زاد برہنہ ہوتا ہے۔ لیکن رام کی پوجا کرتے وقت سارے کپڑے پہن لیتا ہے۔ سحر وطلسمات کی رسوم اس زمانے سے یادگار ہیں جب مذہب جادو سے الگ نہیں ہوا تھا۔ آج بھی ہندوستان میں مذہب کے دوش بدوش جادو کا بے پناہ اثر باقی ہے۔ بعض اوقات تو مذہبی رسوم اور جادو کی رسوم میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

لباس اور کھانا:......

جیسا کہ ایلورا اور اجنتا کے غاروں سے معلوم ہوتا ہے قدیم ہندو بے سیئے کپڑوں سے اپنا تن ڈھانپ لیتے تھے۔ دھوتی اور ساری اسی دور سے یادگار ہیں۔ سر پر پگڑی، پاؤں میں جوتے اور بدن پر سیئے ہوئے کپڑے پہننے کا رواج مسلمانوں کی آمد کے بعد عام ہوا۔ پاؤں میں لکڑی کی کھڑاؤں پہنتے تھے کیوں کہ وہ جانوروں کے چمڑے کی دباغت کو ناپسند کرتے تھے۔ عوام سر پاؤں سے ننگے پھرتے تھے۔ چولی مغل شہزادیوں کی ایجاد ہے۔ ان کی دیکھا دیکھی ہندو عورتیں اس کا استعمال کرنے لگیں۔ کھانا چوکے میں پکایا جاتا تھا جسے عورتیں گائے کے گوبر سے لیپ پوت لیتی تھیں۔ گائے کا پیشاب اور گوبر طہارت کے لئے استعمال میں آتا تھا۔ کھانا پیتل کی کٹوریوں یا پیپل کے پتوں پر رکھ کر کھاتے تھے۔ کھانا کھاتے وقت

Marfat.com

ایک دوسرے کو چھونا منع تھا۔

ہندو مذہب کے پیشواؤں کی رائے

ہندو دھرم اگرچہ اہل اسلام کے نزدیک آسمانی دین نہیں ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ ان میں بھی کوئی نبی آیا ہو۔ اور صدیاں گزرنے کے بعد گردش زمانہ کے سبب ان کے مذہب کی وہ شکل نہ رہی ہو جو پہلے تھی۔ فساد اور بگاڑ کے بعد موجودہ شکل اختیار کر گیا ہے۔ ہندو دھرم کی قدیمی کتابوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندو دھرم کے پیشوا بھی پیغمبر اسلام ﷺ کی شہادت دیتے آئے ہیں۔ مثلاً

مہادیو جی نے لکھا:......

کلنکی پران میں جس مرسل اور اوتار کا ذکر ہے وہ مخلوق سے نہیں ڈرے گا۔ نہایت شجاع اور عرفان والا ہوگا۔

رگوید نے لکھا:......

''رگوید'' منتر میں آپ کا نام احمد اور ''اتھروید'' میں محمد (ﷺ) لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے ہمیشہ کی بہشت چاہیے تو نام محمد (ﷺ) کا وظیفہ کرو۔

اسلام کے بارے میں غیر مسلم تجزیہ نگاروں کے خیالات اور دیگر حقائق کو جان لینے کے بعد عیسائی برادری، ہندو برادری اور تمام غیر مسلم اقوام کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ وہ ان دمکتے ہوئے دلائل پر غور کریں اور فیصلہ کریں کہ ان کی اخروی نجات اسلام سے وابستہ ہونے میں ہے یا نام نہاد انسانوں کے بنائے ہوئے خود ساختہ مذہبوں سے وابستہ ہونے میں ہے۔ اگر آپ کا ضمیر کسی پادری یا پنڈت کی مٹھی میں نہیں تو میں آپ کو پرخلوص جذبے کے ساتھ یہ دعوت دیتا ہوں کہ بغیر کسی تاخیر اور تامل کے اسلام قبول کر لیجئے یاد رکھئے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اے کتاب والو: اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ مسیح مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے۔ (سورہ نساء، 171)

قرآن مجید کی اسی آیت میں آگے ارشاد فرمایا:

اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو۔ (سورہ نساء 171)

جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ عیسائی کئی فرقوں میں بٹ چکے تھے ان میں کوئی فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تو کوئی خدا کا بیٹا کہتا اور کوئی تین خداؤں کا عقیدہ رکھتا، یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس۔ مذکورہ بالا آیات کریمہ میں اہل کتاب کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں من گھڑت عقیدہ نہ رکھیں اور انہیں خدا یا خدا کا بیٹا ہرگز نہ کہیں اور نہ ہی تین خداؤں کا عقیدہ رکھیں اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ قرآن مجید کی مذکورہ آیات سے بھی عیسائیوں کے من گھڑت عقیدے کی تردید ہوگئی۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰ (علیہ السلام) اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم کو پہنچایا تھا۔ مزید ارشاد فرمایا، اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، جلد 2 صفحہ 306 حدیث نمبر 656)

یاد رکھئے!

اسلام کے تمام اصول اور قوانین عقل سلیم اور عین فطرت کے مطابق ہیں۔ اس کا ہر

Marfat.com

قانون مدلل اور ہر حکم نہایت قوی محکم ہے جب کہ اس کے برعکس یہود و نصاریٰ و ہنود کے پاس نہ تو کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی۔ پوری دنیائے عیسائیت، عالم یہودیت اس وقت دنیوی اور خود ساختہ اصولوں پر چل رہی ہے جس کی انتہا تباہی کے سوا اور کچھ نہیں۔

اسلام ہی حق مذہب ہے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جس قدر آسمانی کتابیں اور صحیفے انبیاء کرام پر نازل ہوئے وہ یا تو کسی خاص قوم کے لئے ہوتے یا کسی خاص طبقے کی رہنمائی کے لئے ہوتے۔ ہمہ گیریت اور عالم گیریت ان میں نہ ہوتی مثلاً علماء فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی توریت کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ زندگی کے تمام شعبوں میں سے صرف قربانی اور قصاص کے احکام ہیں اس کے علاوہ توریت کی پانچوں کتابوں میں جنت، دوزخ، روز قیامت، اعمال کی سزا و جزا کا ذکر تک نہیں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب زبور میں صرف مناجات اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے۔ شریعت کے احکام کیا ہیں اس کا ذکر بالکل نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات پر ترتیب دی جانے والی اناجیل کو دیکھئے تو اس میں زیادہ تر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات اور معجزات کا ذکر ہے۔ غرض یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک جتنی آسمانی کتابیں نازل ہوئیں وہ ایسی جامع اور ہمہ گیر نہ تھیں کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں کی رہنما دنیا و آخرت کی فلاح کی کفیل اور ہر زمانے اور ہر ملک و قوم کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہوں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے سلسلے کو ختم کر دینے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر ایک ایسی جامع کتاب قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمائی جو سابقہ انبیاء کے ارشادات و تعلیمات کی بھی جامع ہے۔ قرآن مجید نبیوں کی شریعتوں کا

Marfat.com

خلاصہ اور لب لباب ہے تمام حکماء کی حکمتوں کا نچوڑ ہے۔ اسلام نے کوئی حکمت ایسی نہیں چھوڑی جس کی تعلیم نہ دی گئی ہو اس کے علاوہ اور بہت سے ایسے محاسن اور خوبیاں ہیں کہ جو کسی اور مذہب میں نہیں پائے جاتے، یہی وجہ ہے کہ اسلام کے بعد دنیا کو اب کسی اور دین کی حقیقتاً حاجت نہیں۔

دینِ اسلام کے علاوہ تمام مذاہب باطل ہیں اسلام صرف مذہبِ حق ہے اور مسلمان صرف واحد دنیا میں قوم ہے جو راہِ حق پر ہے دیگر مذاہب اس لئے باطل ہیں کیونکہ اُنہوں نے خدا تعالیٰ کو اپنی عقل سے پہچانا چنانچہ چاند کی چمک دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ یہی ہمارا خدا ہے، سورج کو آب وتاب کے ساتھ چمکتا ہوا دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ یہی ہمارا خدا ہے، اسی طرح آگ کی روشنی، پانی کی طاقت اور بتوں کو دیکھ کر یہ کہنے لگے کہ یہی خدا ہے یہ تمام کے تمام کافر اور مُشرک ہوئے اور مسلمان اس لئے راہِ حق پر ہیں؛ کیونکہ مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کو عقل سے نہیں بلکہ سرکارِ اعظم ﷺ کی معرفت پہچانا۔

سرکارِ اعظم ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہے مثلاً ایک بچہ اسکول جانے لگا اور اُستاد نے اُس سے کہا بیٹا پڑھو الف، وہ الف پڑھنے لگا اِسی طرح پوری تختی بچے کو یاد کروا دی دوسرے دن جب بچے سے پوچھا تو وہ پوری تختی بھول گیا تھا۔

سارے اُستاد سَر جوڑ کر بیٹھے کہ بچوں کو الف سے ی تک پڑھاتے ہیں دوسرے دن بچے سب بھول جاتے ہیں، لہٰذا اس کی کوئی ایسی ترکیب نکالی جائے کہ بچوں کے ذہنوں میں باآسانی یہ چیز بیٹھ جائے چنانچہ سارے استاد اس نتیجے پر پہنچے کہ اب یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ الف لکھا جائے اُس کے سامنے آم بنا دیا جائے، ت لکھا جائے اور اُس کے سامنے تالا بنا دیا جائے۔ بچے آم کو دیکھیں گے الف کو پہچانیں گے، بچے تالے کو دیکھیں گے ت کو پہچانیں گے لہٰذا یہ ترکیب کامیاب رہی۔

Marfat.com

بِلا تشبیہ، بِلا تشبیہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لئے اپنے محبوب ﷺ کو اس جہانِ فانی میں نور کا پیکر بنا کر بھیجا کہ میرے محبوب (ﷺ) کو دیکھو اور مجھ رب تعالیٰ کی ذات کو پہچانو۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ! مسلمان صرف اس لئے کامیاب ہیں کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کو سرکارِ اعظم ﷺ کی معرفت پہچانا ہے۔

❁❁❁❁❁

Marfat.com

اسلامی عقائد کے خلاف باتیں

ایسے لوگ موجود ہیں جو بظاہر تو کلمہ پڑھتے ہیں مگر کلمہ طیبہ پڑھ کر بندہ جن چیزوں کا پابند ہوجاتا ہے اِن پابندیوں کے خلاف اُن کے عقائد ہیں جسے ﴿ایمان باللہ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان کہا جاتا ہے۔

ایمان باللہ کے خلاف عقائد

۱)......اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور تمام عیوب سے پاک ہے مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......دیوبندی اسکالر اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ نمبر 211 پر لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔

۲)......اللہ تعالیٰ دغابازی اور دھوکہ دینے سے پاک ہے مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:......دیوبندی اسکالرز محمود الحسن دیوبندی اور شاہ عبدالقادر نے اپنے ترجمۂ قرآن میں سورہ نساء کی آیت 142 کے ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کو دَغاباز لکھا۔

القرآن:......**ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم.**

ترجمہ: منافقین دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی اُن کو دغا دے گا۔

۳)......اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 3:......دیوبندی اسکالر اشرف علی تھانوی نے اپنے ترجمۂ قرآن میں سورہ آل عمران کی آیت 142 کے ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کو بے خبر لکھا۔

القرآن:......**ولما یعلم اللہ الذین جاھدو وا منکم.**

ترجمہ: حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم سے جہاد کیا ہو۔

فیصلہ آپ ہی کریں کہ کیا کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بے خبر، دغاباز اور جھوٹ

Marfat.com

بولنے والا لکھ کر یہ لوگ کلمہ گو کہلانے کے حقدار ہیں۔

۱)......اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور غلطی جیسے عیوب سے پاک ہے مگر شیعہ اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......شیعہ اسکالر یعقوب کلینی اپنی کتاب ''اصولِ کافی'' جلد اول کے صفحہ 328 پر لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بھی بولتا ہے اور غلطی بھی کرتا ہے۔

۲)......قرآنِ مجید مکمل ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں مگر شیعہ اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:......شیعہ اسکالر مرزا بشارت حسین اپنی کتاب ''حیات القلوب'' تیسری جلد کے صفحہ 10 پر لکھتا ہے کہ موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے۔

عقیدہ نمبر 3:......شیعہ اسکالر صفدر حسین نجفی اپنی کتاب ''احسن المقال'' دوسری جلد صفحہ 336 پر لکھتا ہے۔

کہ امام مہدی جب آئیں گے تو اصلی قرآن لے کر آئیں گے۔

فیصلہ آپ ہی کریں کہ کیا کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو جھوٹا اور اس کے کلام کو تحریف شدہ لکھ کر ایسے لوگ کلمہ گو کہلانے کے حقدار ہیں؟

۱)......اللہ تعالیٰ اُترنے سے پاک ہے مگر قادیانی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......قادیانی اسکالر مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' کے صفحہ 95 پر لکھتا ہے کہ خدا نے مجھ سے کہا (اے مرزا) ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔

۲)......کوئی یہ کہے کہ میں خود خدا ہوں اور یقین بھی کر لیا چنانچہ قادیانی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:...... قادیانی اسکالر اپنی کتاب ''البریہ'' کے صفحہ 78,79 اور دوسری کتاب ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' کے صفحہ 565,564 پر لکھتا ہے کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خُدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی

Marfat.com

صورت میں پیدا کیا پھر میں نے آسمانِ دنیا کو پیدا کیا۔

۳)......قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہے مگر قادیانی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 3:......کذاب قادیانی اسکالر مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ 64 پر لکھتا ہے کہ قرآن مجید خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

فیصلہ آپ ہی کریں کیا کلمہ طیبّہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو نازل ہونے والا اور خود کو کوئی خدا کہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو اپنے منہ کی باتیں لکھے کوئی شخص کلمہ گو کہلانے کا حقدار ہے۔

۱)......اللہ تعالیٰ کی طرف انسانی فطرت منسوب کرنا کفر ہے مگر نیچری اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......نیچری اسکالر سر سیّد احمد خان کہتا ہے کہ خدا نہ ہندو ہے نہ عرضی مسلمان، نہ مقلّد، نہ لامذہب نہ یہودی نہ عیسائی بلکہ وہ پکّا چھٹا ہوا نیچری ہے۔ (بحوالہ: کتاب، خودنوشت، صفحہ 63)

۲)......اللہ تعالیٰ کے کلام کو اَن پڑھ لوگوں کا کلام کہنا کفر ہے مگر نیچری اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:......نیچری اسکالر سر سیّد احمد خان کہتا ہے کہ خدا نے اَن پڑھ بدوؤں کے لئے ان ہی کی زبان میں قرآن اُتارا۔ (بحوالہ: کتاب، خودنوشت)

فیصلہ آپ ہی کریں کہ کیا کلمہ طیبّہ پڑھنے کے بعد بندہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں عیوب اور اس کے کلام کو اَن پڑھ لوگوں کا کلام کہہ کر کوئی شخص کلمہ گو کہلا سکتا ہے؟

Marfat.com

ایمان بالرّسول کے خلاف عقائد

ایسے لوگ موجود ہیں جو بظاہر تو کلمہ پڑھتے ہیں مگر ﴿ایمان بالرّسول﴾ یعنی رسول اللہ ﷺ پر وہ ایمان نہیں رکھتے جس کا حق ہے۔

۱)......سرکارِ اعظم ﷺ پر نبوت ختم مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......دیوبندی اسکالر قاسم نانوتوی اپنی کتاب ''تحذیر النّاس'' کے صفحہ 34 (مطبوعہ: دار الاشاعت) پر لکھتا ہے کہ اگر بالفرض زمانہ نبوی ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

۲)......سرکارِ اعظم ﷺ ہر عیب سے پاک ہیں اور اُن کا علم بھی پاکیزہ ہے مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:......دیوبندی اسکالر اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ''حفظ الایمان'' کے صفحہ 8 (مطبوعہ: کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی) پر لکھتا ہے کہ جیسا علم حضور ﷺ کو حاصل ہے ویسا علم پاگل، جانوروں اور بچوں کو بھی حاصل ہے۔

۳)......حضور ﷺ شریعت لائے ہیں مگر اس کے باوجود دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 3:......دیوبندی اسکالر اشرف علی تھانوی اپنے ترجمۂ قرآن میں سورہ والضحیٰ کی آیت 7 کا ترجمہ یوں کرتا ہے۔

القرآن:......ووجدک ضالا فھدیo

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریعت سے بے خبر پایا سو آپ کو شریعت کا راستہ دکھایا۔

۴)......رحمۃ للعالمین لقب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا مگر اس کے برخلاف دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

Marfat.com

عقیدہ نمبر 4:...... دیوبندی اسکالر رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ دوسری جلد صفحہ 9 پر لکھتا ہے کہ لفظِ رحمۃ للعالمین خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے اگر (کسی) دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔

۵)......نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گدھے بیل کے خیالات آنے سے زیادہ بُرا ہے۔ چنانچہ دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 5:...... دیوبندی اسکالر اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' کے صفحہ 169 پر لکھتا ہے کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اِنہی جیسے اور بزرگوں کی طرح خواہ جناب رسالتِ مآب ﷺ ہی ہوں اپنی ہمت لگا دینا اپنے آپ کو بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔

۶)......کلمہ طیبہ نہیں بدل سکتا مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 6:...... دیوبندی اسکالر اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ لکھا کہ وہ خواب میں کلمہ طیبہ میں حضور ﷺ کے نام نامی اسمِ گرامی کی جگہ اپنے پیر اشرف علی تھانوی کا نام لیتا ہے، یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا ہے اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اپنے پیر سے معلوم کرتا ہے تو جواب میں اشرف علی تھانوی توبہ واستغفار کا حکم دینے کے بجائے کہتا ہے اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنّت ہے مطلب یہ کہ کلمہ کفر کو اشرف علی تھانوی نے عین اتباعِ سنّت کہا۔ (کتاب: الامداد صفحہ 35 مطبع امداد المطابع)

۷)......سرکارِ اعظم ﷺ نے اپنے فرائض میں کبھی کوتاہی نہیں کی مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 7:...... دیوبندی اسکالر اور جماعت اسلامی کا بانی مودودی اپنی کتاب قرآن کی چار بنیادی اصلاحیں میں لکھتا ہے کہ 23 سالہ زمانہ اعلانِ نبوت میں نبی ﷺ سے اپنے

Marfat.com

فرائض میں خامیاں اور کوئیاں سرزد ہوئیں۔

۱)......سرکار اعظم ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اطاعت تم پر واجب ہے مگر اہلحدیث اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......وہابی غیر مقلد اسکالر اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے صفحہ نمبر 211 پر لکھتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال حجت نہیں ہیں۔

عقیدہ نمبر 2:......وہابی غیر مقلد اسکالر محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنی کتاب اوضح البراہین کے صفحہ نمبر 10 پر لکھتا ہے کہ حضور ﷺ کا مزار گرادینے کے لائق ہے اگر میں اس کے گرادینے پر قادر ہوگیا تو گرادوں گا۔

۱)......سرکار اعظم ﷺ ہر عیب سے پاک ہیں یہ ہمارا ایمان ہے مگر شیعہ اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......شیعہ اسکالر محمد بن مسعود عیاشی اپنی تفسیر عیاشی کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 101 پر لکھتا ہے کہ حضور ﷺ کے ظاہر و باطن میں تضاد تھا۔

۲)......فرشتے معصوم ہیں یہ ہمارا ایمان ہے مگر شیعہ اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:......شیعہ اسکالر نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب انوار نعمانیہ کے صفحہ 237 پر لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغام رسالت دے کر جبرائیل کو بھیجا کہ علی کو پیغامِ رسالت دو جبرائیل بھول کر محمد کو دے گئے۔

۳)......سب سے بلند مرتبہ نبوت ہے مگر شیعہ اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 3:......شیعہ اسکالر مُلّا باقر مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب تیسری جلد کے صفحہ نمبر 2 پر لکھتا ہے کہ مرتبہ امامت مرتبہ پیغمبری سے بالاتر ہے۔

۱)......حضور ﷺ دنیا پر رحمت بن کر تشریف لائے مگر قادیانی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1......قادیانی اسکالر مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ

Marfat.com

62 پر لکھتا ہے کہ خدا نے مجھے وحی کی کہ ہم نے تجھ کو (اے مرزا) تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

۲)......سرکار اعظم ﷺ کا تختِ نبوت سب سے بلند ہے مگر قادیانی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:......قادیانی اسکالر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ 89 پر لکھتا ہے کہ خدا نے مجھ سے کہا آسمان سے کئی تخت (نبوت کے) اُترے پر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔

۱)......سرکارِ اعظم ﷺ کی زبان سے نکل ہوا ہر کلمہ وحی الٰہی ہے مگر پرویزی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:...... پرویزی اسکالر اپنے میگزین "طلوع اسلام" صفحہ 49 ماہنامہ جولائی 1950ء کے شمارے میں لکھتا ہے کہ احادیث نبویہ محض تاریخ ہے۔

عقیدہ نمبر 2:...... پرویزی اسکالر مسٹر پرویز اپنے میگزین "طلوعِ اسلام" صفحہ 16 اگست، ستمبر 1952ء میں لکھتا ہے کہ مُنکرینِ حدیث ایک جدید اسلام کے بانی ہیں۔

۱)......کلمہ شہادت مکمل ہے مگر اسماعیلی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......(اشهدان لااله الا الله واشهدان محمد رسول الله واشهدان علی الله) اس کلمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کی نسبت کی گئی اور یہ کفر ہے یہ کلمہ اسماعیلیوں کا ہے۔

(بحوالہ: شکشن مالا بال منکہ، منظور شدہ درسی کتاب۔ مطبوعہ: اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند ممبئی)

۲)......اسلامی سلام، السّلام علیکم ہے اور جواب وعلیکم السّلام ہے مگر اسماعیلی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:......آغاخانیوں اسماعیلیوں کا سلام (یاعلی مدد) اور آغاخانی سلام کا جواب (مولا علی مدد) ہے۔

Marfat.com

ایمان بالصحابہ واہلبیت کے خلاف عقائد

۱)......اگر کوئی آدمی کسی نیک ہستی کے بارے میں گندہ خواب دیکھے تو توبہ مگر دیوبندی اسکالر نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متعلق خواب کو اپنی کتاب میں فخر سے نقل کیا۔

عبارت نمبر 1:...... دیوبندی اسکالر مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اسکالر مولوی فضل الرحمٰن کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ہم نے خواب میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ اُنہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹایا۔ (الافاضات الیومیہ، صفحہ 62/37)

عبارت نمبر 2:...... دیوبندی اسکالر مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتویٰ کی کتاب ''فتاویٰ رشیدیہ'' کے صفحہ 435 پر لکھتا ہے کہ محرم میں ذکر حسین کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیح ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا، چندہ سبیل وشربت میں دینا یا دودھ پلانا سب ناجائز اور حرام ہے۔

عبارت نمبر 3:...... دیوبندی اسکالر اپنی کتاب ''رشید ابنِ رشید'' کے صفحہ 251 پر لکھتا ہے کہ صحابہ کرام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو غلطی پر قرار دیا۔

عبارت نمبر 4:...... دیوبندی اسکالر اپنی کتاب ''رشید ابنِ رشید'' کے صفحہ 91 پر لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے تمام صحابہ کرام امیر یزید کے انتخاب پر متفق تھے۔

عبارت نمبر 5:...... دیوبندی اسکالر اپنی کتاب ''رشید ابنِ رشید'' کے صفحہ 92 پر لکھتا ہے کہ امیر المومنین یزید کا خلیفہ ہونا ضروری تھا۔

عبارت نمبر 6:...... دیوبندی اسکالر اپنی کتاب ''رشید ابنِ رشید'' میں لکھتا ہے کہ ہمارے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ نے بے موقع اور بے محل اور بلا ضرورت یہ اقدام کر کے عظیم ترین غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

عبارت نمبر 7:...... وہابی غیر مقلد اسکالر ابن تیمیہ اپنی کتاب ''فتاویٰ حدیثیہ'' کے صفحہ 87 پر

Marfat.com

لکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین سو سے زیادہ مسئلوں میں غلطی کی ہے۔

عبارت نمبر 8:......اہلحدیث اسکالر اپنی کتاب ''ہدیۃ المہدی'' کے صفحہ 211 پر لکھتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال حجت نہیں ہیں۔

عبارت نمبر 9:...... جماعت المسلمین کا اسکالر مولوی مسعود احمد اپنی کتاب ''تاریخ الاسلام والمسلمین'' کے صفحہ 639 پر صرف دس ازواجِ مطہرات کو شامل کیا جب کہ تین ازواج مطہرات کا ذکر مناسب نہ سمجھا۔

عبارت نمبر 10:...... جماعت المسلمین کا اسکالر مولوی مسعود احمد اپنی کتاب ''خلاصہ تلاشِ حق'' کے صفحہ 197 پر لکھتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم فہم، سوءِ ظن اور گناہ میں مبتلا تھیں۔

عبارت نمبر 11:...... جماعت المسلمین کا اسکالر مولوی مسعود احمد اپنی کتاب ''تاریخ الاسلام والمسلمین'' کے صفحہ 641 پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جھوٹا اور گناہگار لکھا ہے۔

عبارت نمبر 12:......شیعہ اسکالر اپنی کتاب روزہ کافی آٹھویں جلد کے صفحہ 245، حدیث نمبر 341 پر لکھتا ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد تین صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہوگئے۔

عبارت نمبر 13:......شیعہ اسکالر اپنی کتاب ''حیات القلوب'' دوسری جلد کے صفحہ 618 مطبوعہ، تہران پر لکھتا ہے کہ حضرت عباس اور حضرت عقیل ذلیل النفس اور کمزور ایمان والے تھے۔

عبارت نمبر 14:......شیعہ اسکالر عرفان حیدر عابدی اپنی کتاب ''شریعت وشیعت'' کے صفحہ 45 پر لکھتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

کیا کلمہ پڑھنے کے بعد وہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کے ذریعہ دینِ اسلام صحیح

Marfat.com

سلامت ہمیں نصیب ہوا ان کے بارے میں اس قسم کے کلمات لکھنے والوں کا اسلام سے تعلق ہے؟

اولیاء اللہ پر ایمان کے خلاف عقائد

۱)......اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگاروں کا رُتبہ بلند ہے مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 1:......دیوبندی اسکالر مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' صفحہ 16 پر لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوق کو خدا سے چھوٹا ہی سمجھا جائے اور خدا کی مخلوق ہی مانا جائے پھر اس معاملے میں نبی، ولی، جن، شیطان، بھوت، پریت اور پری وغیرہ سب برابر ہیں۔

۲)......اولیاء اللہ کی قبور پر جانا باعث اجر وثواب ہے مگر دیوبندی اسکالر لکھتا ہے۔

عقیدہ نمبر 2:......دیوبندی اسکالر جماعت اسلامی کا امیر مودودی اپنی کتاب ''تجدید واحیاء دین'' کے صفحہ 62 پر لکھتا ہے کہ جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لئے خواجہ اجمیر یا مسعود سالار کی قبر پر یا ایسے دوسرے مقامات پر جاتے ہیں زنا اور قتل کا گناہ کم ہے یہ گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔

ان تمام عقائد کو پڑھ کر آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا کلمہ پڑھ کر بندہ اگر ایسے عقائد رکھے تو کیا وہ کلمہ گو کہلانے کا حقدار ہے؟

Marfat.com

کلمہ طیّبہ پڑھ کر بندہ کِن چیزوں کا پابند ہو جاتا ہے

1)......تمام باطل معبودوں سے بیزاری اور صرف اللہ تعالیٰ کو معبودِ حقیقی ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

2)......تمام چیزوں کو فانی محتاج مان کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

ہر حال میں اس کی عبادت کرنے کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و دیگر فرائض کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے اور اُس کی نافرمانی سے بچنے کا پابند ہو جاتا ہے۔

3)......اللہ تعالیٰ کو واحد، والی اور وحدہ لاشریک ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

4)......سرکارِ اعظم ﷺ کو رسولِ برحق ماننے کا پابند ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی بندہ ختمِ نبوت پر ایمان رکھنے کا بھی پابند ہو جاتا ہے۔

5)......سرکارِ اعظم ﷺ کو بے عیب ماننے مثلاً آپ ﷺ کے علمِ غیب میں، حیات میں، تعظیم و توقیر میں اور اختیارات میں طعنہ زنی سے بچنے کا پابند ہو جاتا ہے۔

6)......سرکارِ اعظم ﷺ کو اپنا مددگار اور حاکم ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

7)......سرکارِ اعظم ﷺ کی رضا کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور سرکارِ اعظم ﷺ کی ناراضگی کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

8)......سرکارِ اعظم ﷺ کو حاضر و ناظر اور گواہ ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

9)......سرکارِ اعظم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد اپنا سب کچھ ماننے کا پابند ہو جاتا ہے۔

10)......سرکارِ اعظم ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہلبیتِ اطہار اور اولیاء کرام کی شان میں گستاخی اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب کرنے کا پابند بن جاتا ہے۔

Marfat.com

خادم اہلسنّت مولانا محمد شہزاد قادری ترابی کی تصانیف

صراط الابرار (مجلّد)	عقائد اہلسنّت پر 80 اعتراضات کے قرآن وحدیث سے جوابات
بیان حق	غیر مقلدین کے 120 اعتراضات کے قرآن وحدیث کی روشنی میں جوابات
صحابہ کی حقانیت	اہل تشیع کے 28 اعتراضات کے قرآن وحدیث اور انہی کی کتابوں سے جوابات
قادیانیت یعنی شیطانیت	قادیانیوں کے 20 اعتراضات کے قرآن وحدیث کی روشنی میں جوابات
قرآن مجید اور سو عقائد	قرآن مجید کی 113 آیات سے 110 عقائد اہلسنّت کا ثبوت
کڑوا سچ (مجلّد)	عقائد اہلسنّت پر شرک وبدعت کے فتوے لگانے والے تصاویر کے ثبوت سے خود بدعتی
فرائض، سنت اور نوافل کا ثبوت	سنت غیر موکدہ اور نوافل کا مستند حدیث کی روشنی میں ثبوت
فساد کی جڑیں	84 احادیث سے گناہوں کی مذمت اور دعاؤں کی قبولیت کے اسباب
دکھ درد کا علاج	دکھ درد اور بیماریوں کے 100 وظائف کی روشنی میں علاج
طبیب اعظم اور علاج	پھلوں اور سبزیوں سے احادیث کی روشنی میں علاج
سنتِ مصطفیٰ اور جدید سائنس	سرکار ﷺ کی 111 سنتوں پر جدید سائنسی تحقیق
گناہ اور سائنس	جن چیزوں سے اسلام نے روکا ان گناہوں پر جدید سائنسی تحقیق
مظلوم کے آنسو	جہاد کیوں، جہاد اور دہشت گردی میں فرق اور مظلوموں کی داستانیں
شریعت محمدی کے ہزار مسائل	ایک ہزار جدید مسائل کا علمی حل ہر گھر کی ضرورت ہے
تحریک آزادی ہند اور علماء کا کردار	تاریخ تحریک آزادی اور علماء اہلسنّت کا بھرپور کردار
ایمان کی کسوٹی	عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز داستانیں اس میں موجود ہیں

نوٹ ✿ ان تمام کتب کا سیٹ گھر بیٹھے صرف 300 روپے منی آرڈر کر کے حاصل کریں۔

پتہ ✿......مکتبہ فیضانِ اشرف نزد، شہید مسجد کھارادر کراچی۔

Marfat.com

تشریح

کلمۂ طیبہ

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

Marfat.com